محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید، آصف، آفتاب، فرحت
انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز کی مشترکہ مہم

پہاڑ کا سمندر

خاص نمبر

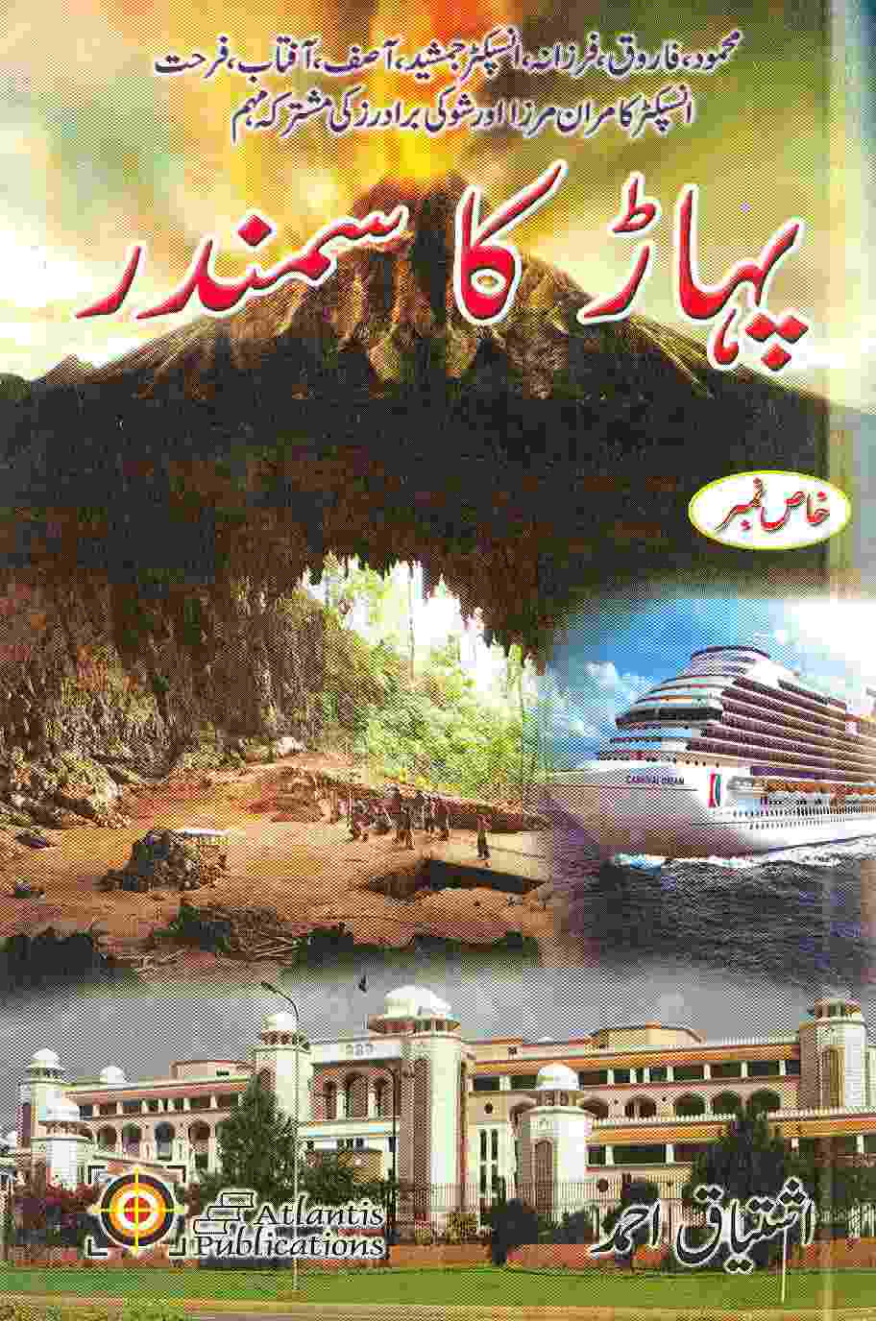

Atlantis Publications

اشتیاق احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید
آصف، آفتاب، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا
اور شوکی برادرز کی مشترکہ مہم

پہاڑ کا سمندر

اشتیاق احمد

اٹلانٹس پبلیکیشنز

Uploaded By Nadeem

Atlantis Publications

تفریح بھی، تربیت بھی

اٹلانٹس پبلیکیشنز صحت مند، اصلاحی اور دلچسپ کہانیوں اور ناولوں کی کم قیمت اشاعت کے ذریعے ہر عمر کے لوگوں میں مطالعے اور کتب بینی کے فروغ کیلئے کوشاں ہے۔

ناول پہاڑ کا سمندر

نمبر انسپکٹر جمشید سیریز نمبر 778 (خاص نمبر 62)

پبلشر فاروق احمد

قیمت 390 روپے

ISBN 978-969-601-025-8

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اٹلانٹس پبلیکیشنز کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کے کسی حصے کی نقل، کسی قسم کی ذخیرہ کاری جہاں سے اسے دوبارہ حاصل کیا جاسکتا ہو یا کسی بھی شکل میں اور کسی بھی ذریعے سے ترسیل نہیں کی جاسکتی۔ یہ کتاب اس شرط کے تحت فروخت کی گئی ہے کہ اس کو بغیر ناشر کی پیشگی اجازت کے، طور تجارت یا بصورت دیگر مستعار دوبارہ فروخت نہیں کیا جائے گا۔

ناول حاصل کرنے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور رابطے کیلئے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

اٹلانٹس پبلیکشنز
A-36 الٹرن اسٹوڈیو B-16 سائٹ، کراچی۔
0300-2472238, 32578273, 34228050
ای میل: atlantis@cyber.net.pk
www.inspectorjamshedseries.com

ایک حدیث

اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ
اور روزہ رکھتے رکھتے تانت کی طرح دبلے ہو جاؤ تو
تقویٰ اختیار کیے اور حرام مال سے بچے بغیر کچھ بھی
قبول نہیں ہوگا، لہٰذا حرام مال سے بچنا اور تقویٰ
اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

☆ یہ وقت عبادت کا تو نہیں۔
☆ آپ کو اسکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا۔
☆ آپ نے کسی کو وقت تو دے نہیں رکھا۔
☆ آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے عبادت اور دوسرے کاموں سے فارغ ہولیں، پھر ناول پڑھیں۔

اشتیاق احمد

اس ماہ کا خاص نمبر

پہاڑ کا سمندر

آئندہ ماہ کا ناول

چاند کی لاش

گذشتہ اشاعت کا ناول

واردات کا اسرار

اٹلانٹس پبلکیشنز

A-36 ایسٹرن اسٹوڈیو، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34228050
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspectorjamshedseries.com

Uploaded By Nadeem

دو باتیں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ ! پہاڑ کا سمندر لکھنا شروع کیا تو اس کا نام پہاڑ کی موت رکھا تھا... پلاٹ ذرا آگے بڑھا تو یک دم مجھے محسوس ہوا، یہ عام نہیں ، خاص نمبر بنتا جا رہا ہے ۔یہ بات میں نے فون پر فاروق احمد صاحب کو بتائی ...وہ سنتے ہی بولے:

'' کوئی حرج نہیں... لکھ ڈالیں خاص نمبر... لیکن چونکہ آپ کے زیادہ تر خاص نمبروں کے ناموں میں سمندر کا نام شامل ہے ، اس لیے اس کا نام میں بھی سمندر کا ذکر آنا چاہیئے''

اس پر میرے منہ سے نکل گیا:

''تب پھر اس کا نام پہاڑ کا سمندر مناسب رہے گا۔''

اس طرح یہ نام طے ہوگیا اور اس پر کام خاص نمبر کے انداز میں شروع ہوگیا ، چنانچہ ایک بار پھر سابقہ روایات کو قائم رکھنے کی کوشش میں پہاڑ کا سمندر ہاتھوں میں ہے ...یوں سمندر کو ہاتھوں میں لینا آسان کام نہیں... لیکن آسان اور مشکل کے چکر میں کون پڑے ... جب آپ کے یہ کردار ایسے

Uploaded By Nadeem

چکروں کو خاطر میں نہیں لاتے ۔

یوں بھی زندگی مسلسل مشکلات کا نام ہے... سکون کا نہیں۔ یہ زندگی اسی وقت زندگی لگتی ہے جب ہم حرکت میں رہیں...ادھر ہم رکے ادھر گویا زندگی رک گئی ۔

شتر مرغ کا اغوا، سازشی دیوتا، انجانی طاقت اور واردات کا اسرار پڑھنے والوں کو بہت پسند آرہے ہیں ...اکثر کا کہنا یہی ہے کہ پرانے ناولوں کا مزہ آگیا ...چلیے شکریہ ... کہنے والوں نے یہ تو کہا ... جنھوں نے نہیں کہا، وہ آیندہ کہہ لیں گے ...اپنا کام تو کوشش کرنا ہے اور نہیں تو کیا۔

پہاڑ کا سمندر پڑھتے ہوئے اگر آپ کو اسکولوں میں پڑھے ہوئے پہاڑے یاد آجائیں تو بُرا نہ مانیے گا ... وہ زندگی بھی تو آخر آپ کی اپنی زندگی تھی۔ جب آپ پہاڑے یاد کیا کرتے تھے اور استاد یاد نہ کرنے پر مارا کرتے تھے...اب یہ اور بات ہے کہ آج کل کے بچے پہاڑے یاد کرنے سے بال بال بچ گئے ہیں... کلکولیٹروں کا زمانہ جو آگیا ہے...اب تو جمع، تفریق، ضرب تقسیم ...سب انہی کے ذریعے ہونے لگی ہے... لہٰذا پہاڑے اب کون پڑھے...خیر چھوڑیں پہاڑ اور پہاڑوں کا ذکر ...ناول کا ذکر کر لیتے ہیں۔

خاص نمبر آپ کو ایک عجیب وادی میں لے جائے گا...

یہاں کی ہر چیز ہی عجیب تھی ، اس قدر عجیب کہ اٹھائی جائے نہ دھری جائے ۔

اس وادی میں کیا ہو رہا تھا ...یہ سوال پورے ناول میں گونجتا محسوس ہوگا ...اور اس کی گونج کو اس وادی کی پہاڑیاں اور زیادہ دہراتی نظر آئیں گی...اگر میں یہ کہوں کہ خاص نمبر آپ کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لے گا تو یہ کچھ بے جا نہیں ہوگا... بلکہ آپ محسوس کریں گے اس کی لپیٹ میں لینے کی رفتار بہت زیادہ ہے ۔

اس مرتبہ تینوں پارٹیاں کچھ زیادہ ہی عجیب انداز میں کام کرتی اور آپس میں ملتی اور بچھڑتی نظر آئیں گی اور آپ کے لیے قدم قدم پر مسکراہٹوں کا سامان پیدا کرتی نظر آئیں گی ۔

ایکشن کو پسند کرنے والوں کے لیے یہ ناول اور زیادہ خاص ثابت ہوگا... کیونکہ شروع سے آخر تک ایکشن ان کا پیچھا چھوڑتا نظر نہیں آئے گا ، گویا ایکشن نہ ہوا... کمبل ہوگیا...یا پھر بوریا بستر کہہ لیں۔

انٹرنیٹ کی بدولت بہت پرانے پڑھنے والے بھی نئے پڑھنے والوں میں شامل ہوتے جا رہے ہیں...بلکہ وہ نئے پڑھنے والوں کو اپنے زمانے کے ناول پڑھنے کے واقعات سناتے نظر آتے ہیں...دادا جان اپنے پوتوں کو بتا رہے ہیں ۔

Uploaded By Nadeem

بھئی اپنی عمر میں ہم بھی آپ کی طرح یہ ناول دیوانوں کی طرح پڑھتے رہے ہیں اور اب پھر سے پڑھنے لگے ہیں... آپ کے ہاتھ میں ناول دیکھ کر ہمیں اپنا زمانہ یاد آجاتا ہے۔

گھروں میں اب پھر محمود، فاروق اور فرزانہ کی باتیں ہونے لگی ہیں، ان کی باتوں پر تبصرے ہونے لگے ہیں... گویا ہم ماضی میں سفر شروع کر چکے ہیں... ماضی میں یہ سفر ہمیں کہاں لے جائے گا... کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ کچھ کہنے کی ضرورت بھی تو نہیں... ہمیں تو سفر کرنا ہے... اور یہ زندگی بھی ایک سفر ہے... جو جلد ختم ہونے والی ہے... بس آج کی دو باتیں ختم۔

نعیم

Uploaded By Nadeem

سُنا جائے گا

دسمبر کی اٹھارہ تاریخ تھی... محمود، فاروق اور فرزانہ کے ششماہی امتحان ختم ہوئے دو چار روز ہی گزرے تھے... لیکن ان دو چار ہی دنوں میں ان کی بوریت آسمان کو چھونے لگی تھی.... ان کا پروگرام تھا کہ چھٹیاں گزارنے کسی ہل اسٹیشن کا رُخ کیا جائے... لیکن ہمیشہ کی طرح فاروق کو یہ خوف ستا رہا تھا کہ کہیں اس دوران کسی جاسوسی چکر سے ان کا واسطہ نہ پڑ جائے۔

اس دوران ہر فون کی گھنٹی پر وہ چونک پڑتے کہ کہیں یہ کسی کیس کا پیش خیمہ نہ ثابت ہو... اور ایسا روز ہی ہوا کرتا تھا لیکن...

...اس بار جو گھنٹی بجی تو ان کے کان کھڑے ہو گئے۔ ان کے رنگ اڑ گئے... وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ پھر تینوں ایک ساتھ بولے:

"خبردار! یہ فون نہیں سنا جائے گا۔"

انسپکٹر جمشید نے ان کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھا... پھر فون پر ایک نظر ڈالی اور پکار اٹھے:

"لیکن! یہ فون سنا جائے گا۔"

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" فاروق بوکھلا اٹھا۔

"اس لیے کہ یہ فون وزیر اعظم صاحب کا ہے۔"

"ارے ہپ ... باپ رے۔" ان کے منہ سے نکلا۔ رنگ اور زیادہ زرد پڑ گئے۔ چہروں پر ہوائیاں اڑتی نظر آئیں... لیکن یہ وقت ان سے بات کرنے کا نہیں، فون سننے کا تھا، لہٰذا انہوں نے جلدی سے ریسیور اٹھا لیا۔

"یس سر!"

"کیا آپ ... ابھی اور اسی وقت میرے پاس آسکتے ہیں... لیکن آپ کسی کو ساتھ نہیں لے کر آئیں گے۔"

"جی ہاں! کیوں نہیں۔"

"بس تو پھر آپ میرے گھر چلے آئیں... میں پرائم منسٹر ہاؤس کی دوسری منزل پر اپنے پرائیویٹ آفس میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں... یہ ملاقات صرف میرے اور آپ کے درمیان

ہوگی... اور آپ اسے ذاتی ملاقات بھی کہہ سکتے ہیں... کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کو میری بات سے اتفاق نہ ہو تو آپ انکار بھی کر سکتے ہیں۔"

"یہ آپ آج کیسی باتیں کر رہے ہیں سر۔"

"دراصل میں اپنے ایک ذاتی مشاہدے کی بات کروں گا... میرے محسوسات میرے اندازے غلط بھی ہو سکتے ہیں، اس لیے بعد میں آپ کے سامنے شرمندگی نہ محسوس ہو۔"

"نہیں محسوس ہوگی سر... آپ فکر نہ کریں۔ میں آرہا ہوں۔"

"اور محمود، فاروق اور فرزانہ کو بھی ساتھ نہیں لائیں گے۔"

"بالکل نہیں لاؤں گا سر۔" انہوں نے تینوں کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ بہت بہت۔"

فون بند کر کے وہ ان کی طرف مڑے:

"عام طور پر ہمیں جب بھی فون کرتے ہیں... صدر صاحب کرتے ہیں... وزیر اعظم صاحب بہت کم فون کرتے ہیں... اور صدر صاحب بھی فون کرتے ہیں تو عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ تم تینوں کو بھی ساتھ لے کر آؤں... جب کہ وزیر اعظم صاحب کا کہنا

Uploaded By Nadeem

ہے کہ تم تینوں کو ساتھ نہ لایا جائے ... کیا یہ بات عجیب نہیں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ ایک بار پھر مسکرائے۔

'' میرے نزدیک یہ بات عجیب سے زیادہ غریب ہے۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

'' ظاہر ہے... اس کی کوئی خاص وجہ ہوگی ...ورنہ یہ بات نہیں کہ وہ ہمیں ناپسند کرتے ہیں۔'' محمود نے بغیر کسی ناگواری کے کہا۔

'' میں محمود کی تائید کرتی ہوں۔''

'' خیر... پہلے تو میں ان سے ملاقات کر آتا ہوں... پھر بات کریں گے... یہ اچھی بات ہے کہ آج اتوار ہے ... موسم بہت خوش گوار ہے... نہ سردی ہے نہ گرمی ... پھولوں نے اپنا رنگ جمایا ہوا ہے ... ایسے میں مجھے جانا ہے وزیر اعظم کے ہاں... اچھا السلام علیکم۔''

یہ کہتے ہی وہ گیراج کی طرف بڑھ گئے...ایسے میں بیگم جمشید تیزی سے دوڑ کر ان کے پاس پہنچیں ... وہ گھبرا گئے:

'' خیر تو ہے بیگم... حملہ آور ہونے کا ارادہ تو نہیں۔''

'' بالکل!'' وہ مسکرائیں۔

'' کیا کہا ... بالکل۔''

'' جی ہاں بالکل ... مجھے لگتا ہے ... آپ ایک خطرناک مہم پر روانہ ہو رہے ہیں... اور شاید آج آپ کی واپسی بھی نہیں ہوگی ...اس لیے میں دوڑ کر آئی ہوں۔''

'' اچھا کہو ...'' وہ بولے۔

'' سیٹھانی مائی نے ابھی چند دن پہلے ہی آپ کے پاس اپنی ایک امانت رکھوائی ہے...اب اگر آپ کی عدم موجودگی میں انہیں اس امانت کی ضرورت پیش آگئی اور وہ یہاں آگئیں تو میں انہیں کیسے دوں گی ... کیونکہ۔'' وہ کہتے کہتے رک گئیں۔

تینوں نے حیران ہوکر ان کی طرف دیکھا:

'' کیونکہ کیا امی جان۔'' تینوں بولے۔

'' کیونکہ ایسا آج تک نہیں ہوا کہ آپ نے مجھ سے کوئی چیز چھپا کر کسی جگہ رکھی ہو لیکن میں نے یہ بات صاف محسوس کی تھی کہ آج آپ نے وہ چیز مجھ سے خاص طور پر چھپا کر رکھی تھی۔''

'' اوہ!'' ان چاروں کے منہ سے نکلا ... پھر تینوں نے کہا:

'' اور ہم سے بھی۔''

'' سیٹھانی مائی نے کہا تھا ... میری اس امانت کو سب سے چھپا

Uploaded By Nadeem

کر رکھنا، میں نے تو ان کی ہدایت پر عمل کیا ہے ...''

'' آپ نے اچھا کیا... لیکن اب جب کہ آپ جا رہے ہیں اور میرا خیال ہے... وزیر اعظم صاحب آپ کو کسی خاص اور خفیہ مہم پر بھیج رہے ہیں ، لہٰذا فوری طور پر آپ کی واپسی کا امکان کم از کم مجھے نظر نہیں آ رہا ۔''

'' اس کی صورت پھر یوں بنتی ہے کہ جگہ تو میں آپ کو بتا دیتا ہوں... لیکن اگر وہ نہ آئیں تو آپ اس امانت کو وہاں سے نہ اٹھائیں... اور اگر آ جائیں تو پہلے انہیں صورت حال بتا دیں... پھر وہ کہیں تو امانت اٹھا کر دے دیں۔''

'' بس شکریہ ! میں یہی چاہتی تھی ۔''

انہوں نے جگہ بتا دی۔ وہ مسکراتے ہوئے ، السلام علیکم کہتے ہوئے اپنی کار میں گھر سے نکل گئے... ان کے الوداعی ہاتھ اس وقت تک ہلتے رہے جب تک کہ کار نظروں سے اوجھل نہ ہوگئی ۔

وہ دروازہ بند کر کے اندر آئے ہی تھے کہ دستک ہوئی... دستک دوستانہ تھی... اس لیے ان کے چہروں پر چونکنے کے کوئی آثار نظر نہ آئے... محمود اٹھ کر دروازے پر چلا گیا ... اس نے میجک آئی سے باہر دیکھا... سیٹھانی مائی نظر آئی... وہ ان کے محلے

میں رہتی تھیں اور ایک غریب عورت تھیں... لوگ انہیں سیٹھانی مائی کہتے تھے ۔

اسے دیکھ کر محمود کو حیرت ہوئی کہ ان کی والدہ کو کس قدر بروقت ان کی امانت کا خیال آیا تھا۔ اس نے دروازہ کھول دیا ۔ سیٹھانی مائی السلام علیکم کہتے ہوئے اندر آ گئی اور فوراً بولی:

'' میرا خیال ہے... جمشید گھر میں نہیں ہے ۔''

'' جج... جی اماں یہی بات ہے ۔'' بیگم جمشید نے آگے بڑھ کر اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا ۔

'' اور مجھے اچانک اپنی امانت کی ضرورت پیش آ گئی ہے ۔''

'' اور آپ نے اس کے بارے میں ان سے یہ کہا تھا کہ اس چیز کو چھپا کر رکھیں... اس کا ذکر کسی سے نہ کریں ۔''

'' ہاں ! میں نے یہ کہا تھا ۔'' وہ پریشان ہو کر بولیں۔

'' تب پھر اب آپ کیا کہتی ہیں۔''

'' کاش میں ان سے یہ بات نہ کہتی ... اب آپ انہیں فون کریں اور پوچھ لیں... انہوں نے وہ کہاں رکھی ہے ۔''

'' میں وضاحت کر دیتی ہوں۔''

انہوں نے ساری بات بتا دی... یہ سن کر سیٹھانی مائی خوش

Uploaded By Nadeem

ہو گئیں اور بولیں:

"آپ لوگ بہت ہی اچھے ہیں... دوسروں کے حقوق کا کتنا خیال رکھتے ہیں۔"

"اگر آپ کی اجازت ہو تو آپ کی امانت نکال لاؤں۔"

"اس سے پہلے آپ تینوں بچوں کو کمرے میں بھیج کر دروازہ بند کر دیں یا ان سے کہیں کہ آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں۔"

"ہم دوسرے کمرے میں چلے جاتے ہیں اماں... اور آپ فکر نہ کریں... ہم ہرگز یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کریں گے کہ وہ کیا چیز ہے۔"

"شکریہ... بہت بہت شکریہ... آپ لوگ واقعی بہت اچھے ہیں... لوگ یونہی آپ کی تعریف نہیں کرتے۔"

"بس! اب آپ ایسی باتیں نہ کریں... ہمیں شرم آتی ہے۔"

یہ کہہ کر بیگم جمشید تو اندرونی کمرے کی طرف چلی گئیں اور فرزانہ نے باورچی خانے کا رخ کیا... ادھر ان دونوں نے کہا:

"اماں! آپ بیٹھ جائیں۔"

وہ صحن میں رکھی گئی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئیں... جلد ہی فرزانہ چائے لیے آ گئی... اس نے چائے کا کپ سیٹھانی مائی کے

سامنے رکھ دیا:

"اس کی کیا ضرورت تھی بیٹی۔"

"اس کے لیے کوئی تکلف تو کرنا نہیں پڑا اماں۔" فرزانہ مسکرائی۔

ابھی اس نے چائے ختم کی تھی کہ ان کی والدہ کپڑے میں لپٹی کوئی چیز لے کر آ گئیں:

"یہ رہی آپ کی امانت۔"

"اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو خوش وخرم رکھے... آپ لوگ بہت ہی اچھے ہیں... اچھا میں چلی۔" یہ کہتے ہی اس نے اپنی امانت کپڑے سمیت ان کے ہاتھ سے لے لی اور چلی دروازے کی طرف، ساتھ اس نے کہا:

"آپ کا کپڑا لوٹا دوں گی۔"

"نہیں نہیں... اس کی ضرورت نہیں۔" بیگم جمشید نے جلدی سے کہا۔ اس نے سر ہلایا اور باہر نکل گئی۔

"اب... اب ہم کیا کریں... امی جان کے خیال کے مطابق اباجان وزیراعظم صاحب کی طرف سے واپس ادھر نہیں آئیں گے... بلکہ ادھر سے ادھر ہی چلے جائیں گے... لہٰذا سوال یہ ہے

Uploaded By Nadeem

کہ ہم کیا کریں... ہم تو بور ہو کر مر جائیں گے۔''

''ہم انکل خان رحمان کے ہاں چلتے ہیں... یا پروفیسر انکل کے ہاں... یا انہیں بھی وہیں بلا لیں گے۔'' فرزانہ نے فوراً کہا۔

''بہت خوب! یہی مناسب رہے گا۔''

اور پھر محمود نے خان رحمان کے نمبر ملائے... سلسلہ ملتے ہی ظہور کی آواز سنائی دی:

''خان رحمان بات کر رہا ہوں... ظہور صاحب سو رہے ہیں۔''

''ٹھیک ہے ...انہیں جگا دیں۔''

''ہائیں... یہ آپ ہیں محمود صاحب۔''

''نہیں! میں پروفیسر داؤد ہوں... محمود تو سو رہا ہے۔''

''اوہ غغ... غغ... معاف کیجیے گا... میں انہیں جگا دیتا ہوں۔''

''ظہور صاحب کو... انہیں سونے دیں...میں آپ سے بات کر لیتا ہوں۔''

''نن نہیں... ایک منٹ۔'' اس نے گھبرا کر کہا اور پھر جلد ہی خان رحمان کی آواز سنائی دی:

''السلام علیکم انکل! آپ تو سو رہے تھے۔''

''فون کی گھنٹی سن کر جاگ چکا تھا...لہٰذا تم فکر نہ کرو۔''

''آپ کہتے ہیں تو نہیں کرتا۔'' محمود نے فوراً کہا۔

''کہاں آنا ہے ...یا تم یہیں آ رہے ہو۔''

''بھئی واہ ...انکل ہوں تو آپ جیسے۔''

عین اس لمحے محمود کے موبائل فون کی گھنٹی بجی...فاروق نے فوراً اس کی جیب سے موبائل نکال کر دیکھا... فون ان کے والد کا تھا... اس نے فوراً موبائل آن کیا اور بولا:

''السلام علیکم ابا جان۔''

''فوری طور پر اپنے انکلز کے ساتھ کالا پہاڑ پہنچ جاؤ...یہاں معاملات کافی بگڑے ہوئے ہیں۔''

فون بند کر کے اس نے فوراً کہا:

''محمود! پروگرام طے ہو گیا ...انکل سے کہو ... فوراً یہاں آ جائیں... میں پروفیسر انکل کو فون کر رہا ہوں۔''

''ابا جان کا فون تھا۔'' محمود نے حیران ہو کر کہا۔

''نہیں تو...ابا جان کا فون تو نہیں تھا... انہیں فوت ہوئے تو چالیس سال ہو گئے۔'' دوسری طرف سے خان رحمان نے کہا۔

Uploaded By Nadeem

"آپ سے نہیں کہا انکل ... یہ میں نے فاروق سے کہا تھا...
آپ فوراً یہاں آجائیں... ہم پروفیسر انکل کو فون کر رہے ہیں۔"

"خیر تو ہے... ابھی ابھی تو کچھ اور کہہ رہے تھے۔"

"ابا جان کا فون ملتے ہی یہ کچھ، کچھ اور ہی ہوگیا۔"

"اچھی بات ہے ...میں آرہا ہوں۔"

اور پھر انہوں نے پروفیسر صاحب کو فون کیا:

"بھئی کہاں ہو ... تم لوگ تو مجھے بالکل ہی بھول گئے۔" ان کی آواز شکایت بھری تھی۔

"نہیں تو انکل ... ہم تو آپ کو کبھی نہیں بھولے۔"

"اوہو اچھا! یہ جان کر خوشی ہوئی... لیکن اس وقت فون کرنے کی کوئی خاص ضرورت پیش آگئی ہے شاید۔"

"آپ کا اندازہ درست ہے۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"اچھا تو پھر کہو... کہاں آنا ہے ... یا کیا پروگرام ہے۔"

"آپ کو فوراً ہمارے ہاں آنا ہے... انکل خان رحمان بھی آرہے ہیں... اور ہمیں یہاں سے روانہ ہونا ہے کالا پہاڑ۔"

"کیا کہا ... کالا پہاڑ۔" مارے خوف کے پروفیسر داؤد کے منہ سے نکلا:

☆☆☆☆☆

دھماکا

"کک... کیا ہوا انکل ...پپ"

"مم... میں آرہا ہوں... اگرچہ میں انکل پپ نہیں ہوں۔"

یہ کہتے ہی انہوں نے فون بند کر دیا۔

"لو بھئی... ہوگیا سسپنس شروع... پروفیسر انکل کو کالا پہاڑ کے بارے میں پہلے ہی کچھ معلوم ہے۔"

"یہ تو اور اچھا ہے۔" فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

"ابھی یہ بات کیسے کہی جاسکتی ہے۔" فاروق نے اسے گھورا۔

"کون سی بات؟" فرزانہ نے بھی جواب میں اسے گھورا۔

"یہ کہ یہ تو اور اچھا ہے۔"

"اب تم سے کون مغز مارے ...پروفیسر انکل کالا پہاڑ کا نام سن کر بہت زور سے چونکے ہیں۔"

"خیر! آنے دو انہیں... کہہ دیں گے ... آہستہ سے چونکا

Uploaded By Nadeem

کریں۔'' فاروق بولا ۔

'' اچھا چپ رہو ۔''

''ویسے لگتا ہے... معاملہ بہت زیادہ رفتاری سے شروع ہونے والا ہے...وزیراعظم صاحب نے اباجان کو بلایا ... ساتھ میں ہمیں نہیں بلایا... انہوں نے وہاں جاتے ہی ہمیں فون کر دیا کہ فوراً اپنے انکلز کے ساتھ کالا پہاڑ پہنچ جاؤ... دوسری طرف ہم نے پروفیسر انکل کو فون کیا تو وہ کالا پہاڑ کا نام سن کر زور سے چلا اٹھے... اس لیے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں... بہت رفتار سے معاملے آگے بڑھے گا ۔''

'' کہہ لو ... کوئی اعتراض نہیں ۔'' فاروق نے منہ بنایا ۔

'' کیا کہہ لو؟'' محمود نے اسے گھورا۔

'' یہ کہ یہ معاملہ بہت رفتار سے آگے بڑھے گا ۔'' فرزانہ مسکرائی۔

'' پھر بے تکی بات ۔'' محمود جھلا اٹھا ۔

'' میں تو ہمیشہ سے کہتا چلا آیا ہوں۔''

'' کیا... کیا کہتے چلے آئے ہو ۔''

''یہ کہ فرزانہ کی بات ہمیشہ بے تکی ہوتی ہے۔''

'' ارے نہیں... ایسی تو خیر کوئی بات نہیں... ہاں کبھی کبھار ضرورت تک کے بغیر ہوسکتی ہے ۔''

جلد ہی ان کے دروازے پر دستک ہوئی... دستک کا انداز خان رحمان کا تھا ۔'' انہوں نے فوراً دروازہ کھول دیا ۔

''السلام علیکم ۔'' خان رحمان کے ساتھ حامد، سرور، ناز اور شہناز بیگم کی آوازیں سنائی دی ۔

'' وعلیکم السلام ... ہائیں انکل... یہ کیا ... آپ تو مع فیملی آگئے ۔''

'' کیا بتاؤں بھئی... جونہی ان لوگوں نے کالا پہاڑ کا نام سنا ، بے چین ہو گئے ... کہنے لگے وہ تو ملک کا سب سے زبردست تفریحی مقام ہے ... ہم بھی چلیں گے ... بس ان کے آگے میری ایک نہیں چلی ۔''

'' اوہ اوہ ... یہ ... یہ تو پھر ۔'' محمود ہکلایا ۔

''کیا ہوا بھئی ۔''

'' ہم تفریح کے لیے نہیں ... کس فوری مہم کے لیے جا رہے ہیں اور جا بھی رہے ہیں وزیراعظم صاحب کے حکم پر۔''

'' مہم پر ہم جا رہے ہیں... یہ تفریح کریں گے ... ہم اپنا

Uploaded By Nadeem

کام کریں گے... یہ ہماری مہم میں رکاوٹ نہیں بنیں گے ، ہم ان کی تفریح میں خلل نہیں ڈالیں گے ۔''

''ٹھٹھ ... ٹھیک ہے۔'' محمود ہکلایا۔

''تم فکر نہ کرو... جمشید تمہیں کچھ نہیں کہیں گے ۔''

''جی اچھا ۔''

عین اس وقت پروفیسر داؤد نے گھنٹی بجادی... اب جو انہوں نے دروازہ کھولا تو ان کے ساتھ شائستہ نظر آئی:

''ارے باپ رے ... لگتا ہے... آج یہ سب کسی پروگرام کے تحت ہو رہا ہے ۔'' محمود گڑبڑا گیا ۔

''کون سے پروگرام کی بات کر رہے ہو محمود ۔'' پروفیسر داؤد نے حیران ہو کر کہا۔

''ادھر دیکھیے ۔'' انہوں نے حامد سرور اور ناز کی طرف اشارہ کیا۔

''اوہ اوہ ... یہ ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔''

''یہ آپ ہمیں دیکھ رہے ہیں انکل ۔'' حامد ہنسا ۔

''اوہ ہاں واقعی... یہ تو میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔''

اور پھر خان رحمان کی بڑی گاڑی میں ان کا سفر شروع ہوا...

یہ گاڑی ایسے ہی موقعوں کے لیے تھی... اس لیے وہ سب بہت آسانی سے سما جاتے تھے ، بلکہ لیٹنے کا بھی انتظام تھا۔

سب کو جاتے دیکھ کر بیگم جمشید بھی پیچھے نہیں رہی تھیں... انہوں نے بھی کالا پہاڑ کی سیر کا موڈ بنا لیا تھا لہٰذا اب سب لوگ کالا پہاڑ کی طرف رواں دواں تھے... موسم بہت خوشگوار تھا... اور ان کے درمیان باتوں کا بازار گرم تھا... ایسے میں محمود کو خیال آیا۔ اس نے چونک کر پروفیسر صاحب کی طرف دیکھا اور بولا :

''آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں انکل ... کہ آپ کالا پہاڑ کا نام سن کر کیوں چونکے تھے۔''

''پچھلے دنوں پروفیسر غوری صاحب کا فون موصول ہوا تھا... ان کی تجربہ گاہ اور رصدگاہ کالا پہاڑ سے زیادہ دور نہیں ہے... انہوں نے بتایا تھا کہ ان کے آلات پر چند عجیب وغریب اشارات موصول ہوئے... چند اسکینروں پر عجیب وغریب سی لہریں محسوس ہوئیں... میں انہیں سمجھ نہیں سکا ... کسی دن آپ یہاں آئیں اور ان کا مشاہدہ کریں ۔'' یہاں تک کہہ کر پروفیسر داؤد خاموش ہو گئے ۔

''تب پھر کیا آپ نے وہاں کا چکر لگایا تھا ۔''

Uploaded By Nadeem

"نہیں! میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے جا نہیں سکا تھا۔"

"تب پھر آپ نے کیا اندازہ لگایا تھا۔"

"جس طرح وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے... اسی طرح میں بھی کچھ نہیں سمجھ سکا... البتہ ہم دونوں نے ایک نتیجہ ضرور نکالا ہے۔"

"اور... اور وہ کیا؟" فرزانہ بے چین ہو کر بولی۔

"یہ کہ لہریں کالا پہاڑ کی سمت ظاہر کر رہی ہیں... گویا جو کچھ ہے... وہ کالا پہاڑ میں ہے..."

"پھر آپ نے کیا کیا۔"

"ہم نے حکومت کو خبردار کر دیا تھا۔"

"پھر؟"

"ابھی ہم نے چند دن پہلے ہی خبردار کیا ہے... شاید اسی لیے ہم لوگوں کو وہاں بھیجا جا رہا ہے۔" پروفیسر بولے۔

"ضرور یہی بات ہے۔"

"اور میں تم لوگوں کی معلومات کے لیے بتا دیتا ہوں کہ کالا پہاڑ ایک پہاڑی مقام تو ہے ہی... ایک عجیب وغریب جگہ بھی ہے... چاروں طرف بہت اونچے اونچے سیاہ رنگ کے پہاڑ ہیں... ان کے درمیان میں پورا ایک قصبہ آباد ہے... وہاں

دنیا کے بہترین ہوٹل ہیں... بہت اچھے تفریحی پارک ہیں... اور سیر و تفریح کے شوقین بہت سے لوگ ادھر کا رخ کرتے ہیں۔"

"اوہ۔"

"اس کے ساتھ ہی اس وادی میں فوجی چھاؤنی بھی ہے... کیونکہ اس وادی کے دوسری طرف... یعنی اگر ہم پہاڑ کو چوٹی سے دوسری طرف دیکھیں تو شارجستان نظر آتا ہے... البتہ دونوں طرف کے پہاڑوں کے درمیان سمندر کی ایک پٹی حائل ہے... یعنی سمندر کا پانی ایک خلیج بنا کر دونوں کے بیچ میں چلا آیا ہے... یعنی دوسری طرف بھی ایک ایسی ہی وادی ہے، وہ گویا شارجستان کے لوگوں کیلئے تفریحی مقام بھی ہے اور فوجی چھاؤنی بھی۔"

"آپ کا مطلب ہے... دو وادیاں ساتھ ساتھ موجود ہیں اور دونوں فوجی چھاؤنیاں ہیں... ایک ہمارے ملک کی اور دوسرے شارجستان کی... دونوں تفریحی مقامات بھی ہیں..."

"بالکل!"

"اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر دونوں ملکوں کے فوجیوں نے مورچے قائم کر رکھے ہیں... سردی گرمی انھیں وہیں رہنا پڑتا

Uploaded By Nadeem

ہے... درمیان میں سمندر ہے۔"

"ارے! یہ تو کافی خطرناک بات ہے۔"

"ہاں! اور ان حالات میں پروفیسر غوری صاحب کی تجربہ گاہ کے آلات پر اشارات نظر آنا... یا پراسرار مواصلاتی لہریں نظر آنا خطرناک خبر ہی ہوسکتی ہے جب کہ وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آسکی۔"

"کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ شارجستان ہماری وادی میں کوئی گڑبڑ کر رہا ہے۔"

"امکانات یہی ہیں... لیکن جب تک ہم اس بات کو ثابت نہ کرسکیں... اس وقت تک یہ بات کہہ بھی نہیں سکتے۔"

"اور اسی لیے ہمیں یہاں بھیجا گیا ہے۔"

"ہاں!"

"تب یہ ایک خطرناک مہم ثابت ہوگی ... اور ہمیں سب کو ساتھ نہیں لانا چاہیے تھا۔"

"آپ لوگ فکر نہ کریں... الحمدللہ! ہماری وجہ سے آپ لوگوں کو کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی ... بلکہ ہوسکتا ہے، اس مہم میں ہم آپ کے کام آسکیں۔"

"خیر خیر ... دیکھا جائے گا۔" محمود نے سر ہلایا۔

ان کا سفر جاری رہا۔ دارالحکومت سے کالا پہاڑ کا فاصلہ تقریباً ستائیس گھنٹے کا تھا ... لیکن پہاڑی علاقہ اٹھارہ گھنٹے کے سفر کے بعد ہی شروع ہوگیا... وہ ان پہاڑوں کو دیکھنے میں محو ہوگئے ... فی الحال سڑک سیدھی تھی اور پہاڑ دونوں طرف تھے ... یہ پہاڑ سیاہ رنگ کے نہیں تھے... بھورے رنگ کے تھے اور ان پر سبزہ برائے نام تھا۔ لیکن جوں جوں وہ آگے بڑھ رہے تھے... سبزہ زیادہ ہوتا جا رہا تھا اور پہاڑوں کا رنگ سیاہی مائل ہوتا جا رہا تھا... پہاڑوں پر بالکل سیدھے اور بلند وبالا درختوں کا سلسلہ بھی شروع ہوچلا تھا۔

وہ درختوں اور پہاڑوں کا نظارہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی باتوں میں بھی مشغول تھے...اس وقت فاروق کہہ رہا تھا:

"ہماری زندگی بھی کیا زندگی .....۔"

وہ کہتے کہتے رک گیا... محمود اور فرزانہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا:

"کیا ہوا... رک کیوں گئے۔"

"مجھے ایک گڈریا نظر آرہا ہے ... لگتا ہے ... وہ ہاتھ ہلا کر ہمیں رکنے کا اشارہ کر رہا ہے ... ہوسکتا ہے، وہ ہمیں کسی خطرے سے خبردار کرنا چاہتا ہو۔"

Uploaded By Nadeem

"یہ بھی ہوسکتا ہے، وہ کوئی ضرورت مند ہو اور کوئی سوال کرے۔"

"دونوں صورتوں میں ہمیں رک کر اس کی بات سن لینی چاہیے ... کیونکہ ہمارا یہ سفر پراسرار تو ہے ہی۔" فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"اس میں کیا شک ہے... ویسے میں اس موقعے پر ایک عدد کاش کہنے لگا ہوں۔" فاروق نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"کہہ لو بھائی ... روکا کس نے ہے۔"

"کاش! کالا پہاڑ میں ہماری ملاقات انکل کامران مرزا اور شوکی برادرز سے ہو جائے ... خوب مزہ رہے گا۔"

"اوہ! لیکن فاروق یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی۔" فرزانہ چونک کر بولی۔

"کون سی بات۔" فاروق چونکا۔

"یہ کہ مزہ رہے گا ... پتا نہیں وہ رہے گا یا چلا جائے گا۔"

"دماغ تو نہیں چل گیا۔"

"نہیں تو ... دماغ چلا ہوگا تمہارا۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"مطلب یہ کہ تم نہیں چاہتی، وہاں یہ لوگ بھی آجائیں۔"

"یہ تو خیر میں نے نہیں کہا۔"

"لو... گڈریا نزدیک آگیا... محمود... تم اس کی لاٹھی دیکھ رہے ہو..."

"ہاں... اس سے یہ اپنی بھیڑوں کو ہانکتا ہوگا۔"

"اوہو! میرا مطلب ہے... کیا یہ لاٹھی عجیب سی نہیں ہے۔" فرزانہ بولی۔

"غریب سی بھی ہو تو ہمیں کیا۔"

"توبہ ہے تم لوگوں سے... ہر بات میں جاسوسی بگھارنے لگتے ہو۔" پروفیسر داؤد نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"سس... سوری انکل۔" فاروق گھبرا گیا۔

"بے چارے سوری کے دو ٹکڑے کر دیے۔"

"ہاں فرزانہ اب تو میں بھی یہی کہوں گا ... کہ یہ لاٹھی۔"

ساتھ ہی خان رحمان نے زور دار بریک لگائے اور پھر ایک زور دار دھماکا ہوا:

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

اللہ کی قدرت

گاڑی ایک زبردست جھٹکے سے رکی تھی... ساتھ ہی اس کے شیشوں کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی ... بریک بہت بروقت لگی تھی... بلکہ وقت سے ایک سیکنڈ پہلے لگ گئی تھی... ورنہ گاڑی کے پرخچے اڑ گئے ہوتے اور ساتھ وہ بھی دوسری دنیا سدھار چکے ہوتے ...سڑک پر رکھا بم عین اس وقت پھٹا تھا.. جب خان رحمان نے بریک لگائے تھے... لیکن بریک لگنے کے باوجود گاڑی وہاں پہنچ کر رکتی جہاں بم رکھا گیا تھا... گویا بم عین گاڑی کے نیچے پھٹتا... اس کا مطلب ہے خان رحمان نے بریک کچھ اس مہارت سے لگائے تھے کہ گاڑی بم کے اوپر نہ پہنچنے سے پہلے ہی رک گئی:

''اس میں شک نہیں خان رحمان تم بہت ماہر ڈرائیور ہو... ورنہ ہم اس وقت گئے تھے کام سے۔'' پروفیسر بولے۔

''لیکن ہم یوں کیوں نہ کہیں... اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے

خان رحمان بروقت بریک لگانے میں کامیاب رہے۔'' بیگم جمشید نے کہا۔

''بہت خوب بھابی! یہ بہت زیادہ بہتر بات ہے ... میری بات کی نسبت۔''

اب وہ باہر نکلے... شیشوں کے ٹکڑوں نے ان سبھی کو زخمی کر دیا تھا۔ جسموں کے کسی نہ کسی حصے سے ہر ایک کے خون بہہ رہا تھا ... گاڑی کی حالت بھی بے حد خراب ہو چکی تھی... تاہم اس کا انجن ٹھیک تھا اور اس حالت میں بھی وہ سفر کرنے کے قابل تھی ... لیکن سامنے کا شیشہ ٹوٹنے کی وجہ سے اب گاڑی رفتار سے نہیں چلائی جا سکتی تھی اور یہ بات انہیں فکر مند کیے دے رہی تھی، کیونکہ ابھی کافی سفر باقی تھا۔

انہوں نے دیکھا... گڈریا ان کی طرف آ رہا تھا... اس کے چہرے پر خوشی تھی... وہ نزدیک آتے ہی چہکا:

''اللہ کا شکر ہے... آپ لوگ بال بال بچے ... سڑک پر رکھا یہ بم مجھے عین اس وقت نظر آیا ... جب میں نے آپ کی گاڑی کو آتے دیکھا... بس میں نے ہاتھ اٹھا دیا اور آپ کو گاڑی روکنے کے لیے اشارہ کرتا رہا ... اللہ کا شکر ہے... آپ نے بہت بروقت

Uploaded By Nadeem

بریک لگایا۔"

"ہاں! اللہ کا شکر ہے۔" خان رحمان نے مسکرا کر کہا، پھر بولے:

"یہاں کوئی آبادی ہے... جہاں گاڑی کی مرمت کرائی جا سکے۔"

"بالکل ہے جناب۔" اس نے کہا۔

"لیکن آپ کو آبادی میں کافی دور اندر تک جانا پڑے گا۔"

"سوال تو یہ ہے۔ یہاں بم رکھا کس نے۔"

"ہم اس پر بھی غور کریں گے... ویسے بھائی! کیا آپ اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں۔"

اس نے ادھر ادھر دیکھا... پھر چونک کر بولا:

"وہ دیکھئے... اس طرف... کچھ لوگ سڑک کا رخ کر رہے ہیں... غالباً ان لوگوں نے بم رکھا تھا... تاکہ گاڑی تباہ ہو جائے اور آپ لوگ مارے جائیں۔"

"لیکن کیوں... انہیں ہم سے کیا دشمنی ہے بھلا۔"

"بس یہ لوگ آپ کے سامان کو لوٹ لیتے... ٹوٹی پھوٹی گاڑی بھی ان کے کام آتی۔"

"اس سے تو پھر یہ طریقہ بہتر تھا کہ یہ لوگ گاڑی کے ٹائر تباہ کر دیتے اور فائرنگ کر کے ہمیں ہلاک کر دیتے... اس طرح صحیح سلامت گاڑی ان کے ہاتھ آتی... اور مال اور اسباب بھی درست حالت میں ان کے ہاتھ لگتا۔"

"وہ آرہے ہیں، یہ سوال آپ ان سے پوچھ لیجیے گا۔"

"ہم آپ کو بہت سا انعام دینا چاہتے ہیں، لیکن ساتھ ہی چاہتے ہیں، آپ ہمیں آبادی میں لے چلیں... تاکہ ہم وہاں گاڑی مرمت کرا سکیں۔"

"اور کیا آبادی میں ہوٹل وغیرہ بھی ہیں۔"

"وہاں ہر چیز ملے گی... یہ ایک تفریحی مقام ہے۔" گڈریے نے کہا۔

"اوہو اچھا!" مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا۔

"جی ہاں... آپ جا کہاں رہے ہیں۔"

"کالا پہاڑ۔"

"کالا پہاڑ سے زیادہ خوب صورت مقام یہ ہے... آپ لوگ یہاں بھی تفریح کر سکتے ہیں... ساتھ میں آپ کی گاڑی بھی مرمت ہو جائے گی۔"

Uploaded By Nadeem

"ٹھیک ہے... پہلے ہم ذرا ان لوگوں سے نبٹ لیں...ویسے اب یہ کیوں آرہے ہیں... جب کہ ہم مارے نہیں گئے۔"

"ابھی انھیں یہ بات معلوم نہیں... وہ نشیب میں ہیں نا... ہم یہاں سے انہیں آتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔"

انہوں نے آتے ہوئے لوگوں کو دیکھا اور اندازہ لگا لیا کہ وہ واقعی ابھی انہیں دیکھنے کے قابل نہیں تھے... یوں بھی وہ گاڑی کی اوٹ میں تھے۔

"ہمیں زندہ دیکھ کر وہ کیا کریں گے۔"

"خوشی کا اظہار... وہ بھلا کیوں ماننے لگے کہ ہم انہوں نے رکھا تھا۔"

"اوہ ہاں۔"

"بلکہ یہ لوگ کہیں گے ...ہم دھماکے کی آواز سن کر آئے ہیں... اور یہاں ان اطراف میں کچھ ڈاکو لوگ آباد ہیں، وہ اس قسم کے کام کرتے ہیں۔"

"حکومت ان ڈاکوؤں کے خلاف حرکت میں کیوں نہیں آتی۔"

"لوگوں کی شکایت پر پولیس کئی بار آئی ہے... انہوں نے ادھر ادھر ڈاکوؤں کی تلاش میں چھاپے مارے ہیں... لیکن کامیاب نہیں

ہوسکی۔" گڈریے نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا آپ پڑھے لکھے ہیں۔"

"ہاں جناب۔ میں میٹرک پاس ہوں۔"

"اور چراتے ہو بکریاں۔"

"ہمارا خاندانی پیشہ ہی یہی ہے۔"

آخر نیچے سے آنے والے لوگ نزدیک آگئے... اب انہوں نے ان سب کو دیکھا... ان کے چہروں پر خوشی تھی...انہوں نے دیکھا... وہ پندرہ کے قریب افراد تھے... ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں... چہروں سے شریف لوگ نظر آرہے تھے:

"اللہ کا شکر ہے... آپ بچ گئے... ورنہ ہم تو سمجھے تھے ... مارے گئے۔"

"بس! یہ سب اللہ کے کام ہیں۔"

اس دوران انہوں نے چاروں طرف کا جائزہ لے لیا تھا... سڑک کے دونوں طرف پہاڑ اب سیاہ رنگ کے تھے... لیکن ان پر سبزہ خوب تھا۔ اور بلند درخت تھے...ان کے پتے نوک دار تھے:

"میں نے بم دیکھ لیا تھا... اور انہیں رک جانے کے اشارہ کر دیا تھا۔" گڈریے نے آنے والوں کو بتایا۔

Uploaded By Nadeem

انہوں نے اس کی کمر ٹھونکی :

" شاباش خادم رضا... تم نے بہت نیکی کا کام کیا... صاحب لوگو! یہ غریب کا لڑکا ہے... اسے کچھ انعام ونعام دے دیجیے گا۔"

" ضرور کیوں نہیں... فی الحال تو ہم آبادی میں جا رہے ہیں، انہیں ساتھ لے کر... گاڑی مرمت کرانی ہے...وہیں انہیں انعام دیں گے۔"

" بالکل ٹھیک ...اچھا ہم چلتے ہیں ... ہم تو اس خیال سے آئے تھے کہ حادثہ ہوا ہے ... شاید ہم کسی کی مدد کر سکیں۔"

" شکریہ!"

اور وہ واپس مڑ گئے... اب انہوں نے گڈریے کو گاڑی میں بٹھایا اور روانہ ہوئے ...وہ راستہ بتانے لگا... اس وقت فرزانہ نے اس سے کہا:

" خادم رضا صاحب... آپ اپنی بکریوں کو بھول گئے۔"

" وہ چرتی رہیں گے ... میں آپ کو وہاں چھوڑ کر ادھر واپس آجاؤں گا۔"

" اوہ اچھا... ٹھیک ہے۔"

بل کھاتے راستے طے کر کے آخر وہ آبادی میں داخل ہوئے...

انہوں نے دیکھا ہر طرف چھوٹی بڑی پہاڑیاں اور ٹیلے نظر آرہے تھے اور ان پہاڑیوں پر مکان ہی مکان تھے... اور آگے چلے تو ہوٹلوں کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا ... ہوٹل بھی اچھے تھے ...یہ دیکھ کر انہیں بہت حیرت ہوئی ...دراصل وہ ان اطراف میں کبھی نہیں آئے تھے :

" یہ تو بہت زبردست جگہ ہے ...اگر ہمیں کالا پہاڑ نہ جانا ہوتا تو یہیں رک جاتے۔" خان رحمان نے خوش ہو کر کہا۔

"تو رک جائیں نا... وہاں جا کر بھی آپ لوگ تفریح کریں گے... وہ یہیں کرلیں۔" گڈریا بولا۔

" نہیں! ہمیں وہاں کچھ کام بھی ہیں۔"

" تب تو مجبوری ہے۔" اس نے کندھے اچکائے۔

پھر وہ انہیں گاڑیوں کی ایک ورکشاپ میں لے آیا...انہوں نے ورکشاپ کے مالک کو گاڑی دکھائی... اس سے بات کی ... بات طے ہوگئی... اس نے بتایا، گاڑی تین گھنٹے بعد مل سکے گی...

اب وہ خادم رضا کی طرف متوجہ ہوئے:

" اب ہمیں تین گھنٹے یہاں گزارنے ہیں... آپ ہمیں کسی اچھے سے ہوٹل تک لے چلیں ۔ ہم وہاں کچھ کھا پی بھی لیں

Uploaded By Nadeem

...ساتھ میں آپ بھی ہمارے ساتھ کھا پی لیجیے گا... پھر ہم آپ کے ساتھ وہیں چلیں گے جہاں یہ حادثہ پیش آیا تھا اور آپ کی خدمات کا بدلا بھی آپ کو دیں گے۔"

"بہت بہت شکریہ۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

وہ انہیں ایک اچھے شریفانہ سے ہوٹل تک لے آیا... ہوٹل کے ہال میں کم ہی میزیں خالی نظر آئیں۔ وہ ایک کی طرف بڑھ گئے... جلد ہی بیرا آدھمکا۔ انہوں نے کچھ چیزوں کا آرڈر دیا... ساتھ میں خادم سے بھی اس کی پسند پوچھی۔ جو اس نے کہا، وہ بھی لکھوا دیا۔ بیرے کے جانے کے بعد فرزانہ نے خادم رضا سے پوچھا:

"آپ یہاں کتنی مدت سے رہ رہے ہیں۔"

"میں... میں تو پیدا ہی یہیں ہوا تھا... میرے ماں باپ بھی نہ جانے کب سے یہیں رہتے چلے آئے تھے..."

"اور وہ لوگ جو نشیب سے گاڑی تک آئے تھے۔"

"وہ بھی اس طرف رہتے ہیں... جس طرف سے وہ آتے نظر آئے تھے۔"

"مطلب یہ کہ آپ ان کے گھروں کو جانتے ہیں۔"

"جی بالکل۔" وہ مسکرایا۔

تین گھنٹے گزار کر جب وہ ورکشاپ پر پہنچے تو گاڑی تیار کھڑی تھی... وہ جائے حادثہ کی طرف روانہ ہوئے ہی تھے کہ اچانک فرزانہ نے کہا:

"ایک منٹ انکل۔"

"لل... لیکن بھئی... میرا نام ایک منٹ انکل نہیں ہے۔"

"میں یہ جاننا چاہتی تھی کہ یہاں پولیس اسٹیشن کہاں ہے۔"

"اوہ ہاں... پولیس اسٹیشن... یہاں سے قریب ہے۔" خادم رضا بولا۔

"راستہ بتایئے... ہم وہاں جانا چاہتے ہیں۔"

"لیکن کس لیے۔" خادم رضا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیا ہمیں اس واقعے کی رپورٹ درج نہیں کرانی چاہیے... آخر وہ کون تھا... جس نے سڑک پر بم رکھا تھا اور کیوں؟"

"اوہ اچھا... ہاں آپ کی مرضی... اگر رپورٹ درج کروانا چاہتے ہیں تو کروا دیں... لیکن فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔" اس نے منہ بنایا۔

"کیوں... کیوں نہیں ہوگا۔" محمود نے اسے گھورا۔

Uploaded By Nadeem

ایسے میں انھیں پروفیسر داؤد کی پیشانی پر بل پڑتے نظر آئے۔
فرزانہ نے یہ بات فوراً محسوس کرلی :

''آپ کو کیا ہوا انکل ۔''

''پپ پتا نہیں... مجھے کیا ہوا ہے ۔'' انہوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا ۔

''آپ پولیس اسٹیشن کا راستہ بتائیں۔''

''جی اچھا۔''

وہ راستہ بتانے لگا ۔ دس منٹ بعد وہ پولیس اسٹیشن کے باہر گاڑی کھڑی کررہے تھے اور دروازے پر کھڑا کانسٹیبل حیران ہوکر ان کی طرف دیکھ رہا تھا... جیسے کہہ رہا ہو :

''راستہ بھول گئے ہو کیا ؟''

انہوں نے اس پر ایک نظر ڈالی اور اندر داخل ہوئے:

''کدھر۔'' اس نے اکڑے انداز میں کہا ، ساتھ ہی اس کی نظر خادم رضا پر پڑی ... اس نے جلدی سے کہا :

''خادم رضا ! یہ کون لوگ ہیں... اور تم انہیں یہاں کیوں لائے ہو۔''

''ان لوگوں کو مین روڈ پر حادثہ پیش آیا ہے... کسی نے سڑک

پر بم رکھ دیا تھا ...ان کی گاڑی کو بہت نقصان پہنچا اور چوٹیں آئی ہیں۔ یہ رپورٹ درج کرانے آئے ہیں جناب ۔'' خادم رضا بولا ۔

''اوہ اچھا آیئے صاحب۔''

وہ اندر داخل ہوئے ... اندر بڑی بڑی مونچھوں والا ایک سب انسپکٹر کرسی پر اس طرح بیٹھا تھا جیسے ڈپٹی کمشنر لگا ہو ...ایسے چھوٹے موٹے شہروں اور قصبوں میں ویسے تو ایس ایچ او صاحبان گھروں میں آرام کرتے اور ڈیوٹیوں سے غیر حاضر رہتے ہیں بلکہ ایسے پولیس افسران جن کو مقامی زمینداروں کی سرپرستی حاصل ہوتی ہے وہ تو تھانے وغیرہ آنے کی زحمت ہی گوارہ نہیں کرتے اور گھر بیٹھے ہی حکم چلاتے رہتے ہیں... بہرحال سب انسپکٹر صاحب نے انہیں دیکھ کر نفرت سے ہونٹ سکوڑے اور بولا :

''کیا پریشانی ہے''

''جناب انسپکٹر صاحب! ان کی کار ۔'' بیچارہ خادم رضا سب انسپکٹر کو انسپکٹر کہہ رہا تھا۔

''تم چپ رہو... بلکہ باہر جاؤ ... تم کون ہوتے ہو ...ان کے بارے میں بتانے والے...یہ خود بتائیں گے ۔''

''بہت بہتر جناب۔'' خادم رضا نے سلام کیا اور لگا جانے ۔

Uploaded By Nadeem

''نہیں بھئی۔'' فرزانہ نے کہا۔

''نہیں بھئی کیا۔''

''آپ یہیں ٹھہریں گے، ہمیں آپ کے بغیر گھبراہٹ ہوگی۔''

''اب...اب میں کیا کروں۔'' اس نے سب انسپکٹر کی طرف دیکھا۔

''تم جاؤ... ان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔''

وہ پھر جانے کے لیے مڑا... ایسے میں محمود نے کہا:

''نہیں بھئی... آپ یہیں ٹھہریں۔''

''تم جاؤ خادم رضا۔'' سب انسپکٹر سخت لہجے میں بولے۔

''نہیں... آپ نہیں جائیں گے ...'' خان رحمان سرد اور تیز آواز میں بولے۔

''کیا مطلب؟''

''یہ موقعے کے گواہ ہیں نا۔'' فاروق جلدی سے پیار بھرے لہجے میں بول پڑا۔

''ٹھیک ہے ... تم یہیں ٹھہرو! ہاں جناب اب بتائیں کیا بات ہے۔''

خان رحمان نے ساری بات بتا دی ... پھر بولے:

''آپ اس واقعے کی رپورٹ لکھیں... جن لوگوں نے سڑک پر بم رکھا، انہیں تلاش کریں۔''

''ٹھیک ہے... میں رپورٹ لکھ لیتا ہوں۔''

یہ کہہ کر اس نے رپورٹ لکھی ... اس پر ان کے دستخط کرائے اور بولا:

''آپ جائیں... ہم بم رکھنے والوں کو تلاش کر کے گرفتار کریں گے۔''

''خوب! اس سلسلے میں ہم آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔'' محمود مسکرایا۔

''کیا مطلب! آپ اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔'' اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''جی بالکل! بم رکھنے والوں کی نشان دہی کر سکتے ہیں۔''

''اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے بھلا۔''

''تب پھر سب سے پہلے خادم رضا کو گرفتار کر لیں... یہ ان میں سے ایک ہے۔''

''کیا!!!'' سب انسپکٹر اور خادم رضا ایک ساتھ چلائے۔

''ہاں جناب اسی لیے تو ہم اسے جانے نہیں دے رہے

Uploaded By Nadeem

تھے۔"

"یہ غلط ہے ...الزام ہے... انسپکٹر صاحب آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔"

"ہاں وہ تو میں جانتا ہوں... خادم رضا ایسا آدمی نہیں ہے ... آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"جی نہیں... ہمیں غلط فہمی نہیں ہوئی... بلکہ آپ کو ہوئی ہے۔" فاروق ہنسا۔

"اور مجھے کیا غلط فہمی ہوئی ہے۔" اس نے فاروق کو گھورا۔

"یہ کہ یہ اچھا آدمی ہے... حالانکہ سڑک پر بم اس نے خود رکھا تھا... اور ہم یہ بات ثابت کرسکتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے... کریں پھر ثابت۔" سب انسپکٹر نے مذاق اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"خادم رضا صاحب! ذرا اپنی یہ چھڑی دینا۔" محمود نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"چھڑی... کیا مطلب۔" خادم رضا اچھلا۔

"چھڑی کا مطلب ... چھڑی ہی ہوسکتا ہے ... ویسے یہ ڈنڈا نما چیز جو آپ کے ہاتھ میں ہے... ٹیڑھی میڑھی سی... ہم

اسے چھڑی کہتے ہیں... یہ ذرا ہمیں دکھائیں... بلکہ ہمیں نہیں ہمارے انکل کو دکھائیں۔"

"ہاں ہاں... دکھاؤ۔" پروفیسر جلدی سے بولے۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی خادم رضا نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی... محمود پہلے ہی تیار تھا ...بلا کی رفتار سے اس نے دوڑ لگائی اور اسے دروازے کے ادھر ہی جالیا ... دوسرے ہی لمحے وہ چھڑی اس سے چھین کر پروفیسر داؤد کی طرف اچھال چکا تھا... ساتھ ہی اس نے خادم رضا کی کلائی پکڑ لی تھی تاکہ وہ بھاگ نہ جائے... جونہی اس نے اس کی کلائی پکڑی... خادم رضا نے ایک زوردار جھٹکا مارا تاکہ کلائی چھڑا کر نکل بھاگے... لیکن وہ کلائی نہ چھڑا سکا... ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں میں حیرت کی بجلی چمکی... اس نے پہلے سے زیادہ طاقت سے جھٹکا مارا... لیکن کلائی نہ چھڑا سکا ... اب محمود نے اسے اندر کی طرف جھٹکا دیا... اور کلائی چھوڑ دی... وہ سیدھا سب انسپکٹر کے پاس جا کر گرا:

"اسے گرفتار کرلیں... اس کی چھڑی کو ریموٹ کنٹرولر ہم ثابت کریں گے۔"

"اوہ۔" مارے حیرت کے سب انسپکٹر کے منہ سے نکلا...

Uploaded By Nadeem

ساتھ ہی اس نے اپنے چند کانسٹیبلوں کو اشارہ کیا ... انہوں نے اسے ہتھکڑی پہنا دی۔

اتنی دیر میں پروفیسر داؤد چھڑی کے دستے کو پکڑ کر گھما چکے تھے... دستہ الگ ہوتے ہی ایک ننھا سا آلہ نظر آنے لگا:

"یہ رہا ریموٹ کنٹرولر... انسپکٹر صاحب! اب ہم نے ثبوت پیش کر دیا... اب آپ ان لوگوں کو بھی گرفتار کرنے کے لیے ہمارے ساتھ چلیں... جو حادثہ ہونے کے بعد گاڑی تک آئے تھے۔ ہم ثابت کریں گے کہ وہ بھی اس چکر میں شامل ہیں۔"

"کیا مطلب ..." سب انسپکٹر زور سے چونکا۔

"ہاں! جس طرح ہم نے اس شخص کو مجرم ثابت کیا، اسی طرح ان لوگوں کو بھی مجرم ثابت کریں گے۔"

"اوہو اچھا... آپ کہاں سے آرہے ہیں۔" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"دارالحکومت سے۔"

"اور کیا آپ کا تعلق پولیس سے ہے۔" اس نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

"آپ اس بات کو چھوڑیں... اگر مجرموں کو ثبوت سمیت گرفتار

کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے ساتھ چلیں۔"

"آپ جائیں، ہم خود انہیں گرفتار کر لیں گے، خادم رضا اگر ان کا ساتھی ہے تو اسی کے ذریعے ہم انہیں گرفتار کر لیں گے۔"

"نہیں! آپ ہمارے ساتھ چلیں... ہم مجرموں کو رنگے ہاتھوں گرفتار کرائیں گے۔" محمود نے کہا۔

"رنگے ہاتھوں ... کیا مطلب ... کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب ہم ان کے پاس پہنچیں گے ... تو وہ کوئی جرم کر رہے ہوں گے۔"

"ہمارا یہ مطلب نہیں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"تب پھر؟"

"ہم انہیں ایسی چیزوں کے ساتھ گرفتار کرائیں گے کہ ان کا جرم خود بخود ثابت نظر آئے گا۔"

"اچھی بات ہے... ہم ذرا تیاری کر لیں۔"

"ضرور کیوں نہیں۔"

وہ اٹھ کر اندرونی کمرے میں جانے لگا:

"ایک منٹ جناب!"

"اب کیا ہے۔"

Uploaded By Nadeem

"آپ کو جو تیار کرنی ہے، ہمارے سامنے کریں۔" فرزانہ نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" اس کا چہرہ تن گیا۔

"آپ یہیں رہ کر اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دیں اور انہیں یہ نہ بتائیں... کہاں جانا ہے... ورنہ بات لیک ہوسکتی ہے۔"

"تو آپ لوگ مجھ پر اور میرے عملے پر شک کر رہے ہیں۔"

"حالات عجیب ہیں... اس لیے احتیاط ضروری ہے۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اب اس نے وہیں بیٹھ کر اپنے ماتحتوں کو ہدایات دیں... پھر وہ لوگ پولیس کی دو گاڑیوں میں روانہ ہوئے... یہ لوگ اپنی گاڑی میں چلے... محمود سب انسپکٹر والی گاڑی میں اس کے ساتھ بیٹھا تھا جب کہ فاروق پولیس کی دوسری گاڑی میں تھا...ان کی اس حکمتِ عملی پر سب انسپکٹر اور دوسرے پولیس والوں نے بہت بُرے بُرے منہ بنائے تھے۔آخر وہ پہلے سڑک پر اس جگہ آئے جہاں بم پھٹا تھا... پھر وہاں سے نشیب کی طرف روانہ ہوئے... خادم رضا راستہ بتاتا رہا... جلد ہی وہ لکڑی کے چند گھروں کے قریب پہنچ کر رکے:

"وہ سب لوگ یہیں رہتے ہیں۔"

ٹھیک ہے... آپ ان سے کہیں... کہ اپنے گھروں سے نکل آئیں... ان کو گھیرے میں لیا جا چکا ہے۔"

اس اعلان کے دو منٹ بعد ہی وہ لوگ باہر نکل آئے... جو ان کی گاڑی کی طرف آئے تھے... ان کے چہروں پر حیرت تھی:

"یہی ہیں وہ لوگ... انہیں گرفتار کر لیں۔"

"لیکن آپ نے ابھی ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں دیا۔" سب انسپکٹر نے کہا۔

"آپ پہلے انہیں گرفتار کریں... پھر ہم ثبوت دیں گے۔"

"پہلے آپ ثبوت پیش کریں۔" سب انسپکٹر نے بُرا سا منہ بنایا۔

"آپ کا نام کیا ہے۔" ایسے میں محمود نے پوچھا۔

"بابر گیلانی۔" اس نے اور زیادہ بُرا منہ بنایا۔

"تو بابر گیلانی صاحب... ان کے گھروں کی تلاشی لے لیں... ثبوت آپ کو مل جائے گا۔"

"لیکن کیوں... اور یہ کیا بات ہوئی۔"

"لوگوں کی گاڑیاں دھماکوں سے اڑانا... انہیں ہلاک کرنا، ان

Uploaded By Nadeem

کے مال اڑانا ان کا پیشہ ہے... تو ظاہر ہے، تلاشی لینے پر ایسا مال برآمد ہوگا۔"

"... تلاشی لو بھئی ان کے گھروں کی۔" اس نے حکم دیا۔ ناگواری اس کے چہرے سے صاف ظاہر تھی۔ لیکن آدمی شاید سمجھدار تھا اور بھانپ چکا تھا کہ اس کا واسطہ بااثر لوگوں سے پڑا ہے اور ان سے الجھ کر نقصان اس کا اپنا ہی ہوگا۔

"ایسے کیسے تلاشی لیں گے آپ... پہلے گھر کے افراد کو ایک طرف کر دیں۔"

"سنا تم لوگوں نے... اپنے گھر کے افراد کو باہر نکال کر لے آؤ اور ایک طرف ہو جاؤ۔" اس نے بیزاری کے لہجے میں کہا۔

انہوں نے بادل نخواستہ اپنے گھر کے لوگوں کو باہر نکال لیا... اب وہ باری باری ایک ایک گھر میں داخل ہوئے... نگرانی کے لیے صرف پروفیسر داؤد باہر موجود رہے۔ ان گھروں میں گاڑیوں سے لوٹا ہوا اتنا مال تھا کہ وہ حیرت زدہ رہ گئے... نہ جانے انہوں نے کتنی گاڑیوں کو تباہ کیا تھا... اور کتنے لوگوں کو اس ظالمانہ طریقے سے ہلاک کیا تھا:

"اُف توبہ... کتنے ظالم لوگ ہیں... ان کے ظلم کا بدلہ اب

انہیں مل کر رہے گا... بابر گیلانی صاحب... اب آپ نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔"

"میری تو جناب آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں... آپ لوگ فکر نہ کریں... اب ان کی زندگی جیل میں گزرے گی... یا یہ پھانسی پائیں گے۔"

"بہت بہت شکریہ! اب ہم چلتے ہیں... ہمارا کام ختم ہوا۔" خان رحمان بولے۔

"آپ لوگوں نے اپنا تعارف نہیں کرایا... آپ کافی حیرت انگیز لوگ ہیں۔" سب انسپکٹر گیلانی نے کہا۔

"ہم لوگ تفریح کے ارادے سے نکلے ہیں، کالا پہاڑ جا رہے ہیں، راستے میں یہ معاملہ پیش آ گیا... ویسے میرا نام خان رحمان ہے... یہ داؤد احمد ہیں... یہ ہمارے بچے ہیں، اب ہم چلتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے... آپ لوگ ہمیں یاد رہیں گے۔"

"آپ ان ظالموں کا خیال رکھئے گا... یہ ضمانتیں نہ کرانے پائیں۔"

"آپ فکر نہ کریں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

پھر وہ وہاں پہنچے، جہاں ان کی گاڑی تیار تھی۔ خان رحمان

Uploaded By Nadeem

ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھے۔ باقی سب پہلے ہی اپنی اپنی سیٹیں سنبھال چکے تھے ...اونچی نیچی سڑکوں اور کچے پکے مکانات کے درمیان سے ہوتے ہوئے وہ مین ہائی وے پر آ گئے :

''اب کیا خیال ہے۔'' فاروق بڑبڑایا۔

''خیال خوف ناک ہے۔'' محمود نے کہا۔

''میرا بھی یہی خیال ہے۔'' فرزانہ نے فوراً کہا۔

''میرا خیال ہے پہلے تیل دیکھ لیں تیل کی دھار دیکھ لیں۔''

''یہ ٹھیک رہے گا ...''

''کیا کسی کو علم ہے کہ اس قصبے کا نام کیا تھا۔''

کوئی آواز نہیں ابھری . . . ایسا لگا سب کو سانپ سونگھ گیا ہو...واقعی اس طرف کسی کا دھیان ہی نہیں گیا تھا...انہیں یاد آیا کہ تھانے کے گیٹ پر بھی کوئی بورڈ موجود نہیں تھا:

''اب کیا کریں... کیا واپس چلیں اور دیکھیں کہ قصبے کا نام کیا ہے۔''

''نہیں اس کی ضرورت نہیں... آگے کسی سے پوچھ لیتے ہیں۔''

شام ہو چلی تھی... یہ واقعہ پیش نہ آ گیا ہوتا تو وہ اس وقت

تک کافی فاصلہ طے کر چکے ہوتے... اس لحاظ سے بھی وہ فکر مند تھے کہ وقت اور رفتار کا اندازہ یہ کہہ رہا تھا کہ کالا پہاڑ وہ رات کے آخری پہر پہنچیں گے ... ابھی وہاں رہائش کا بھی مسئلہ حل کرنا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ کا سفر کرنے کے بعد انہیں ایک آبادی نظر آئی... سڑک کے دونوں طرف دکانیں بھی تھیں... انہوں نے ایک دکان کے سامنے رک کر وہاں سے کھانے پینے کی کچھ چیزیں خریدیں... پھر دکان دار سے پوچھا:

''اس علاقہ کا کیا نام ہے۔''

''جی یہ چنڈیاں کہلاتا ہے۔''

''یہاں سے پندرہ منٹ پہلے ایک قصبہ آیا تھا... اس کا کیا نام ہے بھلا۔''

''وہ... راجہ بازار۔''

''ہوں... راجہ بازار، یہ علاقہ بھلا کس شہر کو لگتا ہے۔''

''شہر سونام۔''

''شکریہ! ... اس کا مطلب ہے، ہمیں سونام جانا پڑے گا۔''

''جی کیا مطلب... مگر آپ تو شاید آگے کی طرف جا رہے ہیں۔''

Uploaded By Nadeem

"ہاں! جا تو رہے ہیں لیکن ہمیں سونام میں ایک کام کے لیے جانا پڑ گیا ہے... راجہ بازار سے سونام پہنچنے میں کتنی دیر لگے گی۔"

"تقریباً دس منٹ۔"

"مطلب یہ کہ یہاں سے پچیس منٹ کا راستہ ہے۔"

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ۔"

اب وہ واپس روانہ ہوئے... پچیس منٹ تک سفر کرنے کے بعد انہیں شہری آبادی کے آثار نظر آنے لگے ... ایک جگہ گاڑی روک کر انہوں نے پولیس اسٹیشن کا راستہ پوچھا۔ اس طرح وہ جلد ہی پولیس اسٹیشن پہنچ گئے۔

اسٹیشن کے انچارج نے گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا اور بولا:

"فرمایئے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"راجہ بازار کا علاقہ آپ کے علاقے میں شامل ہے۔"

"جی ہاں! وہاں سب انسپکٹر بابر گیلانی ہوتے ہیں۔ خیریت۔"

"آپ کے خیال میں وہ کیسے آدمی ہیں۔"

"میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا... ابھی حال میں میرا

تبادلہ یہاں ہوا ہے ... ایک دو بار ہی وہاں جا سکا ہوں ابھی۔"

"ہوں... ہم کالا پہاڑ جا رہے تھے... راجہ بازار کے نزدیک مین روڈ پر سڑک پر رکھا گیا ایک بم پھٹا... ہماری گاڑی اس کی زد میں آتے آتے بچی... بس اللہ تعالیٰ نے بچایا..."

انہوں نے دیکھا... انچارج بہت دلچسپی سے ان کی بات سن رہا تھا۔ انہوں نے پوری تفصیل سنا دی ... اب اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے ... آخر وہ بولا:

"آپ نے بہت شان دار کارنامہ انجام دیا۔ ویسے اس مقام پر ایسی وارداتیں پہلے بھی ہوئی ہیں... لیکن مجرم پکڑے نہیں جا سکے تھے ... ایسا شاید پہلی بار ہوا ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے ... لیکن ہمارا خیال ہے ... ابھی ہمارا کام پورا نہیں ہوا۔"

"کیا مطلب؟" انچارج بہت زور سے چونکا۔ انہیں اس طرح چونکتے دیکھ کر ان کی حیرت کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا:

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

گیٹ

چند لمحے تک سکتے کا عالم طاری رہا، پھر انچارج بولا:

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے، آپ سمجھ چکے ہیں کہ ہم کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"اوہ!" اس کے منہ سے نکلا۔

"آپ کا نام کیا ہے۔"

"مجھے خرم جمال کہتے ہیں۔"

"خرم جمال صاحب... ہمارا خیال ہے... بابر گیلانی ان مجرموں سے ملا ہوا ہے... ہمارے سامنے اس نے انہیں گرفتار ضرور کرلیا ہے، لیکن جونہی ہم آگے بڑھ گئے، اس نے انہیں آزاد کر دیا ہوگا... اگر ہمارا خیال درست ہے تو اس وقت پولیس اسٹیشن کی

حوالات میں وہ مجرم نہیں ہوں گے۔"

"مجھے بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے... کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم وہاں چھاپہ ماریں۔"

"اگر ہم نہ بھی چاہیں تو کیا آپ چھاپہ مارنا پسند نہیں کریں گے جب کہ آپ بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہیں جس پر ہم۔"

"میں چھاپہ مارنا تو پسند کروں گا... لیکن ایسے لوگوں کے ہاتھ بہت لمبے ہوتے ہیں... لہٰذا سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہوگا... اور یہ قدم میں افسران کی اجازت کے بغیر نہیں اٹھاؤں گا... کیونکہ آخر یہ اپنے محکمے کے خلاف کارروائی ہوگی۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں... تو پھر آپ ان سے رابطہ کر لیں اور صورت حال انہیں بتا دیں... دیکھتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں ہمارے علاقے کے ڈی ایس پی رانا کاشر سے۔" خرم جمال نے کہا اور رانا کاشر کا نمبر ملانے لگا... سلسلہ ملنے پر اس نے ساری صورت حال انہیں بتائی... پھر جواب سننے لگا... آخر فون بند کر کے ان سے بولا:

"وہ آرہے ہیں... ان کا کہنا ہے... اس قسم کا شک انہیں بھی گزرا تھا... لیکن وہ کوئی عملی قدم نہیں اٹھا سکے تھے... آج

Uploaded By Nadeem

موقع مل گیا ہے تو وہ اس موقعے کو ضائع نہیں کریں گے۔"

"یہ تو اور ابھی اچھا ہے۔"

آدھے گھنٹے میں ڈی ایس پی رانا کاشر پہنچ گئے۔ انہوں نے نہایت گرم جوشی سے ان سے ہاتھ ملائے... پھر وہاں سے ایک ٹیم روانہ ہوئی ... اس ٹیم میں رانا کاشر آگے آگے تھے... قافلہ راجہ بازار کے پولیس اسٹیشن تک پہنچا اور سب لوگوں گاڑیوں سے اتر آئے...ڈی ایس پی رانا کاشر اور انسپکٹر خرم جمال کو دیکھ کر پولیس اسٹیشن کے دروازے پر موجود کانسٹیبل کا رنگ اڑ گیا... اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اندر کی طرف دوڑ لگا دی۔

ڈی ایس پی صاحب نے تیز تیز قدم اٹھائے اور اندر داخل ہو گئے... کانسٹیبل نے ابھی پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ بابر گیلانی کے پاس جا کر ان کی آمد کے بارے میں بتانا شروع کیا ہی تھا کہ رانا کاشر اس کے سر پر جا پہنچے، انہیں دیکھ کر بابر گیلانی بوکھلا کر کھڑا ہوگیا... اس کے ہاتھ سلوٹ کے انداز میں اٹھ گئے۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا:

"سر آپ!"

"ہاں میں! لیکن میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں۔"

اس وقت تک باقی لوگ بھی اندر آچکے تھے۔ انہیں دیکھ کر تو بابر گیلانی کا رنگ سفید ہوگیا:

"اوہ۔"

"ان لوگوں نے آج کچھ لوگوں کو گرفتار کرایا ہے۔"

"جج...جج... جی ... جی۔" اس کی آواز بری طرح لڑکھڑانے لگی۔

"کیا وہ حوالات میں ہیں۔"

"وہ... سر... وہ۔" اس سے کوئی جواب نہ جڑ سکا۔

"ہوں تو انہیں تم نے رہا کر دیا۔"

اب وہ چپ... اس پر سکتہ طاری ہو چکا تھا:

"اسے گرفتار کرلیں۔" انہوں نے خرم جمال کی طرف دیکھا۔

خرم جمال اپنے ماتحت ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے فوراً اسے ہتھکڑیاں پہنا دیں۔ اسٹیشن میں موجود کانسٹیبلوں کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ انہیں حوالات میں بند کرکے اب وہ ڈاکوؤں کے گھروں کی طرف روانہ ہوئے... یعنی جن کو پہلے دکاوے کے طور پر گرفتار کیا گیا تھا...اس جگہ کے نزدیک پہنچنے سے پہلے ہی وہ گاڑیوں سے اتر گئے... اور پیدل آگے بڑھے... پہلے ان گھروں کو گھیرے میں

Uploaded By Nadeem

لیا گیا... مورچوں میں رہ کر انہیں رائفلوں کی زد میں پر لے لیا گیا ... کیونکہ اس بات کا خطرہ موجود تھا کہ کہیں وہ لوگ مقابلے پر نہ اتر جائیں ۔ پھر اعلان کیا گیا :

'' تم لوگ باہر نکل آؤ ... تمہیں گھیرے میں لے لیا گیا ہے ... ہاتھ سروں سے بلند کر کے باہر آؤ... ورنہ گولیاں تمہارا مزاج پوچھ سکتی ہیں ۔''

وہ حیرت زدہ سے ، بوکھلائے ہوئے باہر نکل آئے... یہ لوگ تو بزدلوں کے انداز میں شکار کھیلنے کے عادی تھے ... مقابلہ اور وہ بھی پولیس سے ان کے بس کی بات کہاں تھی ۔غدار پولیس کے سائے میں جرم کرتے تھے... لہٰذا فوراً باہر آگئے۔ ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ بدن تھر تھر کانپ رہے تھے...اور کیوں نہ کانپتے ... اب تک آرام سے لوگوں کا خون بہا کر حرام مال سے پلتے رہے ہیں تھے... اب اس سارے معاملے کا حساب دینے کا وقت آگیا تھا ۔ ان کو گرفتار کر لیا گیا... ڈی ایس پی ان کی طرف مڑے ، کیونکہ اس وقت تک انہوں نے جو کچھ کیا تھا... اس کی تفصیلات وہ سن چکے تھے :

'' آپ لوگوں کا یہ کارنامہ یاد رہے گا ۔''

'' یہ ہمارا فرض تھا ۔''

'' آپ لوگوں نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔''

انہوں نے اپنے عام نام بتا دیے اور پھر ان سے اجازت چاہی... کیونکہ اب وہ اور زیادہ لیٹ ہو چکے تھے... اور سورج غروب ہو چکا تھا... اب ایک بار پھر وہ آگے روانہ ہوئے:

'' یہ تو کیس در کیس ہو گیا ۔'' فاروق کی آواز سنائی دی ۔

'' اور بہت اچھا ہو گیا ... ایک ظلم جو یہاں ہو رہا تھا...اس کا سلسلہ رک گیا ۔''

'' ہمارے ملک میں نہ جانے کیا کچھ ہوتا رہتا ہے...'' پروفیسر داؤد نے سرد آہ بھری ۔

وہ اسی طرح باتیں کرتے رہے... اور باری باری اونگھتے بھی رہے ...ایسے میں محمود کے موبائل کی گھنٹی بجی...اس نے فوراً موبائل کی طرف دیکھا... فون ان کے والد کا تھا :

'' السلام علیکم ابا جان !''

'' یہ تم لوگ کہاں رہ گئے ؟''

''درمیان میں ایک چھوٹے سے کیس نے روک لیا تھا ۔'' محمود مسکرایا۔

Uploaded By Nadeem

''کیس نے روک لیا تھا ؟'' انہوں نے مارے حیرت کے کہا۔

'' جی ہاں! آپ کو تو معلوم ہی ہے ... کیسوں کا اور ہمارا چولی دامن کا ساتھ ہے ۔''

'' اچھا خیر... تفصیل سناؤ۔''

محمود نے تفصیل سنا دی... وہ خوش ہو کر بولے :

'' بہت خوب! یہ تو بہت زیادہ نیکی کا کام ہوگیا ۔''

'' جی بس اللہ کی مہربانی سے ۔''

'' خیر... ہو کہاں ۔''

'' ابھی چھ گھنٹے اور لگیں گے ۔''

'' ہوٹل سہارا میں تم لوگوں کے لیے ڈبل روم بک ہیں ... روم نمبر 501,500۔''

'' واہ ! ابا جان ہوں تو آپ جیسے ۔''

'' ارے نہیں ۔'' وہ ہنسے ۔

''جی کیا فرمایا ... ارے نہیں ... یعنی ابا جان آپ جیسے نہیں ہونے چاہییں ۔'' فاروق بول پڑا۔

'' یہ بات نہیں ... تمام انتظامات حکومت کی طرف سے ہو رہے ہیں۔''

'' اوہو اچھا ... حیرت ہے ... اس مرتبہ ہماری حکومت کو ہوا کیا ہے۔''

'' حکومت کالا پہاڑ میں ہونے والی خفیہ سرگرمیوں کے بارے میں کچھ زیادہ ہی فکر مند ہے ۔''

'' کیا ہی اچھا ہو ... حکومت باقی دو پارٹیوں کو بھی بلا لے ۔''

'' وہ بھی آرہے ہیں ۔''

'' کیا !!!'' وہ ایک ساتھ چلائے ۔

'' ہاں! یہی بات ہے ۔''

'' تب تو خوب گزرے گی ... جو مل بیٹھیں گے ... دیوانے ... کتنے ؟''

'' گنتے رہنا۔'' انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

'' آپ کا شکریہ... آپ نے ہمیں مزے دار خبر سنائی اور اطمینان بخش بھی ۔'' فاروق نے فوراً کہا ۔

'' مزے دار تو ہوگئی تینوں پارٹیوں کے کالا پہاڑ میں جمع ہونے والی... اطمینان بخش کون سی ؟'' انسپکٹر جمشید نے پوچھا ۔

'' ہوٹل کا کمرہ بک کروانے والی ... ورنہ ہم وہاں رات کے وقت ادھر کمرہ تلاش کرتے پھرتے ۔''

Uploaded By Nadeem

"اوہ ہاں! ٹھیک ہے... بھلا کیا نام بتایا میں نے ہوٹل کا اور کمرہ نمبر؟" انہوں نے پوچھا۔

"جی ہوٹل سہارا، کمرہ نمبر 500اور 501۔"

"اس بار ہمارے ساتھ شہناز آنٹی، حامد، سرور، ناز اور شائستہ بھی آرہے ہیں۔"

"اچھا! چلو اچھا ہے... تو پھر ان کیلئے مجھے اپنے طور پر ایک کمرے کی بکنگ کروانی ہوگی... کیونکہ ان کے ہوٹل کا بل سرکاری خرچ سے نہیں جانا چاہیئے۔"

"جی ہاں! اصولی بات ہے۔"

"اوکے ... جلد ملاقات ہوگی انشاء اللہ۔"

"انشاء اللہ!" ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

ان کا سفر جاری رہا ... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد محمود نے کہا:

"بھئی حامد، سرور، ناز اور شائستہ ... تم لوگ اب تک کے پورے سفر میں اس حد تک خاموش رہے ہو جیسے چپ کا روزہ رکھ کر گھر سے چلے تھے۔ ایسا بھی کیا۔"

"تم لوگ دوسروں کو موقع دو تب نا۔" حامد پٹ سے بولا۔

"بہت خوب! یہ دیا ہے حامد نے جواب۔" خان رحمان خوش ہو کر بولے۔

"حد ہوگئی... کیا ہم نے تم لوگوں کو روک رکھا تھا۔" فاروق نے حامد کو گھورا۔

"عالمی جنگ شروع ہونے والی ہے۔" خان رحمان نے گویا خبردار کیا۔

"اور اس کی رو میں سب کے سب بہنے والے ہیں۔"

"چلو یہ کچھ برا نہیں ہوگا... سفر تو طے کرنا ہے...باتوں میں آسانی سے طے ہوگا اور پتا بھی نہیں چلے گا۔"

"پتا نہیں کیا ہوگیا ان سفروں کو۔" فاروق بولا۔

"کیوں کیوں... کیا ہوا۔" شائستہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ان کا پتا بھی نہیں چلتا۔" فاروق مسکرایا۔

"بے تکی بات۔" سرور بھنا کر بولی۔

"بالکل... تک اور فاروق کی باتوں میں؟" ناز کی شوخ آواز ابھری۔

"ہائیں! یا تو بالکل خاموش بیٹھے تھے... یا ایک دم شروع ہوگئے۔" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

Uploaded By Nadeem

"خود ہی طعنہ دیا تھا خاموشی کا۔" شائستہ نے جلدی سے کہا۔

"بالکل ٹھیک شائستہ ... ان کے خوب لتے لو۔" خان رحمان نے اسے ابھارا۔

"جی لتے...وہ کیا ہوتے ہیں۔" اس نے معصومیت بھرے لہجے میں کہا۔

اس پر ایک قہقہہ لگا:

"بھئی لتے لینے کا مطلب ہے آڑے ہاتھوں لینا...کیا سمجھے۔" خان رحمان نے بتایا۔

"اوہ اچھا انکل... لیکن نہیں۔" شائستہ نے گھبرا کر کہا۔

"کیوں! کیا ہوا۔"

"وہ... میرا مطلب ہے مجھے تو آڑے ہاتھوں لینے کا طریقہ بھی نہیں آتا۔"

"بس تم رہنے دو۔" حامد نے بُرا سا منہ بنایا۔

"اچھی بات ہے۔" شائستہ خوش ہو کر بولی۔

"یہ خوش ہونے کی کون سی بات ہے۔"

"ہاں کیوں نہیں ... میری بجائے تم انہیں آڑے ہاتھوں لے لو۔ مجھے کوئی اعتراض۔" شائستہ بولی۔

Uploaded By Nadeem

"توبہ ہے تم لوگوں سے بات بے بات، ایک بات کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتے ہو۔" پروفیسر داؤد نے برا سا منہ بنایا۔

"ان حالات میں ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں انکل۔" فاروق نے مسمسی صورت بنائی۔

"لو اور سنو ... بھئی سفر کر تو رہے ہیں۔" محمود ہنسا۔

"اسے کہتے ہیں ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔" فرزانہ پٹ سے بولی۔

"جب کہ میرا خیال ہے...ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا اسے نہیں کہتے، بلکہ اسے کہتے ہیں سوال گندم جواب چنا۔" حامد بولا۔

"کہتے ہوں گے... ہمیں کیا ... کان نہ کھاؤ۔" فاروق بھنا کر بولا۔

"اب مجھے ایک بات کا یقین ہو چلا ہے۔" خان رحمان مسکرائے۔

"اللہ کا شکر ہے کوئی ایک بات تو ایسی ملی۔" پروفیسر داؤد خوش ہو گئے۔

"لیکن کیسی ابو؟" شائستہ فوراً بولی۔

"جس پر آپ کو یقین ہو چلا ہے۔" شائستہ نے جلدی سے

کہا۔

"توبہ ہے تم سے بھی... شائستہ۔" پروفیسر داؤد بے چارگی کے عالم میں بولے۔

"اور یہ آپ نے لفظ 'بھی' کیوں کہا۔"

"اس لیے کہ یہاں اور بھی کئی لوگوں سے توبہ ہے۔" پروفیسر بولے۔

"چلیے خیر... کم ازکم یہ بات بتا دیں کہ آپ کو کس بات پر یقین ہو چلا ہے۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"اوہ ہاں... یہ بات تو رہی جاتی ہے۔" خان رحمان بولے۔

"مجھے اس بات کا یقین ہو چلا ہے کہ اب باتوں کا سلسلہ نہیں رکے گا اور ہم کالا پہاڑ پہنچ جائیں گے۔"

"یہی تو ہم چاہتے ہیں انکل۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"ہمارے چاہنے سے کیا ہوتا ہے... سب کچھ اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے۔" سرور نے آنکھیں بند کر کے جھومتے ہوئے کہا۔

اور وہ مسکرانے لگے... پھر سوا چھ گھنٹے بعد انہیں ایک جگہ رک جانا پڑا... دو بلند پہاڑوں کے درمیان لوہے کا ایک بہت اونچا گیٹ ان کا راستہ روکے نظر آیا... گیٹ کے اس طرف کا

فوجی نظر آئے... انہیں گاڑی روک لینے کا اشارہ کیا گیا تھا... وہ اشارہ نہ کرتے... رکنا تو انہیں اس صورت میں بھی پڑتا... کیونکہ گیٹ جو بند تھا۔ گاڑی رکتے ہی ایک فوجی ان کے نزدیک آ گیا... ڈرائیونگ سیٹ پر اس وقت خان رحمان تھے۔ اس نے ان سے کہا:

"گاڑی کے کاغذات۔" اس کا لہجہ کافی سخت تھا۔

"فوجی تو میں بھی رہ چکا ہوں لیکن میں نے اس قدر سخت لہجے میں کبھی کسی سے بات نہیں کی تھی۔" انہوں نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا مطلب؟"

"اس میں مطلب پوچھنے والی کون سی بات ہے۔" انہوں نے اور زیادہ بُرا سا منہ بنا کر کہا اور گاڑی کے کاغذات اس کی طرف بڑھا دیے۔

اس نے اب کچھ نہ کہا... کاغذات چیک کرتا رہا۔ گیٹ کے دونوں طرف دو کھمبوں پر بلب روشن تھے۔ ان کی روشنی کافی تیز تھی... اس روشنی میں اس نے آسانی سے کاغذات پڑھ لیے... پھر بولا:

"شناختی کارڈ!" لہجہ اب بھی اتنا ہی سخت تھا... لیکن اس بار

Uploaded By Nadeem

خان رحمان خاموش رہے ... انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ اجڈ قسم کے لوگ ہیں... ان سے نرم لہجے کی امید فضول ہے۔

انہوں نے اپنے کارڈ دکھا دیے... تمام کارڈز کو اس نے بہت غور سے دیکھا، پھر ان سے بولا:

"آپ گاڑی ایک طرف کر لیں... رجسٹر میں ان کارڈوں کا اندراج کیا جائے گا، پھر آپ جا سکیں گے ... ہمیں اس سلسلے میں خاص ہدایات ہیں۔"

"اچھی بات ہے ... ویسے سبھی کے کارڈوں کا اندارج کرتے ہیں یا صرف ہمارے کارڈوں کا کر رہے ہیں۔"

"سب ہی کے۔" اس نے کہا۔

"تب پھر گاڑی ایک طرف کرنے کی کیا ضرورت ہے... جو گاڑی بھی آئے گی ... ہمارے بعد ہی جا سکے گی۔"

"آفیسرز کی گاڑیاں بھی آتی رہتی ہیں۔"

"تو کیا آفیسرز کے کارڈوں کا اندراج نہیں ہوتا۔"

"جی نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

انہوں نے گاڑی ایک طرف کر لی... گیٹ کے ساتھ بنے

کمرے میں ان کے کارڈز دے دیے گئے ... اس دوران ایک کار اور آ گئی۔ اسے بھی روک لیا گیا ... لیکن پھر اس کے لیے فوراً ہی گیٹ کھل گیا اور کار آگے بڑھ گئی:

"اس میں کون سے آفیسر تھے؟" محمود پوچھ بیٹھا۔

"آپ کو اس کیا لینا دینا؟" اس نے چمک کر کہا۔

"اچھی بات ہے۔" وہ مسکرا دیے۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ان کے کارڈز انہیں دے دیے گئے۔ ان کے لیے گیٹ کھل گیا... خان رحمان نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"جی چاہ رہا تھا کہ ان سے الجھا جائے... لیکن رات زیادہ ہو چلی ہے اور اس طرح اور زیادہ وقت لگ جاتا۔" محمود بڑبڑایا۔

"اب اگر ہم ہر مقام پر رکتے ہوئے گئے تو سفر لمبا ہوتا چلا جائے گا۔" پروفیسر داؤد جلدی سے بولے۔

"اب بس ہم ہوٹل جا کر دم لیں گے۔"

"شاید ایسا نہ ہو سکے۔" فرزانہ نے سرد آہ بھری۔

"کیوں کیوں... خیر تو ہے۔"

"ہمارے پیچھے ایک کار آ رہی ہے ... اور میرا اندازہ ہے کہ یہ ہمارا تعاقب کر رہی ہے ... اور ہمارا تعاقب کرنے کی ضرورت

Uploaded By Nadeem

ہمارے کارڈز دیکھ کر محسوس کی گئی ہے ۔"

"کیا مطلب ؟"

ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا ... عین اس لمحے کار بلا کی رفتار سے ان سے آگے نکل گئی اور آگے جا کر ترچھی کھڑی ہوگئی ۔

گویا ان کا راستہ روکا گیا تھا ۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

کھردری آواز

انہوں نے گاڑی روک لی... اگلی کار سے دو دبلے پتلے آدمی نکل کر ان کی طرف آئے۔ان میں سے ایک نے کہا :

"ہمارا تعلق آرمی انٹیلیجنس سے ہے ... یہ ہمارے کارڈ ہیں ۔"

انہوں نے اپنے اپنے کارڈ ان کے سامنے کر دیے ۔

خان رحمان نے کارڈ پر ایک نظر ڈالی، وہ کسی خفیہ ایجنسی کے تھے :

"آپ کیا چاہتے ہیں ۔"

"گاڑی کی تلاشی... آپ لوگوں کی تلاشی۔"

"لیکن کیوں... اور یہ کام گیٹ پر کیوں نہ کیا گیا ۔"

خان رحمان بولے۔

"آپ ہم سے سوالات نہیں کر سکتے ... ہمارا کام کرنے کا اپنا طریقہ ہے...اس کام کی ہمیں تربیت دی گئی ہے... ۔"

"ٹھیک ہے ... آپ اپنا اطمینان کرلیں ۔" خان رحمان نے

کندھے اچکائے۔

وہ گاڑی سے نیچے اتر آئے... دونوں گاڑی کی تلاشی شروع کرنے لگے ہی تھے کہ محمود بول اٹھا:

''ایک منٹ جناب!''

انہوں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا:

''کیا آپ کو اس بات کی تربیت نہیں دی گئی کہ کسی کی تلاشی سے پہلے خود اپنی تلاشی دی جاتی ہے... کیا خبر... آپ اپنے پاس سے کوئی چیز گاڑی میں رکھ کر وہی برآمد کر ڈالیں۔''

''ہوں ٹھیک ہے۔ آپ ہم دونوں کی تلاشی لے سکتے ہیں۔''

انہوں نے گویا اس بات کا بالکل بُرا نہیں مانا تھا۔

خان رحمان اور محمود نے ان دونوں کی اچھی طرح تلاشی لی۔ اس کے بعد ایک طرف ہٹ گئے۔ اب انہوں نے تلاشی شروع کی... وہ ایک طرف کھڑے رہے... تلاشی لینے کے بعد وہ ان کی طرف آئے:

''جائیں جی جائیں۔'' انہوں نے اس طرح کہا جیسے ان پر بہت بڑا احسان کیا ہو۔

وہ خاموشی سے آگے بڑھے اور ایک ایک کر کے گاڑی میں بیٹھ

گئے اور گاڑی چل پڑی۔

''یہ بیپ کیسی سنائی دے رہی ہے۔'' چند لمحے کے بعد اچانک فرزانہ بول پڑی۔

سب نے پہلے فرزانہ کی طرف دیکھا پھر بیپ سننے کی ناکام کوشش کرنے لگے۔ آخر فاروق کے منہ سے نکلا:

''بس یہیں ہم اس سے مات کھا جاتے ہیں...''

''مجھے تو کوئی آواز نہیں آ رہی۔'' خان رحمان بڑبڑائے۔

ابھی ان کی گفتگو جاری ہی تھی کہ پروفیسر داؤد نے اپنے سفاری سوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے موبائل فون نکالا:

''ہائیں انکل! کیا آپ کسی کو فون کر کے پوچھنے والے ہیں کہ بیپ کہاں سے سنائی دے رہی ہے۔'' ناز مارے حیرت سے بولی۔

جواب نے انہوں نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اب تو سب کی حیرت عروج پر پہنچ گئی۔ پھر وہ خان رحمان سے بولے:

''یار! تھوڑی دیر کیلئے گاڑی روک دو... ان بل کھاتے پہاڑی راستوں کی وجہ سے مجھے متلی محسوس ہو رہی ہے... میں کچھ

Uploaded By Nadeem

دیر کیلئے گاڑی سے اترنا چاہتا ہوں۔"

ساتھ ہی سب نے محسوس کیا کہ بیپ کی آواز پروفیسر داؤد سے موبائل فون سے آرہی ہے۔

" ٹھیک ہے... جیسے آپ بہتر سمجھیں۔" خان رحمان بھانپ چکے تھے کہ پروفیسر کسی بہانے سب کو گاڑی سے اتار لینا چاہتے ہیں۔

انہوں نے فوراً گاڑی ایک طرف کر کے روک دی۔ اور اتر کر اس سے کافی دور چلے آئے:

" کیا آپ کے خیال میں گاڑی بھک سے اڑنے والی ہے۔" شکیلہ بیگم یعنی بیگم جمشید بول اٹھیں۔

" میں کچھ کہہ نہیں سکتا... فی الحال تو میں احتیاط کے طور پر اس سے نکل کر یہاں تک آگیا ہوں... ہوسکتا ہے... ایسا کوئی خطرہ نہ ہو... لیکن گاڑی میں کوئی بات ضرور ہے ... اور یہ بات اس وقت سے ہے ، جب سے ان دو خفیہ والوں نے تلاشی لی ہے ... ورنہ گیٹ عبور کرنے کے بعد میں نے یہ بے چینی محسوس نہیں کی تھی۔" وہ کہتے چلے گئے۔

" تو اس بات کا علم آپ کو اپنے موبائل فون کی بیپ سے

ہوا۔"

" ہاں ! اور جسے تم موبائل فون سمجھ رہے ہو... یہ دراصل خفیہ ٹرانسمیٹر اور بم یا کسی بھی قسم کے انجانے سرکٹ کی نشاندہی کرنے والا ایک آلہ ہے۔"

" کیا مطلب ! یہ کیسے پتا لگاتا ہے... آج کل تو ہر چیز میں الیکٹرونک سرکٹ لگے ہوتے ہیں... یہ تو ہر سرکٹ کی موجودگی پر اشارہ دیتا ہوگا۔"

" یہ انٹرنیٹ سے منسلک ہے... اور ہر موجودہ سرکٹ کی اطلاع سیکنڈوں میں میری تجربہ گاہ میں موجود ایک ڈیٹا بیس کو بھیجتا ہے جو وہاں سے یہ اطلاع دیتا ہے کہ ان میں سے کوئی سرکٹ کہیں کسی بم سے متعلق تو نہیں ہے یا پھر اس کے سگنل کہیں ٹرانسمٹ تو نہیں کئے جارہے ... یہ مرحلہ اب آئے گا... پہلی احتیاط یہی تھی کہ گاڑی سے دور آجائیں۔"

تقریباً پندرہ منٹ تک وہ کھڑے رہے... جب کچھ نہ ہوا تو پروفیسر داؤد نے اپنی موبائل فون نما ڈیوائس آن کی اور اسے لے کر گاڑی کی طرف بڑھے۔ آخر انہوں نے ڈائلر کی مدد سے یہ جان لیا کہ گڑبڑ کس طرف ہے ... جلد ہی ان کی نظریں ایک باریک سی

Uploaded By Nadeem

جھلی نما پٹی پر چپک گئیں... وہ ڈیش بورڈ کے نچلی طرف لگائی گئی تھی۔ انہوں نے جیب سے پلاسٹک کی ایک چھوٹی سی چمٹی نکالی اور اس کی مدد سے وہ چپ اتار دی... پھر لائٹر کی مدد سے آگ لگا دی:

''کیا تھا یہ انکل... ٹرانسمیٹر چپ؟'' فرزانہ کے منہ سے نکلا۔

''یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا... بہرحال جو کچھ تھا اب اس سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔''

''آؤ بیٹھو... ایک بار پھر۔'' شہناز بیگم تھکے تھکے لہجے میں بولیں۔

''ارے آنٹی! آپ پر تو ابھی سے تھکاوٹ کا حملہ ہوگیا... ابھی تو آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔''

''اور کیا... ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا۔'' فاروق گنگنایا

''کیا بات ہوئی۔''

''شعر مکمل کیا ہے اور کیا۔''

''غالب نے قبر میں کروٹ بدلی ہوگی۔'' شہناز بیگم نے چٹکی لی۔

''کیوں کیا دوسرا مصرعہ یہ نہیں ہے۔'' فاروق بوکھلا گیا۔

''نہیں! لیکن اس میں بوکھلانے والی کیا بات ہے بھلا...''

''ہوگئی گڑبڑ۔'' اس کے منہ سے کھوئے کھوئے لہجے میں نکلا۔

''کہاں... کدھر...'' پروفیسر داؤد گھبرا کر کھڑکی سے باہر جھانکنے لگے۔

''نہیں پروفیسر انکل! یہاں تو سب ٹھیک ہے... لیکن لگتا ہے فاروق کے دماغ میں ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔'' فرزانہ جھنجھلائی۔

''کیا گڑبڑ ہوگئی فاروق...'' بیگم جمشید سے رہا نہ گیا۔

''وہ دراصل میں کل والے اردو کے ٹیسٹ میں یہ شعر ایسے ہی لکھ کر آگیا ہوں۔'' فاروق نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔

اس کی شکل دیکھ کر سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

اس دوران میں سب لوگ ایک بار پھر گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔ خان رحمان نے پھر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی، اس وقت انہوں نے کہا:

''لگتا ہے... یہ سفر ابھی اور لمبا ہو جائے گا، حالانکہ ہم وادی میں داخل ہو چکے ہیں اور نصف کے قریب رات بیت چکی ہے۔''

''اللہ اپنا رحم فرمائے۔ آخر یہ کون لوگ تھے جو چپ لگا کر چلے گئے۔''

Uploaded By Nadeem

"یہ واقعی سرکاری لوگ بھی ہو سکتے ہیں... کیونکہ بہرحال یہاں پراسرار سرگرمیوں کی اطلاعات حکومت کو ہیں ... اور یہ وہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو ان سرگرمیوں کے ذمے دار ہیں۔"

"مطلب یہ کہ یہاں قدم قدم پر خطرات منہ کھولے کھڑے ہیں... اور مہم آسان نہیں ہو گی۔"

"آسان مہمیں ہمیں پہلے ہی کب ملتی ہیں کہ ہم اس فکر میں دبلے ہوں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"ہم میں موٹا تو خیر کوئی بھی نہیں۔" محمود ہنسا۔

"اب ہمارے لیے بہتر یہی ہے کہ ہوٹل سہارا کا راستہ پوچھ کر اس کا رخ کریں ...اور صبح تک آرام کر لیں... کیونکہ جب سے یہ سفر شروع ہوا ہے... بے آرامی اس سفر کے ساتھ ساتھ سفر کر رہی ہے۔" بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔

"ہائیں واہ ... کیا خوب جملہ بولا آپ نے آنٹی۔" شائستہ نے ان کی تعریف کی۔

"بس ایسے ہی منہ سے نکل گیا۔" شکیلہ بیگم شرما گئیں۔

"اگر یہ جملہ ایسے ہی منہ سے نکل گیا آنٹی تو جو جملہ آپ سوچ سمجھ کر اور خوب تول کر کہیں گی، وہ کتنا زبردست ہوگا۔" حامد چہکا۔

"پپ پتا نہیں۔" انہوں نے گھبرا کر کہا۔

سڑکوں پر چہل پہل اس طرح نظر آ رہی تھی ... جیسے یہ دن کا وقت ہو ... انہوں نے ہوٹل سہارا کا راستہ پوچھا اور جلد ہی اس کے سامنے پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھا... وہ بہت بلند و بالا اور شاندار قسم کا ہوٹل تھا... اور تھا بھی فائیو اسٹار۔ انہیں اس وقت بہت حیرت ہوئی جب دروازے پر گاڑی رکنے کے باوجود کوئی ان کی طرف نہ آیا... ورنہ آنے والے مہمانوں کی طرف تو فوراً ہوٹل کے عملے کے لوگ دوڑ پڑتے ہیں...ویلے پارکنگ والے بھی اور گاڑی کے دروازے کھولنے کیلئے باوردی اٹنڈنٹ بھی۔

"یہ کیسا ہوٹل ہے۔"

"کوئی وجہ تو ہے جو کوئی بھی ہمیں اٹنڈ کرنے اس طرف نہیں آیا۔" خان رحمان بڑبڑائے۔

"خیر... دیکھتے ہیں۔"

وہ اندر داخل ہونے لگے تو دروازے پر موجود باوردی سیکورٹی گارڈ نے ان کے راستے میں آتے ہوئے کہا:

"سر! کوئی کمرہ خالی نہیں ہے ...یہ آپ کو اس لئے بتایا جا رہا ہے کہ آپ کو اندر جا کر باہر آنے میں زحمت ہوگی۔"

Uploaded By Nadeem

"نہیں بھئی... ہمارے کمرے بک ہیں۔"

"جن گیسٹ لوگوں اور فیملیز کے کمرے بک ہیں... وہ بھی آچکے ہیں... آنے والا کوئی ایک مہمان باقی نہیں ہے ... اور اب پورے سات دن تک ہوٹل میں کوئی گنجائش نہیں۔"

"کیا بات کرتے ہیں... ہمیں کمروں کے نمبر تک بتائے گئے ہیں... ہمارے لیے دو ڈبل روم کمرہ نمبر 500اور 501 بک کرائے گئے تھے... ہمارے نام پروفیسر داؤد اور خان رحمان وغیرہ ہیں... آپ ہمیں کاؤنٹر پر جانے دیں۔"

"آپ نہیں مانتے تو استقبالیہ کاونٹر پر جا کر بات کر لیں... لیکن ہوگی آپ کی ناکامی۔"

"یہ کیسے ممکن ہے ... جب کہ۔"

"آپ اندر جا کر بات کر لیں۔" اس نے طنزیہ انداز میں مسکرا کر کہا۔

خان رحمان کو غصہ آگیا ... انہوں نے سرد آواز میں کہا:

"جو بات آپ کہہ رہے ہیں... وہ ہے یا نہیں ... لیکن کم از کم آپ کو اس طرح طنزیہ لہجے میں بات نہیں کرنی چاہیئے... ہم آپ کی شکایت لگائیں گے۔"

"ٹھیک ہے... پہلے آپ شکایت لگائیں۔" اس بار اس کے لہجے میں بدتمیزی کا عنصر اور بھی نمایاں تھا۔

خان رحمان کو بھی اور زیادہ غصہ آگیا... انہوں نے سر کو جھٹکا دیا اور اندر داخل ہو گئے ... ساتھ ہی بائیں طرف استقبالیہ کاؤنٹر تھا... باقی لوگ بھی ان کے ساتھ ہی اندر داخل ہونے لگے تو وہ پھر بولا:

"سب کو اندر جانے کی کیا ضرورت ہے۔"

"ارے میاں جاؤ ... بہت دیکھے تم جیسے... آؤ بھئی... اب حالات کی ذمے داری خود ان پر ہو گی۔"

وہ سب اندر داخل ہو گئے ... باہر کھڑے گارڈ کا چہرہ سرخ ہو گیا ... اس نے جیب سے موبائل نکالا اور کسی سے بات کرنے لگا ... ادھر یہ لوگ کاؤنٹر پر جا کھڑے ہوئے ... انہوں نے دیکھا، ریسپشنسٹ ہی باہر کھڑے گارڈ سے موبائل پر بات کر رہا تھا ... موبائل بند کر کے وہ ان کی طرف مڑا اور بولا:

"ویلکم سر! لیکن سر ہمارے پاس آج کوئی روم دستیاب نہیں ہے... ہمیں افسوس ہے کہ آپ کو زحمت ہوئی کیا ... آپ کو باہر ہی بتا نہیں دیا گیا۔"

Uploaded By Nadeem

"ہمارے نام سے کمرے بک ہیں اور ہم اب آئے ہیں ... آپ اپنے کمپیوٹر پر چیک تو کریں۔" خان رحمان نے تلملا کر کہا۔

"... کمروں کے نمبر بتائیں۔"

"سوٹ نمبر 500اور 501۔"

اس نے کی بورڈ پر کلک کیا اور مانیٹر گھما کر ان کے سامنے کر دیا... اور بولا:

"یہ دیکھیں... آج رات 8 بجے ان کمروں کے مہمان آچکے ہیں... ان کے نام ہیں، خان رحمان، پروفیسر داؤد، شکیلہ بیگم، شہناز بیگم، محمود، فاروق، فرزانہ، حامد سرور، ناز اور شائستہ۔"

"کیا!!!" مارے حیرت کے ان سب کے منہ سے نکلا۔ ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی اور منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

"کیوں! کیا ہوا۔" اس بار حیران ہونے کی باری ریسپشنسٹ کی تھی۔

انہوں نے منہ سے کچھ نہ کہا اور اپنے کارڈز نکال کر اس کے سامنے پھیلا دیے۔

اس نے حیرت زدہ انداز میں ان سب کے کارڈز کو پڑھا... پھر بولا:

"یہ... یہ سب کیا ہے۔"

"جن لوگوں کو آپ نے کمرے دیئے ... کیا آپ نے ان کے شناختی کارڈ چیک کئے تھے... جیسا کہ ہمیشہ کیا جاتا ہے کہ کم از کم ایک شخص کے شناختی کارڈ نمبر کا اندراج تو ضرور ہی کیا جاتا ہے۔"

"کارڈ تو دیکھے ہی گئے ہوں گے... جو لوگ کمرے بک کراتے ہیں، وہ اپنے نام لکھواتے ہیں ... اور جب یہاں آکر وہ نام اور کمروں کے نمبر بتاتے ہیں تو واجبات وصول کرکے کمرے ان کے حوالے کر دیے جاتے ہیں، چنانچہ وہ لوگ آئے... انہوں نے اپنے نام بتائے۔ کمروں کے نمبر بتائے... اور ان کو ڈور اوپنر کارڈ دیئے گئے۔"

"بس تو پھر وہ لوگ فراڈ ہیں... ہمارے کارڈز اس بات کا ثبوت ہیں... آپ ہمارے ساتھ چلئے... اور ہمارے کمرے ہمیں دلوایئے۔"

"اب ... اب یہ نہیں ہوسکتا۔"

"کیا... کہا... یہ نہیں ہوسکتا۔"

"ہاں یہ نہیں ہوسکتا ... آپ پولیس اسٹیشن جا کر ان کے

Uploaded By Nadeem

خلاف رپورٹ درج کرا دیں... پولیس یہاں آکر کمرے خالی کرائے گی۔"

"ہوٹل آپ کا ہے ... پولیس کا کیا کام۔"

"ہمیں پولیس کی ہدایات یہی ہیں کہ ایسے حالات میں خود جھگڑا مول نہ لیں ... ہمیں اطلاع دیں... کیونکہ وادی میں ایسے بہت سے جھگڑے ہو چکے ہیں اور خون خرابہ بھی ہو چکا ہے ... مثلاً اب ہم اوپر جاتے ہیں اور ان لوگوں سے کہتے ہیں، کمرے خالی کرو ... اور جواب میں سے وہ اسلحہ نکال لیتے ہیں تو؟"

"اچھی بات ہے ... اس میں ہمیں پولیس اسٹیشن جانے کی کیا ضرورت ہے... آپ انہیں فون کریں، دھوکا ہمارے ساتھ ہوا ہے ... آپ ہمارا ساتھ دیں۔"

"آئی ایم سوری سر! آپ کو خود وہاں جانا پڑے گا۔"

اب تو ان سب کو بہت غصہ آیا... ان کا شہر نہیں تھا... لہٰذا وہ قدرے بے بسی محسوس کر رہے تھے... ایسے میں فرزانہ کو اپنے والد کا خیال آیا... وہ بھی تو وادی میں موجود تھے... یہ سوچتے ہی اس نے ان کا نمبر ملایا... ان کا موبائل بند تھا... اس نے بے بسی میں اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا:

"اب کیا کریں... ابا جان کا موبائل بند ہے۔"

"پولیس اسٹیشن چلتے ہیں۔" خان رحمان نے فوراً کہا۔

"اچھی بات ہے ... آپ ہمیں بتائیں، پولیس اسٹیشن کس طرف ہے۔"

"باہر گیٹ پر جو اسٹاف موجود ہیں، ان سے پوچھ لیں... یہاں سے سمت بتانا میرے لیے مشکل ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"آپ نے ہمارے ساتھ بہت بڑا سلوک کیا ہے ... حالانکہ ہم نے آپ کے ہوٹل میں کمرے بک کرائے تھے... اور اس بات کا ثبوت بھی آپ کو دیا ہے ... لیکن آپ نے ہماری کوئی بات نہیں سنی... اس کا مطلب ہے ... آپ نے خود ہمارے کمرے کچھ اور لوگوں کو دیے ہیں... اور ان سے ضرور کوئی رقم وصول کی ہے۔"

"جی نہیں! آپ یہ سوچیں... جن لوگوں کو کمرے دیے گئے ہیں، انہیں آپ لوگوں کے نام کس نے بتا دیے... انہوں نے جب آکر اپنے نام بتائے تبھی تو ہم نے انہیں کمرے دیے ہیں۔"

"نام بھی آپ نے ہی بتائے ہوں گے کہ ان ناموں سے کمرے لے لیں تاکہ جن کے نام کمرے بک ہیں، انہیں لاجواب کیا جا سکے۔"

Uploaded By Nadeem

"یہ بات نہیں ہے... لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں تو آپ ہوٹل کی انتظامیہ کو رپورٹ کردیں... شکایت رجسٹر یہ اس طرف رکھا ہے۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو یہ معاملہ بہت بھاری پڑنے والا ہے ... اسے لکھ لیں... بس جونہی یہ بات ثابت ہو گی کہ آپ نے خود جانتے بوجھتے ہمارے کمرے کچھ اور لوگوں کو دیے ہیں... ہم آپ سے سمجھ لیں گے۔" خان رحمان نے کہا۔

"آپ کو سمجھ لینے کی پوری اجازت ہے۔" وہ مسکرایا۔

"آؤ بھئی چلیں... دیکھ لیں گے ان صاحب کو۔" پروفیسر بولے۔

اور وہ باہر نکل آئے... دروازے پر موجود عملے کے لوگوں سے انہوں نے پولیس اسٹیشن کا راستہ پوچھا:

"ہم نے کہا تھا نا... کہ کوئی کمرہ خالی نہیں ہے۔"

"ریسپشنسٹ نے ہمارے نام جو کمرے بک تھے، کسی اور کو دے دیے ہیں ... اس لیے اب ہم پولیس اسٹیشن جا رہے ہیں۔"

"میرا مشورہ مانیں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"فرمایئے۔" محمود نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اپنا وقت نہ ضائع کریں... اس طرح کچھ بھی نہیں ہوگا ... ایسے کیس یہاں عام ہیں اور پولیس بہت تنگ آئی ہوئی ہے ... اس نے بورڈ لکھ کر لگایا ہے کہ ہوٹلوں کے خلاف شکایات ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہیں ... آپ جانیں، ہوٹل کی انتظامیہ جانے ..."

"اوہو اچھا۔ انہوں نے یہ لکھ کر لگا رکھا ہے۔"

"یقین نہیں تو جا کر پڑھ لیں۔"

"اچھا تو آپ کیا مشورہ دیتے ہیں۔"

"آج کل بہار کا موسم ہے... بہار کے موسم میں یہاں کسی ہوٹل میں کمرہ خالی نہیں ملے گا... یونہی در در بھٹکتے پھریں گے ... ہوٹل کی حدود سے باہر چلے جائیں ... وہاں خیمے کرایہ پر مل جائیں گے ... ان کے لیے بھی جلدی کر لیں۔ ایک دو دن بعد تو یہاں کوئی خیمہ بھی خالی نہیں ملے گا۔"

"خ... خیمہ۔" پروفیسر داؤد گھبرا کر بولے۔

"جی ہاں خیمہ... بلکہ آپ کو تو کم از کم تین خیموں کی ضرورت ہو گی... اس وقت کوشش کر لیں... یہ کام صبح پر نہ چھوڑیں۔ یہ میرا نیک مشورہ ہے... ورنہ ہوٹل کے کمروں سے پہلے

Uploaded By Nadeem

ہی آپ فارغ ہیں... خیمے بھی ہاتھ سے جائیں گے۔"

وہ سوچ میں پڑ گئے ... پھر ان کے سامنے ہی خان رحمان بولے:

"ان صاحب کی بات کچھ وزنی لگ رہی ہے... کیوں نہ ہم پہلے خیموں کی کوشش کر لیں۔عورتوں اور بچوں کو وہاں چھوڑیں اور خود ان لوگوں سے نبٹنے کے لیے پھر ادھر آئیں... اس وقت ہمیں یہ دھڑکا نہیں ہوگا کہ کہیں خیمے بھی نہ ملیں۔"

"مشورہ نیک ہے۔" ایک گارڈ مسکرایا... پھر بولا:

"اور یہ کیا کہا آپ نے... پھر آکر ہم لوگوں سے نبٹیں گے۔"

"ہاں! وہ تو آنا ہوگا ...ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔"

"بھول جائیں بھول جائیں... اپنی تفریح خراب نہ کریں۔"

"تفریح خراب نہیں ہوگی اس طرح... آباد ہوگی... ہم اسی قسم کی تفریح کے عادی ہیں۔"

"آپ کی مرضی۔" اس نے کہا اور کندھے اچکائے۔

"اب خیموں کا راستہ بتا دیں... یا وہ بھی نہیں بتائیں گے۔"

"کیوں نہیں... آپ کو اس طرف جانا ہے ... پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد آپ کو خیموں کا شہر آباد نظر آئے گا... وہیں

میدان کے ایک دور دراز کونے میں ان کا دفتر ہے... دفتر چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے۔"

"شکریہ! ہم جلد واپس آئیں گے۔"

"ہم نے آپ کو روکا کب ہے ...مشورہ دیا ہے کہ اس طرح آپ اپنی تفریح برباد کریں گے۔"

"کوئی پروا نہیں۔"

"بسم اللہ... ضرور آیئے گا۔" ان میں سے ایک نے ہنس کر کہا۔

اور وہ ان کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑے۔ پندرہ منٹ بعد واقعی سڑک کے دونوں طرف ہزارہا خیمے نظر آنے لگے:

"یہ ... یہ تو واقعی خیموں کا شہر ہے۔"

"جج... جی... کیا کہا... خیموں کا شہر۔" فاروق نے چلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہاں ہاں! کہہ دو... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔" محمود بھنا اٹھا۔

"اب کیا کروں گا کہہ کر ... تم نے جو کہہ دیا۔" فاروق جلانے والے انداز میں بولا۔

Uploaded By Nadeem

وہ دفتر کے پاس رک گئے۔ یہ بھی خیمہ ہی تھا... لیکن بہت اونچا اور بڑا تھا... اس پر دفتر کا بہت بڑا بورڈ لگا تھا:

اس وقت اس خیمے کے دروازے پر تین ہٹے کٹے آدمی کرسیوں پر بیٹھے تھے:

''کیوں جناب! خیمے چاہییں۔''

''جی ہاں!''

''کتنے۔''

''آپ ہی بتا دیں ہم لوگوں کے لیے کتنے خیمے کافی ہوں گے۔''

انہوں نے ان سب کو گنا پھر بولے:

''کم از کم تین خیمے، دس ہزار روپے فی خیمہ ایک رات کا۔''

''کیا...!!!'' مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا، پھر فاروق نے کہا:

''بھائی یہ خیمے ہیں... ہوٹل کے کمرے نہیں۔''

''ہوٹل کے کمرے تو اس وقت پچاس ہزار روپے فی کمرہ بھی نہیں ملیں گے۔''

''گویا تیس ہزار روپے روزانہ کے دینے پڑیں گے۔''

''بالکل۔''

''یہ تو بہت مہنگی تفریح ہے۔''

''اس شہر کے ریٹ یہی ہیں... یہاں آپ جیسے لوگ نہیں آتے۔ وہ لوگ آتے ہیں... جن کے پاس دولت کے انبار ہوتے ہیں۔'' اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔

خان رحمان کو غصہ آگیا... لیکن پروفیسر داؤد نے صورت حال کو بھانپ کر فوراً کہا:

''بھائی... سبھی طرح کے لوگ ہوتے ہیں اس دنیا میں... بہرحال آپ تین خیمے دے دیں۔''

''کتنے دن کے لیے۔''

''آپ فی الحال تین دن کے لیے دے دیں... مزید ضرورت پڑی تو اور ادائیگی کر دیں گے۔''

''ٹھیک ہے...اس وقت خیمے خالی ہوئے تو آپ کو دیں گے... ورنہ جو لوگ بک کرا لیں گے... ان کے لیے آپ کو خالی کرنے پڑیں گے۔''

''ٹھیک ہے... آپ فکر نہ کریں۔''

انہوں نے تین دن کے لیے نوے ہزار روپے ادا کر دیے...

Uploaded By Nadeem

انہوں نے تین خیموں کے ٹکٹ انہیں دے دیے... ان پر نمبر لکھے گئے تھے :

"جاؤ گابر... انہیں خیموں تک پہنچا آؤ۔ چند قدم کے فاصلے پر کھڑے شخص سے ان میں سے ایک نے کہا۔

"آیئے جناب!"

اب وہ اس کے ساتھ چلے ... ایسے میں محمود کے موبائل کی گھنٹی بجی... وہ بہت زور سے اچھلے ... کیونکہ اس وقت وہ اپنے والد سے رابطے کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہے تھے۔ محمود نے موبائل فوراً جیب سے نکالا ... اسکرین پر اپنے والد کا نام نہ دیکھ کر اس کا منہ بن گیا... بٹن دبایا تو ایک کھردری آواز نے کہا:

"خوش آمدید!"

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

یہ کیا

"کون ہو بھائی ... کان ہی کھرچ ڈالا ... زندگی میں اتنی کھردری آواز پہلی بار سننے میں آئی ہے۔"

لیکن دوسری طرف تو فون بند کر دیا گیا تھا... محمود نے فوراً اس نمبر پر رنگ کیا، لیکن... نمبر بند کر دیا گیا تھا:

"لگتا ہے... کچھ لوگ ہمیں بہت غور سے دیکھ رہے ہیں اور ہمارا مذاق اڑانے کے درپے ہیں... انہیں یہ معلوم ہے کہ ہم کس طرح ہوٹل سے نکالے گئے اور خیموں میں آگئے ہیں۔"

"کوئی پروا نہیں ... ہم ان لوگوں کو دیکھ لیں گے۔"

اپنے تینوں خیموں میں سامان رکھ کر بچوں اور خواتین کو وہاں چھوڑ کر وہ ایک بار پھر گاڑی میں روانہ ہوئے... اور سیدھے پولیس اسٹیشن پہنچے... انہوں نے دیکھا، پولیس اسٹیشن کے باہر واقعی ایک بڑا بورڈ لگایا گیا تھا۔ اس پر لکھا تھا :

"ہوٹلوں کے معاملات آپ جانیں، ہوٹل والے جانیں... ہوٹلوں میں ہونے والی زیادتیوں اور ناانصافیوں کے معاملات پولیس اسٹیشن میں نہیں سنے جائیں گے... اس کے لیے آپ عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائیں، وادی میں مجسٹریٹ موجود ہیں۔"

"واقعی یہاں تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا ... یہ ہماری بات نہیں سنیں گے۔"

"کسی اور رخ سے بات کر لیں گے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"کیا مطلب ... کس رخ سے۔"

"ابھی نہیں سوچا... پہلے اندر چلتے ہیں۔"

اور وہ گاڑی باہر کھڑی کر کے اندر داخل ہو گئے... دروازے پر موجود کانسٹیبل نے انہیں روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی ... بلکہ اس نے تو ان کی طرف توجہ دینے کی کوشش بھی نہیں کی تھی ... اندر ایک کمرے کے باہر انسپکٹر جلال دین کے نام کی تختی لگی تھی... وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے۔اور ایک ساتھ بولے:

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام... فرمایئے۔" اس نے انہیں نظر بھر کر دیکھا۔

"اس وادی میں پہلی بار سیر کے لیے آئے ہیں...ہم نے

سوچا... معلوم کر لیں ، یہاں ہمیں کیا قانونی سہولتیں حاصل ہیں یا ہم پر کیا پابندیاں ہیں۔" پروفیسر داؤد نے صاف اور سیدھے لہجے میں کہا۔

اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی... شاید آج تک کسی نے اس سے اس پہلو سے بات نہیں کی تھی...یہاں تو مسافر لوگ شاید بس ہوٹلوں کی شکایات لگانے کے لیے آتے تھے اور اسی لیے مجبور ہو کر بے چارے انسپکٹر جلال دین کو بورڈ لگانا پڑا:

"آپ کی بات سن کر حیرت ہوئی... خوشی بھی ہوئی... آپ پہلے آدمی نظر آتے ہیں ، اس لیے میں آپ کو خبردار کیے دیتا ہوں... کسی ہوٹل میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں... وقت ضائع ہوگا... تمام ہوٹل بک ہیں... آپ سیدھے خیموں کی طرف چلے جائیں... شاید آپ کو چند خیمے خالی مل جائیں... آپ یہاں کسی بھی معاملے میں قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں... نہ کسی سے لڑیں جھگڑیں... ورنہ نقصان میں آپ رہیں... یہاں بڑے بڑے ہوٹل ہیں... لیکن ان سب میں لوگوں کے ساتھ ناانصافیاں ہوتی ہیں۔اب آپ کہیں گے ... تو پھر پولیس یہاں کیا کام کرتی ہے... جواب اس کا یہ ہے کہ پولیس کو کوئی اپنا کام کرتے نہیں دیکھ سکتا

Uploaded By Nadeem

... ہم ہوٹلوں کے معاملات میں دخل دیتے ہیں... تو اسی وقت ان لوگوں کے وکیل عدالت کا رخ کر لیتے ہیں اور الٹا ہمیں عدالت میں طلب کر لیتے ہیں ... اب ہم اپنا کام کریں یا عدالتوں میں پیشیاں بھگتیں...اس لیے میں نے لکھ کر لگا دیا ہے ... لوگ جانیں... ہوٹل جانیں...اب رہی یہ بات کہ آپ کو یہاں کیا قانونی سہولتیں حاصل ہیں ... تو جو عوام کو حاصل ہیں ، وہی آپ کو حاصل ہیں... جو پابندیاں دوسروں پر عائد ہیں ، وہی آپ پر عائد ہیں... مطلب یہ کہ کوشش کریں... قانون سے نہ الجھیں۔"

"یہ کوشش تو ہماری گھٹی میں پڑی ہے۔" فاروق نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ہمیں بچپن سے ہی تعلیم دی گئی ہے کہ قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا۔قانون کے محافظوں سے نہیں الجھنا۔"

"تب آپ بہت اچھے لوگ ہیں... مجھے آپ سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔"

"اب آپ ہماری ہوٹلوں کے بارے میں رہنمائی فرما دیں۔"

"ہاں ہاں ضرور کیوں نہیں...پوچھیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔"

"اگر ہم پہلے یہاں کسی ہوٹل میں کمرے بک کرائیں... اور

یہاں آنے پر معلوم ہو کہ وہ کمرے کسی اور کو دے دیئے گئے ہیں... تو اس سلسلے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔" محمود نے پرسکون انداز میں کہا۔

"لیکن آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں... آپ کے ساتھ تو یہ معاملہ پیش نہیں آیا۔"

"ہم نے سنا ہے کہ ایسے معاملات یہاں پیش آتے رہتے ہیں۔"

ہاں! یہ ٹھیک ہے ... لیکن یہاں جب کسی کو ایسا کوئی معاملہ پیش آجاتا ہے تو بس صبر کرنا پڑتا ہے ... کیونکہ یہاں کچھ نہیں ہوسکتا۔"

"آپ بھی ایسے معاملات میں کچھ نہیں کر سکتے۔"

"جی نہیں... ہمیں افسران بالا کی ہدایات یہ ہیں کہ یہ معاملہ ہم اپنے ہاتھ میں نہیں لیں گے ، گاہک جانیں ہوٹل والے جانے ...۔"

"جی ہاں! وہ ہم نے پڑھا ہے ... آپ کا بہت بہت شکریہ ... آپ نے ہمیں نیک مشورہ دیا، ورنہ ہم بلاوجہ ادھر ادھر بھٹکتے رہتے... اب آپ کا ہم لوگوں کے لیے مشورہ یہ ہے کہ ہم سیدھے

Uploaded By Nadeem

خیموں کی طرف چلے جائیں۔"

"ہاں! ورنہ ایک دو دن بعد تو یہاں خیمے بھی نہیں ملیں گے۔"

"آخر کیا وجہ ہے ... یہاں اتنا رش کیوں ہوتا ہے۔"

"آپ رات کو یہاں پہنچے ہیں...اور غالباً پہلی بار آئے ہیں۔" اس نے کہا۔

"جی ہاں یہی بات ہے۔" محمود نے جلدی سے کہا۔

"ابھی آپ نے اس وادی کا حسن نہیں دیکھا... حسین ترین وادیوں میں سے یہ شاید سب سے پہلے نمبر پر ہے۔"

آپ کا شکریہ۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

انہوں نے گرم جوشی سے اس سے ہاتھ ملایا اور باہر نکل آئے۔ اب ان کی گاڑی پھر خیموں کی طرف جا رہی تھی:

"یہ ترکیب بہت خوب رہی ... معلومات حاصل ہو گئیں اور انسپکٹر جلال دین کا پارہ نہیں چڑھا ... ویسے میرا خیال ہے ... وہ اپنی حد تک اچھا آدمی ہے... ہوٹلوں کے مالکان پولیس کے اور افسران سے مل کر چکر چلا رہے ہیں۔"

"تو کیا ہم ان چکروں کے لیے یہاں آئے ہیں۔"

"صرف ان چکروں کے لیے تو وزیر اعظم صاحب خاص طور

پر ہمیں نہیں بھیج سکتے ... سننے میں تو یہ آیا ہے کہ اس وادی میں پراسرار سرگرمیاں نوٹ کی گئی ہیں۔"

"خیر... دیکھا جائے گا... اب آ جو گئے ہیں تو ہوٹلوں کے معاملے کو بھی دیکھ لیں گے۔ سیر کے لیے آنے والے نہ جانے کتنے لوگوں کے ساتھ یہاں زیادتی ہو رہی ہے ... اگر اس کا بھی علاج ہو جائے تو کیا بُرا ہے۔"

"بالکل ٹھیک ... اب ہم بہت تھک چکے ہیں... خیموں میں چل کر آرام ہی کرنا بہتر ہوگا... صبح سے اپنا کام شروع کریں گے۔" خان رحمان بولے۔

انہوں نے سر ہلا دیے ... خیموں کی طرف ان کا سفر جاری رہا... خیموں میں پہنچے تو باقی سب لوگ گہری نیند میں تھے... ظاہر ہے، ایک بہت طویل سفر کیا تھا سب نے ...وہ بھی لیٹتے ہی نیند کی وادی میں چلے گئے... موبائل پر الارم نہ لگے ہوتے تو صبح کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ انہوں نے نماز ادا کی اور اللہ کا شکر ادا کیا ... پھر سب لوگ صبح کی سیر کے لیے نکل کھڑے ہوئے... خواتین نے بھی صبح کی سیر کی ٹھانی تھی... وہیں سے ہوٹل سہارا میں ناشتے کا پروگرام بنایا گیا تھا ...اس دوران محمود نے اپنے والد کا نمبر دوبارہ

Uploaded By Nadeem

ملایا، لیکن نمبر بند تھا... وہ مسکرا دیئے... انسپکٹر جمشید بھی جب بھی ایسا کرتے تھے... بلاوجہ نہیں کرتے تھے... کسی وجہ سے پسِ پردہ چلے جاتے تھے۔ حال ہی میں ان کو جنرل عابد شیرازی والے معاملے میں بھی ایسا ہی کرنا پڑا تھا۔ (واردات کا اسرار پڑھئے)

اب انہیں راستے کا تو پتا نہیں تھا... اپنی گاڑی پر پہلے خیموں کی بستی سے باہر نکل آئے تھے... پھر ایک گہری وادی کو دیکھ کر گاڑی سڑک کے کنارے کھڑی کی اور وادی میں اتر گئے کہ چلو سیر اس وادی کی ہو جائے۔

وہ وادی پیالہ نما تھی... ایسی پیالے نما وادیاں اس وقت وجود میں آتی ہیں جب شہاب ثاقب زمین سے ٹکراتے ہیں... دراصل شہاب ثاقب ٹکرانے سے زمین میں بالکل گولائی میں کئی کئی کلومیٹر چوڑے گڑھے پڑ جاتے ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ درخت اور پودے اگنے کے سبب وادی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں...

اس کے چاروں طرف گولائی ہی میں اونچے اور لمبے درخت تھے... ان درختوں پر سرخ رنگ کے بڑے پتوں والے پھول لہلہا رہے تھے... ان پر اگنے والی جھاڑیاں اور خود رو پودوں کا رنگ جامنی تھا۔ ابھی وہ نیچے اتر رہے تھے کہ انہوں نے چند لڑکوں کو

تیزی سے دوڑتے دیکھا... وہ بہت تیزی سے دوڑ رہے تھے۔ جلد ہی انھوں نے پانچ چھ لمبے تڑنگے لوگوں کو بھی دوڑتے دیکھا... وہ آگے پیچھے دوڑ رہے تھے:

"دوڑ کا یہ مقابلہ بہت دلچسپ ہے... یعنی بڑی عمر کے لوگوں کا مقابلہ بچوں سے ہو رہا ہے... امید ہے کہ مقابلہ بچے جیت جائیں گے۔" پروفیسر داؤد نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں واقعی بہت مزے دار مقابلہ ہے... آگے چل کر دیکھتے ہیں، بلکہ اگر یہ بچے جیت گئے تو ہم انہیں انعام بھی دیں گے۔"

دوڑ کا مقابلہ زور شور سے جاری تھا... درمیانی فاصلہ کسی طرح کم نہیں ہو رہا تھا... بڑی پارٹی چھوٹی پارٹی سے ہر لمحے دور ہوتی جا رہی تھی۔ ایسے میں ان میں سے ایک اچانک جھکا... اس نے ایک پتھر اٹھایا اور ان لڑکوں کی طرف پھینک مارا... جونہی اس نے ایسا کیا۔ ان سب کے منہ سے مارے حیرت اور خوف کے نکلا:

"ارے! یہ کیا... یہ دوڑ کا مقابلہ نہیں... خونی بھاگ دوڑ ہے۔" محمود چلا اٹھا۔

"خ... خ... خ۔" فاروق لگا ہکلانے۔

"کیا ہو گیا ہے بھائی... خیر تو ہے۔" محمود جھلا اٹھا۔

Uploaded By Nadeem

''میرا مطلب ہے ... یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔''

''پڑھ چکی ہوں میں اس نام کا ناول...''

''اچھا بس... جب دیکھو... یہ تو ناول کا نام ہوسکتا ہے کی لگی رہتی ہے... ادھر یہ لوگ لگتا ہے... ان لڑکوں کو ویسے ہی جان سے مار ڈالنا چاہتے ہیں... ارے باپ رے۔ اب دوسرے نے پتھر اٹھایا ہے ... پہلا پتھر تو خالی گیا تھا... کہیں یہ ان میں سے کسی کے لگ نہ جائے ... انہیں خبردار کرنا چاہیے... اے لڑکو... خبردار وہ پتھر مار رہے ہیں۔'' محمود کی آواز گونج اٹھی ... اس کی آواز نے جہاں ان بڑی عمر کے لوگوں کو چونکایا... وہیں ان چاروں کو بھی بڑی طرح اچھل پڑنے پر مجبور کر دیا۔ وہ بھڑک کر اور تیز دوڑے... لیکن اب ان کا رخ اچانک ان کی طرف ہو چکا تھا... پھر جونہی ان کے چہرے ان کی طرف ہوئے، وہ بہت زور سے چونکے، ان کے منہ سے ایک ساتھ زور دار آواز میں نکلا:

''ارے! یہ کیا!!!''

☆☆☆☆☆

یہ نہیں ہوگا

''ارے باپ رے ...یہ...یہ تو اپنے شوکی برادرز ہیں۔'' پروفیسر داؤد کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''بالکل۔'' خان رحمان پر جوش انداز میں بولے۔

اب چونکہ وہ ان کی طرف مڑ گئے تھے اور لحہ بہ لحہ ان سے نزدیک ہوتے جا رہے تھے ... اس لیے ان کا تعاقب کرنے والے بھی ان کی طرف بڑھے چلے آرہے تھے اور اب درمیانی فاصلہ لحہ بہ لحہ کم ہو رہا تھا۔

پھر شوکی برادرز ان کے نزدیک پہنچ گئے ... وہ قدرے ہانپ رہے تھے:

''السلام علیکم۔'' انہوں نے ہانپتے ہوئے کہا۔

''بھئی پہلے ہانپ تو لو۔'' فاروق بولا۔

''لو اور سنو ... کہہ رہے ہیں پہلے ہانپ تو لو۔'' آفتاب نے

Uploaded By Nadeem

جل کر کہا۔

''یہ کن لوگوں کو پیچھے لگائے پھر رہے ہو تم لوگ۔'' محمود نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

''ارے باپ رے ... وہ نزدیک آ گئے۔''

''تم لوگ ہمارے پیچھے آجاؤ...'' فرزانہ جلدی سے بولی۔

انہوں نے ایسا ہی کیا... ان کی اوٹ میں ہو گئے... پانچوں افراد تیر کی طرح ان کی طرف اڑے چلے آ رہے تھے ... نزدیک پہنچتے ہی وہ ایک جھٹکے سے رکے۔ ان میں سے ایک چلایا:

''کہاں گئے وہ۔''

''ہمارے پیچھے ہیں۔''

یہ سنتے ہی وہ دوڑ کر ان کے پیچھے آ گئے... انہوں نے ساتھ ساتھ اپنا رخ پھیر لیا ... اور شوکی برادرز بھی ان کے ساتھ چکر کھا گئے:

''یہ کیا ... تم درمیان سے ہٹ جاؤ... ورنہ ہم تمہارا بھی بڑا حشر کریں گے۔'' ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔

''معاملہ کیا ہے ... آپ کیوں ان بچوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔'' خان رحمان بولے۔

''ہٹو تم ایک طرف۔'' ان میں سے ایک آگے بڑھ آیا۔

''اور اگر ہم ایک طرف نہ ہٹے۔''

''اس صورت میں تم بھی مار کھاؤ گے۔''

''ان بے چاروں کا قصور کیا ہے ... کیا انہیں آپ کی کچھ رقم دینی ہے... اگر یہ بات ہے تو ہم وہ رقم ادا کر دیتے ہیں۔''

''تم درمیان سے ہٹ جاؤ ... ہم جانیں ... یہ جانیں۔''

''یہ تو اس صورت میں بھی ممکن نہیں تھا ... جب یہ ہمارے لیے اجنبی ہوتے ... اب جب کہ یہ ہمارے ساتھی نکل آئے ہیں تو بھلا ہم کیسے درمیان سے ہٹ جائیں۔''

''کیا مطلب ... ساتھی نکل آئے ہیں۔'' ان میں سے ایک نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں! اللہ کی مہربانی سے ... لہٰذا اب پہلے آپ بات بتائیں... اگر ان کی غلطی ہو تو یہ بھی اور ہم بھی آپ سے معافی مانگیں گے اور اگر ان لوگوں نے آپ کا کوئی نقصان کیا ہے تو ہم آپ کا نقصان پورا کر دیں گے ... فرمایئے۔''

''نہیں بس... تم درمیان سے ہٹ جاؤ... ورنہ ہم تم سے بھی وہی سلوک کریں گے جو ان لوگوں سے کرنے والے تھے۔''

Uploaded By Nadeem

"انکل ! اب کیا کریں... یہ لوگ تو بات نہیں سن رہے۔" محمود نے بے چارگی کے عالم میں ان سے کہا۔

"ہم شوکی سے پوچھ لیتے ہیں ... ہاں شوکی... بتاؤ... یہ معاملہ کیا ہے... یہ لوگ کیوں تم لوگوں کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔"

"ہم نے ان کی بھینس چرالی ہے۔" آفتاب جل کر بولا۔

"ہائیں شوکی... تم نے یہ کام کب سے شروع کر دیا۔"

"جب سے اس وادی میں آئے ہیں ...ویسے یہ۔"

"اے خبردار ! ہم تم لوگوں کے نوکر ہیں کیا ... یعنی ہم کھڑے رہے اور یہ نواب صاحب اپنی باتیں کر رہے ہیں... یا تو ان لوگوں کو ہمارے حوالے کر دو یا پھر مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"ٹھیک ہے... ہم مقابلہ کر لیتے ہیں ... انہیں تم لوگوں کے حوالے نہیں کرتے۔" فاروق مسکرایا۔

"نن نہیں ... یہ... یہ بہت خطرناک ہیں... اسی لیے تو ہم بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔" شوکی نے گویا انہیں خبردار کیا۔

"تم تو ہو ہی بزدل کہیں کے۔" فرزانہ جھلا اٹھی۔

"کہیں کے سے کیا مراد ..." فاروق نے پوچھا۔

"محاورۃً کہہ گئی... جیسے کہتے ہیں نا احمق کہیں کے ... پاگل کہیں کے، الو کہیں کے ..." فرزانہ نے کہنا شروع کیا۔

"بس بس ... کیا کہیں کے کہیں کے لگا رکھی ہے۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"یہ لوگ یوں نہیں مانیں گے۔"

ان میں سے ایک نے کہا اور وحشیانہ انداز میں ان کی طرف جھپٹے... وہ بوکھلا کر ادھر ادھر ہو گئے۔ان کے ساتھ ہی شوکی برادرز بھی ادھر ادھر لڑھک گئے ... اب جو حملہ آوروں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ ان میں کوئی بھی نظر نہ آیا:

"یہ کیا... کہاں چلے گئے یہ لوگ۔"

"درختوں کے پیچھے چھپ گئے ہیں، لیکن یہ نہیں جانتے ... یہ وادی، ہماری وادی ہے ... ان کی نہیں ... یہاں کے درخت بھی انہیں پناہ نہیں دے سکتے... ابھی تماشہ دکھاتے ہیں۔" ان میں سے ایک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک چیخ ماری ... یہ چیخ بہت لمبی تھی۔

"بہت عجیب سی چیخ تھی... لمبی سی اور کانوں کے پردے

Uploaded By Nadeem

پھاڑتی ہوئی سی ... ایسی چیخیں عام طور پر ریڈ انڈین مارا کرتے ہیں... انہوں نے عام طور پر اشارات مقرر کیے ہوتے ہیں... ان چیخوں سے وہ اشارات کا کام لیتے ہیں۔'' محمود نے بڑ بڑانے کے انداز میں کہا۔وہ ایک درخت کے پیچھے اوٹ لیے ہوئے تھے جب کہ باقی سب نے بھی ایک ایک درخت کے پیچھے اوٹ لی ہوئی تھی۔

'' ہو گی ہمیں کیا ... چیخ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑنے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

'' اوہو ... یہ...یہ میں کیا سن رہی ہوں۔'' فرزانہ کے لہجے میں بلا کا خوف در آیا۔

''جو سن رہی ہو، ہمیں بھی سنا دو ... بڑے کانوں والی۔'' فاروق جل گیا۔

'' دھمک ... بہت سے لوگوں کے دوڑتے قدموں کی دھمک۔''

'' ارے باپ رے ... کہیں یہ لوگ ہمیں واقعی نہ گھیر لیں... اور ہم باتیں کرتے رہ جائیں۔''

'' اور مزے کی بات یہ ہے کہ دھمک اس طرف سے آرہی ہے ... جس طرف ہماری کمریں ہیں... گویا اب ہم ان لوگوں کے

درمیان میں آ جائیں گے ...'' فرزانہ بولی۔

'' چلو پھر ایسا کرتے ہیں... تیل دیکھتے ہیں، تیل کی دھار دیکھتے ہیں...ابھی ہمیں یہ بھی تو معلوم نہیں کہ یہ چکر کیا ہے... یہ لوگ کیوں شوکی برادرز کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔''

'' تب پھر ان لوگوں کے سامنے آجاتے ہیں۔'' خان رحمان نے مشورہ دیا۔

''ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔''

اور وہ درختوں کی اوٹ سے نکل کر ان لوگوں کے سامنے آگئے۔ اس پر انہوں نے زور دار قہقہہ لگایا...خوب ہنسنے کے بعد ان میں سے ایک نے کہا:

'' کیوں... اب کیوں آئے سامنے۔''

''بس! ہم نے سوچا کیوں لڑائی بھڑائی والے کام کریں ... آپس میں بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔''

'' بٹھائیں گے تو ہم تم لوگوں کو ایسا کہ یاد ہی کرو گے۔'' دوسرے نے وحشیانہ انداز میں کہا ... یوں شکل صورت کے اعتبار سے وہ چھٹے ہوئے غنڈے لگ رہے تھے اور ان کے چہروں پر پہلے ہی وحشت طاری تھی۔

Uploaded By Nadeem

عین اسی وقت دوڑتے قدموں کی آواز واضح ہو گئی... انہوں نے مڑکر دیکھا تو تیس کے قریب مسلح افراد اپنا اسلحہ لہراتے چلے آرہے تھے:

"حد ہوگئی... ہے کوئی تک ... بھلا اتنے سارے مسلح لوگوں کو بلانے کی کیا ضرورت تھی ... وہ بھی غریبوں اور نہتوں کے مقابلے کے لیے ... تف ہے ان پر۔" فاروق نے بڑی بوڑھیوں کے انداز میں کہا۔

"اب کہو... کیا کہتے ہو۔" وہی غرایا۔

"اب ہم کیا کہیں گے ... اب تو بس آپ ہی کہیں گے۔"

"بس نکل گئی ہوا... اب اپنے دوستوں کو ہمارے حوالے کر دو اور تم درمیان سے ہٹ جاؤ۔"

"شوکی برادرز ... تم ان کے حوالے ہو جاؤ۔" فاروق نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"کیا کہا ... ہم ان کے حوالے ہوجائیں ... یہ کیا بات ہوئی۔" آفتاب نے چیخ کر کہا۔

"میرا مطلب ہے ... ہم تمہیں ان کے حوالے کیوں کریں۔تم خود ان کی طرف چلے جاؤ۔"

"سنا تم نے ... یہ ہیں وہ ہمارے ہمدرد... توبہ ہے ان سے، آؤ بھئی۔" شوکی نے جلے کٹے لہجے میں کہا اور ان لوگوں کی طرف قدم اٹھانے لگا۔

"لیکن ہم ان لوگوں کو بھی کیوں جانے دیں..." ان میں سے ایک نے کہا۔

"اوہ ہاں! بالکل ٹھیک ... اب ... اب تم بھی نہیں جاؤ گے ... تم بھی ان کے ساتھ اب ہمارے حوالے ہو ... ایک جگہ جمع ہو جاؤ۔"

"کک... لگتا ہے ... ہمارا اچار ڈالیں گے۔" شوکی نے تھرتھر کانپتی آواز میں کہا۔

"کانپنے کی ضرورت نہیں ..." محمود نے انہیں گھورا۔

"پہلے ہی کیوں نہیں بتایا تھا..." اشفاق بڑا مان گیا۔

"کیا نہیں بتایا تھا... پہلے۔" محمود اس کی طرف مڑا۔

"یہ کہ کانپنے کی ضرورت نہیں۔"

"چلو اب تو بتا دیا۔" فاروق نے بڑا سا منہ بنایا۔

"سنا تم نے ... اب چونکہ ان لوگوں نے بتادیا ہے اس لیے کانپنے کی ضرورت نہیں۔" شوکی نے اپنے تینوں بھائیوں سے کہا۔

Uploaded By Nadeem

"اچھا بھائی جان ... یہ لیں۔"

اوران کا کانپنا بند ہوگیا۔

"کیا یہ لوگ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"پتا نہیں ... بتانا بھئی۔" دوسرا بولا۔

"کیا بتانا۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ کہ تم لوگ ہمارا مذاق تو نہیں اڑا رہے۔"

"یہ ہم کن باتوں میں الجھ گئے ... لے چلو انہیں بڑھیا کے پاس۔"

"بڑھیا ... کون بڑھیا۔" مارے حیرت کے محمود کے منہ سے نکلا۔

"یہ بڑھیا یہاں کہاں سے نکل آئی ہے۔" فاروق بولا۔

"شوکی بھائی... تمہیں پتا ہے کچھ۔"

"انہیں پتا نہیں ہو گا تو اور کسے پتا ہوگا ... سارے معاملے کے کرتا دھرتا تو بنے پھر رہے ہیں۔" فاروق نے جل بھن کر کہا۔

"اب یہ لوگ ہمیں وہاں لے کر جا ہی رہے ہیں ... ساری بات وہیں سامنے آ جائے گی۔" شوکی نے منہ بنایا۔

"ٹھیک ہے ..."

اب ان لوگوں نے انہیں اپنے درمیان میں لے لیا... اور ایک سمت میں بڑھنے لگے ... انہیں کافی دور تک پیدل چلنا پڑا ... پھر چند ٹوٹے پھوٹے گھر نظر آنے لگے:

"وہ رہے بڑھیا کے گھر۔" غنڈوں میں سے ایک نے ہنس کر کہا۔

"بڑھیا کے گھر... کیا مطلب؟" فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ہاں! بڑھیا کے گھر... لیکن یہ کسی ناول کا نام نہیں ہوسکتا۔" محمود نے آنکھیں نکالیں۔

"تت... تو... میں نے کب کہا۔" فاروق بوکھلا اٹھا۔

"یہ گھر ایک بڑھیا کے ہیں۔" شوکی نے بتانا شروع کیا۔

"تم چپ رہو۔" ان میں سے ایک غرایا۔

"اچھی بات ہے ... پھر آپ بتا دیں۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"چپ۔" وہ چلا اٹھا۔

فاروق نے ہونٹ مضبوطی سے بھینچ لیے... اس طرح اس کا

Uploaded By Nadeem

منہ عجیب سا بن گیا ... انہیں اس کے حلیے کو دیکھ کر ہنسی آگئی ادھر ان میں سے ایک اس وقت تک بڑھیا کے ایک گھر کے دروازے تک پہنچ گیا تھا ... اس نے خوفناک انداز میں دستک دی

" نکل باہر ... بڑھیا ... لے آئے ہیں ہم پکڑ کر تیرے ہمدردوں کو ... بلکہ اب تو ان ہمدردوں میں اور بھی اضافہ ہوگیا ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے پھر دروازے پر ہاتھ دے مارا... مارے حیرت کے ان کا بڑا حال تھا... کیونکہ ابھی تک انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ سب ہے کیا ... آخر دروازہ کھلا اور ایک بہت بوڑھی عورت نے دروازہ کھول دیا... وہ پرسکون انداز میں کھڑی نظر آئی... اس کے چہرے پر نہ تو گھبراہٹ تھی... نہ آنکھوں میں خوف... اس دوران انہوں نے ان تین گھروں کا جائزہ لے ڈالا... یہ چھوٹے چھوٹے اور کچے پکے سے تین گھر تھے :

" یہ دیکھو ہم ان لوگوں کو پکڑ لائے ... اب تمہارے سامنے ان کا وہ حشر کریں گے کہ آئندہ تم ایسا کوئی کام نہیں کر سکو گی۔"

"نن ... نہیں ... نہیں... انہیں کچھ نہ کہو... یہ ... یہ بہت معصوم بچے ہیں ۔ بہت شریف ہیں... ان کا کوئی قصور نہیں،

قصور تو میرا اپنا ہے... جو سزا دینی ہے ... مجھے دو۔"

بڑھیا کی آنکھوں میں آنسو آگئے... پھر وہ باقاعدہ رونے لگی... اب تو انہیں اس پر خوب ترس آیا... محمود جلدی سے بولا:

" کیا چکر ہے شوکی ... جلدی بتاؤ۔"

" یہ گھر اس بڑھیا کے ہیں... جب کچھ لوگوں کو ہوٹلوں میں جگہ نہیں ملتی ... اور خیموں میں بھی جگہ نہیں ملتی ... یا خیمے لوگوں کو بہت بڑے لگتے ہیں تو کچھ لوگ ان گھروں کی طرف بھی آنکلتے ہیں... وہ کوشش کرتے ہیں ... یہ مکان انہیں کرائے پر مل جائیں... بس بات تو صرف اتنی سی ہے ... یہ غریب بڑھیا ان بے چاروں کو مکان کرائے پر دیتی ہے ... لیکن جن لوگوں نے خیمے بنا رکھے ہیں... وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے ... وہ چاہتے ہیں ... بڑھیا اپنے مکان کرائے پر نہ دے ... بس بات صرف اتنی سی ہے ... ہم جگہ کی تلاش میں اس طرف نکل آئے تھے... بڑھیا نے چوری چھپے اپنا ایک مکان ہم لوگوں کو دے دیا... بس اب یہ ہم لوگوں کو مار ڈالنے پر تل گئے ہیں۔"

" کیا کہا ... جان سے مار ڈالنا چاہتے ہیں یہ لوگ۔" خان رحمان نے مارے حیرت کے کہا۔

Uploaded By Nadeem

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"لیکن! ان لوگوں کا اس سے کیا فائدہ ہوگا۔" خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"اصل میں یہ لوگ چاہتے ہیں... بڑھیا اپنے یہ تینوں مکان ان کے ہاتھ فروخت کر دے۔ یہ لوگ اس میدان کا باقی حصہ خرید چکے ہیں اور چاہتے ہیں بڑھیا کے مکان بھی انہیں مل جائیں... تاکہ گرا کر اس میدان کو بھی خیمہ بستی بنا لیں۔"

"خ... خیمہ بستی؟" فاروق کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"خ خیمہ نہیں... صرف خیمہ بستی۔" آفتاب نے جلدی سے کہا۔

فاروق نے اسے تیز نظروں سے گھورا... پھر ان لوگوں کی طرف مڑتے ہوئے بولا:

"کیوں دوستو! یہی بات ہے۔"

"ہاں! یہی بات ہے... اور بڑھیا کو یہ مکانات ہمارے ہاتھوں فروخت کرنا ہی ہوں گے۔"

"اماں! آپ کیا کہتی ہیں۔" محمود نے ایسے انداز میں کہا،

جیسے اس غنڈے کی بات اس نے سنی ہی نہیں۔"

"مم... میں اپنے یہ گھر فروخت نہیں کرنا چاہتی ... یہ میرے باپ دادا نے بنائے تھے... زمین خرید کر ...پھر ماں باپ بھی یہاں رہتے رہے اور میں بھی۔ ان کے بعد یہ مجھے مل گئے ... کیونکہ اپنے ماں باپ کی میں ایک ہی اولاد تھی۔ تفریحی مقام تو یہ بعد میں بنا... وادی پہلے سے چلی آرہی ہے ... لیکن دس بارہ سال سے یہ کچھ بہت ہی خاص وادی بن گئی ... جسے دیکھو... بس چلا آرہا ہے... اس طرح یہاں کے تمام ہوٹل بھرنے لگ گئے۔ جب ہوٹلوں میں جگہ ملنا بند ہوگئی تو یہاں غنڈہ قسم کے لوگوں نے خالی جگہوں پر قبضہ کر لیا ... ان پر خیمے لگا لئے.. اب وہ خیمے کرائے پر دے کر ان گنت دولت کماتے ہیں... ظاہر ہے... اس میں سے حصہ سرکاری لوگوں کو بھی دیتے ہوں گے ... یا جو بھی ہے ... اب یہ لوگ یہاں بھی خیمہ بستی قائم کرنا چاہتے ہیں ... اس سلسلے میں میرے مکانات خریدنا چاہتے ہیں... میں بیچنا نہیں چاہتی... بس یہ ہے میرا اور ان کا جھگڑا۔ اب یہ کہتے ہیں... مکان کرائے پر بھی نہ دو ... میں ہوں غریب سی عورت، ذریعہ معاش کوئی ہے نہیں ... ان حالات میں چوری چھپے مکان کرائے پر دیتی ہوں... اسی طرح

Uploaded By Nadeem

ان چار بھلے لوگوں کو دے دیا تھا... ان بے چاروں کو کہیں جگہ مل نہیں رہی تھی... ان لوگوں کو پتا لگ گیا ... بس آگئے مجھے مارنے...ایسے میں یہ درمیان میں آگئے تو انہیں مارنے کے لیے جھپٹے... یہ بھاگ کھڑے ہوئے۔بس یہ ہے کل کہانی۔'' بڑھیا یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گی۔

''کیوں جناب! کیا یہی ہے کہانی۔''

''ہاں! اور اب کہانی میں تم لوگ شامل ہوگئے...لہٰذا جو حشر ہم ان کا کریں گے ... وہی تم لوگوں کا کریں گے۔''

''اور ہمارے پاس اس سے بھی بہتر ایک بات ہے۔'' خان رحمان بولے۔

''اور وہ کیا؟''

''تم لوگ ان مکانوں کے اردگرد اپنے خیمے بنا لو ... تم ان خیموں کو کرائے پر دیتے رہو...اس غریب کے پاس تو بس یہ تین مکان ہیں... اس میں کتنے کرائے دار آکر ٹھہریں گے بھلا ... تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا... لہٰذا انہیں بھی جینے دو اور خود بھی جیو... کیا سمجھے۔''

''یہ کیا بات ہوئی ... ہم اپنے خیموں کی قطاریں خراب نہیں

کر سکتے... خیمے ایک ترتیب سے اور قطاروں میں قائم کیے جاتے ہیں ... لہٰذا بڑھیا کو یہ تینوں مکان بیچنے ہوں گے۔''

''اب تو پھر یہ نہیں ہو گا... کیوں انکل۔'' اس نے خان رحمان اور پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا۔

''بالکل ٹھیک۔'' دونوں ایک ساتھ بولے۔

''کیا کہا اب تو ...یہ نہیں ہوگا۔'' ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔

ساتھ ہی کوئی چیز اس کے سر سے ٹکرائی:

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

پتھر مارنے والا

اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی... ایک پتھر اس کے
سے ٹکرایا تھا... وہ سر پکڑ کر بیٹھتا چلا گیا... انہوں نے دونوں
ہاتھوں کے درمیان سے خون بہہ کر چہرے کی طرف آتے دیکھا۔
"یہ... یہ تم میں سے کس نے کیا۔" اس کا ساتھی غرایا۔
"آپ کے سامنے کھڑے تھے ہم... ہم نے تو اپنی جگہ سے
حرکت بھی نہیں کی۔"
"اوہ ہاں! یہی بات ہے... پتھر اس طرف سے آیا تھا۔"
دوسرے نے فوراً کہا۔
ان کے رخ اس طرف ہو گئے... پھر وہ وحشیانہ انداز میں اس
طرف دوڑے۔ اور اندازے کے مطابق اس جگہ پہنچ کر چاروں
طرف دیکھنے لگے... لیکن وہاں کوئی بھی نہیں تھا... بوکھلا کر وہ
زخمی ساتھی کے پاس آئے... وہ اب تک اسی طرح بیٹھا تھا۔

وقت تک سورج کافی اونچا ہوگیا تھا اور دھوپ درختوں کی شاخوں
اور پتوں میں سے ہو کر ان تک پہنچ رہی تھی۔ اس کے ساتھ ٹھنڈی
ہوا بھی چل رہی تھی۔ وہ واپس اس کے نزدیک پہنچے۔ ان میں
سے ایک نے کہا:
"تارے... کیا حال ہے۔"
"مجھے فوراً ہسپتال لے چلو... بڑھیا کہاں بھاگی جا رہی ہے
... پھر نبٹ لیں گے اس سے۔" اس نے تکلیف دہ آواز میں کہا۔
"اچھی بات ہے۔" یہ کہہ کر وہ ان کی طرف مڑے... وہ
پہلے ہی درختوں کی اوٹ لے چکے تھے۔
"ارے یہ کیا... یہ لوگ تو ایک بار پھر غائب ہیں۔"
"حد ہوگئی۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔"
"تم چھوڑو اس بات کو پہلے مجھے ڈاکٹر کے پاس لے چلو...
میری مرہم پٹی کراؤ... بڑھیا اور بڑھیا کے ہمدردوں سے پھر بات
کرلیں گے۔"
"ٹھہرو! ہم گاڑی یہیں لے کر آتے ہیں... تم سے کہاں چلا
جائے گا۔"
"ہاں... مجھے تو بہت زبردست چکر آرہے ہیں۔"

Uploaded By Nadeem

اور پھر ان میں سے چار دوڑتے چلے گئے ، باقی وہیں کھڑے رہے... جلد ہی وہ ایک ایمبولینس وہاں تک لے آئے... انہوں نے اپنے زخمی ساتھی کو اس میں ڈالا اور چلے گئے ۔ ساتھ ہی ان میں سے ایک نے کہا :

" ہم بہت جلد واپس آئیں گے ... اور تم سے دو دو باتیں کریں گے۔"

" لیکن دیکھ بھال کر آنا ... بلکہ سوچ سمجھ کر بھی آنا... ایسا نہ ہو ... کئی اور ناریل تڑوا بیٹھو" فاروق کی آواز لہرائی۔

" ناریل ... کیا مطلب ۔" وہ بولا ۔

"تم ناریل کا مطلب نہیں سمجھتے ... ارے بھئی کھوپڑیاں ۔"

" جس نے ہمارے ساتھی کے سر پر پتھر مارا ہے... اسے تو ہم انہیں پہاڑیوں کے درمیان ذبح کریں گے اور سب لوگ اس منظر کو دیکھیں گے۔"

" لیکن وہ تو کسی کو نظر ہی نہیں آیا اور ہم سب تمہاری نظروں کے سامنے کھڑے تھے ۔ اس بات کے گواہ تو تم خود بھی ہو ۔" محمود ہنسا۔

"ہم معلوم کر لیں گے ... ہوگا کوئی تم لوگوں کا ہمدرد ۔چلو

کلوٹے۔"

اور گاڑی چل پڑی... وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے... آخر گاڑی نظروں سے اوجھل ہوگئی:

" اب ذرا بیٹھ کر بات ہو جائے ..." محمود نے شوکی کو گھورتے ہوئے کہا۔

" پہلے اس مہربان کا شکریہ کیوں نہ ادا کر دیا جائے ... اور اس سے ملاقات بھی کر لی جائے۔" خان رحمان نے کہا ۔

" اوہ ہاں... واقعی... بھائی مہربان... آپ کون ہیں ، کہاں ہیں، مہربانی فرما کر سامنے آجائیں، ہم آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔" محمود نے ہانک لگائی ۔

اس کے الفاظ کو وادی نے بھی دہرایا ... لیکن پتھر مارنے والے کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا ۔ اس نے دوبارہ اور زور سے آواز دی... لیکن دوسری طرف سے خاموشی رہی :

" شاید وہ مہربان سامنے نہیں آنا چاہتا ... اور اسی میں بہتری ہے۔ آؤ..."

اب وہ ایک مکان میں آگئے... یہ دو دو کمروں کے مکان تھے۔ کچے پکے سے تھے ... لیکن تھے صاف ستھرے... وہ صحن میں

Uploaded By Nadeem

آ گئے... بڑھیا نے جلدی سے ایک چادر بچھا دی :

''ہاں شوکی ! اب سناؤ... پہلے تو یہ بتاؤ... تم یہاں کس لیے آئے تھے۔''

''جیسے تم آئے۔''

''ہماری کہانی تو خیر وہ نہیں ہوسکتی ... ہم تو سرکاری سطح پر آئے ہیں۔''

''اوہو اچھا... ہم سمجھے تھے ۔سیر کرنے کے لیے آئے ہیں ۔'' شوکی بولا ۔

''نہیں... لیکن پہلے تم اپنی سناؤ ۔''

''ہم سے ایک صاحب نے ملاقات کی تھی... انہوں نے اپنی ایک دکھ بھری کہانی سنائی تھی... وہ اپنے بھائی کے ساتھ یہاں آیا تھا... ایک ہوٹل میں انہوں نے ایک کمرہ کرائے پر لیا تھا ... دوسرے دن صبح ان میں سے ایک سیر کے لیے نکل گیا ... دوسرا وہیں کمرے میں سوتا رہ گیا ... وہ سیر سے واپس آیا تو کمرے میں اس کا بھائی نہیں تھا... اس نے موبائل پر رابطہ کیا... لیکن بھائی کا فون بند تھا ...اس نے سوچا... وہ سیر کے لیے گیا ہوگا ... آجائے گا... فون بند ہوگا ، اور اسے یاد نہیں ہوگا ۔''

'' تین گھنٹے گزرنے پر بھی اس کا بھائی نہ آیا... اب تو وہ پریشان ہوگیا ... پھر دوپہر ہوگئی ... اس نے ہوٹل کے منیجر سے بات کی ... اس نے کہا ، بھلا اس سلسلے میں وہ کیا کہہ سکتا ہے ... سیر کرتا دور نکل گیا ہوگا ۔ شام تک اس کی پریشانی بہت بڑھ گئی ... آخر وہ پولیس اسٹیشن چلا گیا ... اس نے رپورٹ درج کرانی چاہی ... لیکن پولیس اسٹیشن کے انچارج نے کہا... ابھی آپ خود انہیں تلاش کریں... یہاں لوگ سیر کرتے بہت دور نکل جاتے ہیں... صبح تک اگر وہ نہ آئے تو ہم رپورٹ درج کر لیں گے ۔ مرتا کیا نہ کرتا ... اس نے صبح تک انتظار کیا ...اس دوران وہ بار بار موبائل فون پر بھائی سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا رہا ... دوسری صبح پولیس اسٹیشن پہنچ گیا ...اس کے بھائی کی گم شدگی کی رپورٹ درج کرلی گئی... رات نصف گزر گئی ... پولیس نے کوئی کارروائی نہ کی... آخر وہ مایوس ہوگیا... اس نے سوچا... اپنے شہر چل کر پولیس سے رابطہ کرتا ہوں... واپس آیا... انسپکٹر کاشان اس کے علاقے کے انچارج ہیں... انہوں نے ساری کہانی سنی... اور اسے ہمارے پاس آنے کا مشورہ دیا . . . کیونکہ کالا پہاڑ میں تو انسپکٹر کاشان کچھ نہیں کر سکتے تھے... وہ ہمارے پاس آیا... اس کی

Uploaded By Nadeem

کہانی سن کر ہم نے یہاں آنے کا پروگرام بنا لیا... ہم اس کے ساتھ یہاں پہنچے... لیکن یہاں کسی ہوٹل میں کوئی کمرہ خالی نہیں تھا... وہ ہمیں ایک ہوٹل کے لان میں چھوڑ کر خیمہ حاصل کرنے نکلا... اور لوٹ کر نہ آیا... ہم وہاں بیٹھ کر کیا کرتے ... ہمارے پاس تو اتنے پیسے بھی نہیں تھے . . . اِدھر اُدھر بھٹک رہے تھے...پریشان تھے... ایسے میں ایک شریف آدمی سے ملاقات ہوگئی . . .اس نے ہمیں اس غریب عورت کے گھروں کا راستہ بتایا...یہ بہت اچھی طرح ملیں ... مکان کا کرایہ بھی بہت کم بتایا...چنانچہ ہم نے ایک مکان کرائے پر لے لیا ۔ ایک ہفتے کا کرایہ بھی انہیں دے دیا ... کرایہ لیتے وقت انہوں نے بتایا کہ آپ لوگ مکان تو لے رہے ہیں... لیکن میرے دشمن آپ کو یہاں رہنے نہیں دیں گے ...اس پر انہوں نے ان لوگوں کے بارے میں بتایا اور ابھی یہ بتا ہی رہے تھے کہ تارا اوراس کے ساتھی یہاں آگئے اور ہمیں باہر نکال لیا... اس کے بعد انہوں نے ہماری مرمت کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے تو ہم بھاگ کھڑے ہوئے ...یہ ہمارے پیچھے بھاگے ...اس کے بعد کی کہانی میں تو آپ لوگ شامل ہو گئے تھے ...'' یہاں تک کہہ کر شوکی خاموش

ہوگیا۔

'' اس کا مطلب ہے ...دوسرے بھائی کو بھی غائب کر دیا گیا ... کیا وہ کوئی مال دار لوگ ہیں۔''

'' ہاں! بہت زیادہ ... بلکہ مجھے تو معلوم ہوا ہے ، اس وادی کا رخ بہت زیادہ دولت مند لوگ ہی کرتے ۔''

''ہاں! یہ تو ہے ... تمہاری کہانی بہت پراسرار ہے شوکی...اب ہم مل کر ان دونوں بھائیوں کو تلاش کریں گے ۔''

'' ہائیں ... اور خود تمہارے کیس کا کیا ہوگا... '' شوکی نے حیران ہو کر کہا ۔

'' ابا جان وادی میں موجود ہیں...اور جہاں تک میرا خیال ہے... تارے کے سر پر وہ پتھر انہوں نے ہی مارا تھا...لہٰذا ہمارے اس کیس کو وہ دیکھ رہے ہیں۔''

'' کیا تم لوگوں کو بھی یہاں آنے پر عجیب قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے ۔''

'' ہوٹل والا معاملہ کم پراسرار نہیں۔''

'' تب پھر پہلے ہم ذرا وہ سن لیں...اس کے بعد دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے ۔''

Uploaded By Nadeem

محمود نے انہیں بھی سارے حالات تفصیل سے سنا دیے... بلکہ راستے میں خادم گڈریے والا معاملہ بھی سنا دیا... پھر وادی میں آنے پر ہوٹل کے کمروں کا چکر بھی بتا دیا... شوکی برادرز حیرت زدہ انداز میں سنتے رہے... اچانک دروازے پر زوردار دستک ہوئی۔ وہ چونک اٹھے:

"لو... آگئے ہمارے مہربان۔"

"اب ان کا کیا کریں... یہ لوگ تو پیچھا چھوڑنے کو تیار نظر نہیں آتے۔" شوکی بڑبڑایا۔

"اس کا بہترین حل یہ ہے کہ ہم ان کا پیچھا نہ چھوڑیں۔" فاروق نے فوراً کہا۔

محمود نے اسے تیز نظروں سے گھورا اور اٹھ کر دروازہ کھول دیا، کیونکہ اگر وہ دروازہ نہ کھولتا تو وہ لوگ اسے آسانی سے توڑ دیتے... دروازے بہت کمزور سے تھے۔

باہر وہی لوگ نظر آئے... البتہ ان میں تارا نہیں تھا:

"السلام علیکم... آپ کے بھائی تارے کا کیا حال ہے۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

ایک لمحے کے لیے ان کے چہروں پر حیرت کی بجلی چمکی...

کیونکہ شاید آج تک ان کے کسی دشمن نے انہیں اس طرح السلام علیکم کہہ کر مخاطب نہیں کیا تھا... پھر اس نے جھلا کر کہا:

"تم لوگوں کے زندہ بچنے کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ یہ تینوں مکان خالی کردو... ہم بڑھیا کو ان کی قیمت دے دیتے ہیں... اور یہ سب بھی ہماری مہربانی سے ہوگا... ورنہ ہم چاہیں تو زبردستی ان مکانوں پر قبضہ کر لیں۔"

"کیوں! کیا پولیس بھی اس سلسلے میں کچھ نہیں کرے گی۔"

"نہیں... نزدیک بھی نہیں آئے گی۔"

"آخر کیوں... کیا اس وادی پر ہمارے ملک کا قانون نافذ نہیں ہے۔" پروفیسر بولے۔

"ہے... لیکن راج ہم جیسوں کا ہے۔"

"اچھی بات ہے... ہم آپ لوگوں کو یہ تینوں مکان..." فاروق کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاں ہاں کہو... رک کیوں گئے۔"

"ہم تم لوگوں کو یہ مکان نہیں دے رہے... اب تم جو کر سکتے ہو کر لو۔"

"کرنا کیا ہے... تم لوگوں کو ذبح کریں گے اور اس بڑھیا کو

Uploaded By Nadeem

بھی ۔"

"شش ... شاید ۔" فاروق نے گھبرا کر کہا ۔

"شش کیا ۔"

"مم... میرا مطلب ہے ... تم لوگ اس پتھر کو بھول گئے لیکن آپ کا انچارج تارا نہیں بھولا ہوگا ۔"

"دیکھ لیں گے پتھر مارنے والے کو بھی... تم باہر نکلو۔"

وہ انہیں گھسیٹ کر کھلے میدان میں لے آئے... یہاں دور دور تک ان تینوں مکانوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا... پوری وادی ایک پیالہ نما میدان تھی... چاروں طرف پہاڑیاں ہی پہاڑیاں تھیں۔

انہوں نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں... کہیں کوئی نظر نہ آیا:

"پروفیسر انکل !اب ان لوگوں کو سبق سکھانا ہی ہوگا ۔" محمود نے گویا انہیں خبردار کیا ۔

"اوہو اچھا... میں تو تم لوگوں کے اشارے کا منتظر تھا... لو پھر دیکھو میرا کمال ۔"

"ارے لو بھئی... کیا کرنے لگے ہو ۔"

"بس کھیل تماشا ۔"

"وہ تو ہم تمہیں دکھائیں گے ۔" کلوٹا ہنسا۔

انہوں نے پھر چاروں طرف دیکھا... پھر محمود چہک کر بولا :

"آہا... وہ رہا پتھر مارنے والا ۔"

اس نے ایک طرف ہاتھ اٹھا کر بھرپور انداز میں اشارہ کیا تھا...ان سب نے چونک کر اس طرف دیکھا... اب جو وہ مڑے تو وہ سب ان کے آس پاس سے غائب تھے :

"ہائیں ... یہ لوگ پھر غچہ دے گئے ۔" کلوٹا چلایا ۔

"ابھی کیا ہے ... غچہ تو ہم تمہیں اب دیں گے ... تم بھی کیا یاد رکھو گے کسی نے غچہ دیا تھا ... پروفیسر انکل ... ذرا انہیں ایک اصل والا غچہ دے دیں۔"

"ابھی لو ۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ان کے سروں پر کوئی چیز بم کی طرح پھٹی اور وہ گرتے چلے گئے ، کیونکہ ایک ہلکی سی گیس چاروں طرف پھیل گئی تھی، جب کہ وہ لوگ پہلے ہی اس کی حد سے دور ہٹ چکے تھے :

"میدان صاف!" فاروق یہ کہتے ہوئے درخت کی اوٹ

Uploaded By Nadeem

سے نکل آیا۔

"سوال یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے۔" فرزانہ نے پریشان کے عالم میں لمبے لیٹے ہوئے لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آرام۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"لو اور سنو! انہیں ایسے میں آرام کی سوجھ ... ارے بھائی ہم انسپکٹر جلال دین کو فون کرتے ہیں ... وہ اچھے آدمی ہیں۔ سب کو حوالات میں بند کر دیں گے۔" محمود نے چونک کر کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔" ان میں سے ایک کے منہ سے نکلا۔

اور پھر محمود نے انسپکٹر جلال دین کو فون کیا ... اس کی آواز پر اس نے کہا:

"انسپکٹر جلال دین صاحب... ہم آپ کو وہی لوگ بول رہے ہیں... جن کے ساتھ ابھی آپ کا واسطہ پڑ چکا ہے۔"

"جی جی! میں نے آواز پہچان لی ہے ... فرمائیے۔"

"ہم نے کچھ لوگوں کو شکار کیا ہے۔" محمود مسکرایا۔

"کیا کہا ... شکار کیا ہے ... میں سمجھا نہیں۔"

"یہ لوگ اس وقت لمبے لیٹے ہوئے ہیں... اس سے

یہ بے ہوش ہو جائیں... آپ یہاں آ جائیں۔"

"آپ کا مطلب ہے... آپ کا کچھ لوگوں سے جھگڑا ہوا ہے۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہمارا کچھ لوگوں سے جھگڑا نہیں ہوا ... بلکہ کچھ لوگوں نے ہم سے جھگڑا کیا ہے۔" محمود نے جلدی سے کہا۔

"اچھا اچھا۔ کہاں آنا ہے۔"

انہوں نے بڑھیا سے پوچھ کر جگہ بتائی ... اور لگے انتظار کرنے... جلد ہی انسپکٹر جلال دین اپنے پندرہ بیس ماتحتوں کے ساتھ ایک بڑی گاڑی میں وہاں آ گیا، پھر جونہی اس کی نظر بے ہوش افراد پر پڑی، وہ بڑی طرح اچھلا ... اس کے منہ سے مارے خوف کے نکلا:

"ارے باپ رے ... یہ ... یہ آپ لوگوں نے کیا کیا ..."

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

گڑنگا

اسے اس حد تک خوف زدہ دیکھ کر وہ حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے:

"آپ کو کیا ہوا... خیر تو ہے۔"

"یہ... یہ گڑنگا کے آدمی ہیں۔"

"گڑنگا... کون گڑنگا۔"

"ایک پراسرار آدمی... بس یوں سمجھ لیں... اس وادی پر اس شخص کی حکومت ہے۔"

"کیا مطلب... حکومت ہے... یہ کیا بات ہوئی۔"

"وادی میں اس کے آدمی دندناتے پھرتے ہیں، جو چاہتے ہیں کرتے ہیں انہیں کوئی روکنے والا نہیں، کوئی ٹوکنے والا نہیں..."

"لیکن کیوں... آپ اس کے لوگوں کو گرفتار کریں... گڑنگا کو بھی گرفتار کریں۔ انہیں حوالات میں بند کریں اور عدالت

چلے جائیں۔"

"یہ اتنا آسان نہیں... آپ یہاں ابھی ابھی آئے ہیں اور آتے ہی بہت مشکلات میں گھر گئے ہیں... اب یہ پنگا لینے کی کیا ضرورت تھی۔" اس کا لہجہ ناخوشگوار تھا۔

"ہم نے پنگا نہیں لیا... پنگے نے ہمیں لے لیا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"یہ کیا بات ہوئی بھلا۔"

"ہم تفصیل سنا دیتے ہیں۔"

یہ کہہ کر محمود نے ساری کہانی سنا دی... اس کے خاموش ہونے پر انسپکٹر جلال دین نے سرد آہ بھری، پھر بولا:

"یہ تو آپ نے ان لوگوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے... اب آپ کے پاس ایک ہی بہترین راستہ ہے۔"

"چلیے... وہ بتا دیں۔" خان رحمان نے خوش ہو کر کہا۔

"وہ بہترین راستہ یہ ہے کہ آپ لوگ ان سب کے ہوش میں آنے سے پہلے پہلے اس وادی سے نکل جائیں... یا تو سیر کے لیے کسی اور وادی میں چلے جائیں یا واپس دارالحکومت چلے جائیں۔"

"یہ آپ نے بہترین راستہ بتایا ہے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

Uploaded By Nadeem

"میرے خیال میں تو اس سے بہتر راستہ ہو بھی نہیں سکتا۔"

"لیکن ہم لوگ اس راستے پر نہیں چل سکتے۔"

"تب پھر آپ کی مرضی، آپ جانیں... آپ کا کام جانیں۔ آپ سب لوگ ان کے ہاتھوں مارے جائیں گے ... گڑنگا اس وادی کا ہوّا ہے۔"

"آپ نے اسے گرفتار کرنے کی کوشش کی۔"

"اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں... بس وادی میں اس کا نام گونجتا ہے ... ان لوگوں کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ یہ گڑنگے کے آدمی ہیں... اول تو اب کسی کے پوچھنے یا بتانے کی ضرورت ہی نہیں... آپ ان کالروں کو دیکھ رہے ہیں ... ہر ایک کے کالر پر ایک ستارہ نظر آئے گا ...بس یہ ہے گڑنگا کی پہچان، جہاں کسی کے کالر پر نیلا ستارہ نظر آیا...لوگوں نے جان لیا کہ یہ گڑنگا کے آدمی ہیں ..."

"لیکن جناب! اس طرح تو کچھ لوگ ایسے نقلی ستارے بھی بنا کر کالر پر لگا سکتے ہیں اور اس کے بل پر غنڈہ گردی کر سکتے ہیں۔"

"ایک دفعہ ایک شخص یہ غلطی کر بیٹھا تھا ...بس اس کا بھیانک انجام اس وادی کے سب لوگوں نے دیکھ لیا اور پھر ایسی جرأت کسی

نے نہیں کی۔"

"کیا مطلب ...اس کے ساتھ کیا گیا۔"

"اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے کر نیچے گرایا گیا ... وادی کے لوگوں نے اس کی بھیانک لاش پر یہ الفاظ لکھے دیکھے تھے ... یہ ہے گڑنگا کا نقلی نشان کالر پر لگانے کا انجام ... جسے ایسی موت کی خواہش ہو ... وہ ضرور اپنے کالر پر نقلی کالا ستارہ لگائے۔بس اس کے بعد ایسی کوئی واردات نہیں ہوئی۔"

"چلئے خیر... یہ سب باتیں تو ہم مان لیں ... اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں نے جرم کیا ہے ... ہم پر قاتلانہ حملہ کیا ہے ... ہم اس حملے کا ثبوت بھی پیش کر سکتے ہیں... عدالت میں اس ثبوت کو جھٹلایا نہیں جا سکے گا۔"

"آپ نہیں جانتے ... میرے پاس فورس بہت کم ہے ... جونہی میں ان لوگوں کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کروں گا ... یہ لوگ پولیس اسٹیشن پر حملہ کر دیں گے ... بے چارے بے گناہ کانسٹیبل مارے جائیں گے اور۔"

انسپکٹر جلال دین کے الفاظ درمیان میں رہ گئے ... اسی وقت ایک جیپ آتی نظر آئی تھی:

Uploaded By Nadeem

"یہ کون آ گیا ... شاید گڑنگا نے کسی آفیسر کو بھیج دیا ہے ... اب بتائیں میں یہاں کیا کر سکوں گا۔" اس کے لہجے میں بے چارگی تھی۔

"اللہ مالک ہے۔"

ان سب کی نظریں جیپ پر جم گئیں... جیپ اونچے نیچے راستے پر کافی تیزی سے آ رہی تھی ... آخر جیپ نزدیک آ کر رک گئی، پھر اس کا دروازہ کھلا اور ایک پولیس آفیسر باہر نکلا... وہ کافی خوفناک سی شکل کا آدمی تھا:

"انسپکٹر جلال دین!" اس کا انداز سوالیہ تھا۔

"ہاں میں ہوں۔" انسپکٹر جلال دین نے فوراً کہا اور اس کی طرف بڑھ کر اس سے ہاتھ ملایا۔

"انسپکٹر جلال دین ... آپ کو یہاں سے خان والا ٹرانسفر کر دیا گیا ہے اور مجھے آپ کی جگہ مقرر کیا گیا ہے ... میں پولیس اسٹیشن گیا تھا... مجھے بتایا گیا کہ آپ ادھر آئے ہوئے ہیں... سو میں بھی یہاں آ گیا... یہ ہے ٹرانسفر کا آرڈر۔"

"کک... کیا واقعی۔" انسپکٹر جلال دین نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا۔

"خیر تو ہے ... آپ تو بہت زیادہ خوش ہو گئے۔

"میں تو اپنے اللہ سے دن رات دعائیں کرتا رہا ہوں کہ مجھے یہاں سے کہیں اور بھیج دے ... اللہ تعالیٰ نے میری سن لی ... میری مشکل آسان ہو گی۔ یہاں میری زندگی عذاب تھی... اور صاحبو... اب آپ جانیں، یہ نئے آفیسر جانیں... میں تو آج ہی یہاں سے نکل جاؤں گا۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اور آپ کا نام؟"

"مجھے انسپکٹر قائم خان تیموری کہتے ہیں۔" اس نے اکڑ کر کہا۔ انہیں اس کا اس طرح اکڑنا اچھا نہیں لگا ... لیکن وہ خاموش رہے۔ اس وقت بات کرنا مناسب نہیں تھا:

"اور یہاں کیا مسئلہ درپیش ہے ... یہ لوگ یہاں کیوں لمبے لیٹے ہیں۔ انہیں کیا ہوا۔"

"کھڑے رہ کر یہ ساری باتیں نہیں ہو سکیں گی... ہم پولیس اسٹیشن چلتے ہیں۔ وہاں میں چارج دیتے ہوئے آپ کو ساری تفصیلات سنا دوں گا۔"

"لیکن ان کا کیا کیا جائے ...انہیں ہوا کیا ہے ... اتنا تو بتا دیں۔"

Uploaded By Nadeem

انسپکٹر جلال دین نے مختصر طور پر سب کچھ بتا دیا ... گڑنگا کے بارے میں بھی بتایا:

"خیر میں ان لوگوں کو دیکھ لوں گا ... اس وقت میرے پاس ایسا انتظام نہیں کہ انہیں لے جا سکوں ... میرا عملہ تو کل تک یہاں پہنچے گا۔"

"جی ... کیا مطلب ... آپ کا عملہ۔"

"حکومت نے میرے پولیس اسٹیشن کے لیے عملہ بھی خان والا سے بھیجا ہے۔آپ کا عملہ بھی یہاں سے جائے گا ... جو یہاں سے جانا پسند نہیں کرے گا... اسے ملازمت سے فارغ کر دیا جائے گا۔"

"یہ سب تو خوشی خوشی بھاگ کر جائیں گے جناب... یہ وادی تو ہم سب کے لیے جہنم کی وادی بنی ہوئی ہے۔"

"بس تو پھر ٹھیک ہے ... ہم سب پولیس اسٹیشن چلتے ہیں... ان بے ہوش لوگوں کو بھی لے چلتے ہیں... پولیس کی تین گاڑیاں یہاں موجود ہیں، لہٰذا لاد لیتے ہیں انہیں۔"

"اتنا وزن اٹھانے کی ضرورت نہیں۔" پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" انسپکٹر قائم خان نے ان کی طرف حیران ہو کر دیکھا۔

"میں ایک دوا انہیں سنگھا دیتا ہوں... یہ فوراً ہوش میں آجائیں گے اور اپنے پیروں پر چل کر گاڑیوں پر سوار ہو جائیں گے۔"

"لیکن اس طرح انہیں قابو میں رکھنا پڑے گا ..." انسپکٹر قائم خان نے منہ بنایا۔

"اور اس طرح انہیں اٹھا اٹھا کر گاڑیوں لادنا پڑے گا۔"

"کوئی بات نہیں... یہ طریقہ محفوظ تو رہے گا نا ... ویسے آپ لوگ ہیں کون..."

"میں نے کہا نا ... ساری تفصیل پولیس اسٹیشن میں بہتر رہے گی۔"

"اچھی بات ہے۔"

اور پھر انہوں نے مل جل کر ان بے ہوش لوگوں کو گاڑیوں پر لادا اور پولیس اسٹیشن لے آئے... سب سے پہلے ان لوگوں کو حوالات میں بند کیا گیا ... پھر انسپکٹر جلال دین نے ساری کہانی سنائی... اس دوران انسپکٹر قائم خان تیموری کی نظریں بار بار ان کی طرف اٹھتی رہیں... اس کی حیرت بڑھتی رہی... آخر کہانی ختم ہونے پر اس نے کہا:

Uploaded By Nadeem

آپ لوگ حیرت انگیز ہیں... اچھے ہیں، لیکن اب آپ خود کو فوراً اس معاملے سے الگ کر لیں... اپنے خیموں کا رخ کر لیں۔"

"اور جناب اس بڑھیا کا کیا ہوگا۔"

"میں نہیں جانتا... گڑنگا کیا ہے... اس کی طاقت کتنی ہے... یہ تو اب پتا چلے گا... فی الحال تو بہتر یہ ہے کہ بڑھیا کو آپ لوگ اپنے خیمے میں رکھ لیں، جب ان لوگوں سے نبٹ لیا جائے گا... تب وہ اپنے گھروں میں آجائے... رہ گئے اس کے کرائے دار... وہ تو آپ لوگ ہی ہیں۔"

"ہم لوگ نہیں... ہمارے یہ ساتھی... لیکن خیر... ہم انہیں بھی اپنے خیموں میں لے جاتے ہیں... جانے سے پہلے ہم انسپکٹر جلال دین سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ گڑنگا ہمیں کہاں مل سکتا ہے..."

"اسے کوئی نہیں پہچانتا... وادی میں بس اس کا نام گونجتا ہے... تاہم اس کے بارے میں ایک بات بہت مشہور ہے۔" انسپکٹر جلال دین نے کہا۔

"اور وہ کیا جناب!" محمود نے فوراً کہا۔

"وہ سرکس دیکھنے کا جنون کی حد تک شوقین ہے... ہفتے میں

ایک دو بار ضرور سرکس دیکھتا ہے۔"

"سرکس... کیا اس وادی میں ان دنوں کوئی سرکس کمپنی بھی آئی ہوئی ہے۔"

"آئی ہوئی کیا... مستقل طور پر سرکس کمپنی نے یہاں جگہ خرید رکھی ہے، کیونکہ سارا سال یہاں سیر و تفریح کے لیے آنے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے... اس لیے ان کا روبار بہت زیادہ عروج پر ہے... بے تحاشہ کماتے ہیں وہ لوگ... اور یہ بات بھی ہے کہ اس سرکس میں حیرت انگیز اور خوفناک ترین کام دکھائے جاتے ہیں... بعض کھیل تو اس قدر ہولناک ہوتے ہیں کہ سب لوگ اپنے سانس تک روک لیتے ہیں... مثلاً آج بھی ایسا ایک کھیل پیش کیا جائے گا، وادی میں اس کے بڑے بڑے پوسٹر لگائے گئے ہیں۔"

"اوہ اچھا!" ان کے منہ سے نکلا۔

پھر انسپکٹر جلال دین تو اسی وقت عملے کے ساتھ وہاں سے چلتا بنا... ان کے جانے کے بعد انسپکٹر قائم خان تیموری نے محمود نے سے کہا:

"اب آپ لوگوں کا کیا پروگرام ہے۔"

"ہم پہلے تو اس بڑھیا کو اپنے خیمے میں لے جاتے ہیں...

Uploaded By Nadeem

کہیں گڑنگا کچھ اور لوگوں کو ادھر نہ بھیج دے ... اس کے بعد کہہ نہیں سکتے... کیا پروگرام ہو گا ... ویسے میرا خیال ہے ... ہم آج وہ سرکس دیکھیں گے۔"

"اچھی بات ہے ... آپ جا سکتے ہیں۔"

"اور آپ ... آپ کا عملہ تو ابھی نہیں پہنچا..."

"وہ کوئی دم میں آنے والا ہے۔"

"اور اگر عملے کے آنے سے پہلے یہاں گڑنگا کے لوگ پہنچ گئے؟"

"یہ مسئلہ بھی ہے ... آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں... میں ان سے نبٹ لوں گا... بلکہ ہوسکتا ہے... عملے کے آنے تک میں اِدھر اُدھر ہو جاؤں۔"

"یہ آپ کے حق میں بہتر رہے گا... اچھا جناب! ہم تو پھر چل دیے۔"

"شکریہ!"

وہ باہر نکل آئے۔

اب پہلے انہوں نے سب لوگوں کو خیموں میں پہنچایا اور صرف پروفیسر داؤد اور خان رحمان اور شوکی برادرز کو ساتھ لے سرکس کی

تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ گاڑی کو خان رحمان بہت آہستہ رفتار سے چلا رہے تھے ... وہ سرکس کے اشتہار کو دیکھنا چاہتے تھے۔ آخر ایک دیوار پر انہیں پوسٹر لگا نظر آ گیا، وہ بہت بڑے سائز کا تھا اور بھی بہت سے لوگ اس پوسٹر پر لکھی تحریر ذوق و شوق سے پڑھ رہے تھے۔

پوسٹر پر سرکس کے مناظر بھی بنائے گئے تھے ...وہ ان مناظر کو دیکھنے لگے ... تحریر کو پڑھنے لگے ...ایسے میں انہوں نے فرزانہ کی آواز سنی:

"حیرت ہے ... کمال ہے ..."

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

فنجا نتجا

وہ فرزانہ کی طرف مڑے :

"کون سی حیرت اور کون سے کمال کی بات کر رہی ہو۔"

"ذرا اس منظر کو دیکھو اور منظر کے ساتھ لکھی تحریر کو دیکھو۔ کنگ سرکس نے آج تک اپنی تاریخ میں ایسا کھیل پیش نہیں کیا۔ جو آج پیش کیا جا رہا ہے، پہاڑ کی چوٹی پر ایک لوہے کا راڈ زمین کے متوازی لگایا گیا ہے ... اس راڈ کا ایک سرا چوٹی پر نصب کیا گیا ہے... دوسرا سرا عین سرکس کے اس مقام کے اوپر آ گیا ہے جہاں سرکس کے حیرت انگیز کمالات دکھائے جاتے ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی سے ہمارا ایک فنکار اس راڈ سے لٹک کر اس سرے تک آئے گا۔ اس طرح آنا کوئی کم خطرناک کام نہیں ہوگا ... اگر راڈ پر ہاتھ پھسل جائیں تو فنکار سیکڑوں فٹ نیچے پتھروں پر جا کر گرے اور چکنا چور ہو جائے گا... راڈ پر اپنے ہاتھوں کے بل پر

ہوئے وہ سرے پر آئے گا۔ اب وہ سرکس رِنگ میں باندھے گئے جال کے عین اوپر ہوگا ... یہاں آ کر وہ راڈ چھوڑ دے گا اور اتنی اونچائی سے جال پر گر کر دکھائے گا ... اس قدر اونچائی سے گرنے والا شخص کشش ثقل کی وجہ سے کس قدر رفتار سے گرے گا اور کتنی قوت سے جال پر آئے گا ... یہ آپ خود سوچ سکتے ہیں ... فن کار کے مارے جانے کے پچاس فیصد امکانات موجود ہیں ... لہٰذا آج کا یہ خوفناک ترین پروگرام ضرور دیکھئے ... آپ نے زندگی میں ایسا پروگرام نہیں دیکھا ہوگا ... خود ہماری سرکس کی تاریخ میں بھی یہ کھیل پہلی اور آخری بار دکھایا جا رہا ہے ... یعنی آج کے بعد پھر یہ کھیل نہیں دکھایا جائے گا... کیونکہ کوئی فنکار اس کھیل کا مظاہرہ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا... یہ پہلا موقع ہے کہ ایک فنکار نے آخرکار ہماری پیشکش مان لی ہے.. اس کا مطالبہ بہت بڑا تھا... جو کہ سرکس کی انتظامیہ نے آخرکار مان لیا ہے ... فنکار اب مطمئن ہے ... انشاء اللہ آج شام ٹھیک چھ بجے جب کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہوگا... یہ فن کار پہاڑ کی چوٹی سے راڈ پر آ جائے گا ... یہ منظر دکھانے کے لیے خصوصی انتظامات کیے گئے ہیں... یعنی آج اس کھیل کے لیے سرکس کی حدود بہت فاصلے پر لے جائی گئی

Uploaded By Nadeem

ہے ... اور اسٹیڈیم کے انداز میں اتنے ہی بڑے پھیلاؤ میں کرسیاں رکھ دی گئی ہیں... اپنا ٹکٹ پہلی فرصت میں حاصل کرلیں... محروم رہنے کی صورت میں آپ کو ہاتھ ملنا ہوں گے... ایسا کھیل زندگی میں شاید پھر نصیب نہیں ہوگا۔''

اس اشتہار نے ان کے جسموں میں سنسنی کی لہریں دوڑا دیں... انہوں نے ایک بار پھر ان الفاظ کو پڑھا... اس شخص کے نقوش کو غور سے دیکھا، آخر محمود نے کہا:

''میری بے چینی بڑھتی جا رہی ہے ... ہمیں ابھی اور اسی وقت سرکس کی طرف جانا ہوگا۔''

ان کے ارد گرد ہجوم بڑھتا جا رہا تھا۔ پوسٹر دیکھنے والوں کی حیرت بڑھ رہی تھی... انہوں نے اس ہجوم میں سے نکلنے کی کی ... گاڑی کے پاس آئے تو فرزانہ کے منہ سے نکلا:

''شوکی برادرز شاید وہیں رہ گئے... انہوں نے ہمیں آتے ہوئے نہیں دیکھا۔''

''جاؤ فاروق! انہیں بلا لاؤ۔''

فاروق فوراً ہجوم کی طرف مڑ گیا ... لیکن جلد ہی وہ ان کے بغیر آتا نظر آیا۔ اس کے چہرے پر الجھن تھی:

''وہ ہجوم میں نہیں ہیں۔'' اس نے بتایا۔

''کیا کہا... ہاں نہیں ہیں... لیکن وہ تو پولیس اسٹیشن سے ہمارے ساتھ ہی آئے تھے... اور وہ بھی ہمارے ساتھ پوسٹر پڑھنے رک گئے تھے... اتنا ضرور ہے کہ وہ ہم سے پیچھے کھڑے تھے... پوسٹر چونکہ اونچائی پر لگا ہوا ہے، اس لیے کوئی آگے کھڑا ہو یا پیچھے ... آسانی سے پڑھ سکتا ہے۔''

''وہ ہیں بھی پیدل، زیادہ دور تو نہیں جا سکتے ... کیوں نہ ہم گاڑی پر انہیں ادھر ادھر دیکھ لیں۔''

''ٹھیک ہے ... فرزانہ بولی۔

انہوں نے جلدی جلدی گاڑی اسٹارٹ کی اور ایک سڑک پر ڈالی دی۔ کچھ دور تک دیکھ لینے کے بعد وہ واپس وہیں آئے اور اب دوسری سڑک پر دوڑ لگا دی۔ اس طرح انہوں نے دو اور سڑکیں دیکھ ڈالیں... اس جگہ پر چوراہا تھا ... بس یہ چار ہی سڑکیں نکل رہی تھیں... اور ان چاروں سڑکوں پر شوکی برادرز انہیں نظر نہیں آئے تھے:

''حیرت ہے ... کمال ہے... انہیں زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔'' گاڑی سے اترتے ہوئے فرزانہ بڑبڑائی۔

Uploaded By Nadeem

"پپ پتا نہیں۔" فاروق بولا۔

"کیا پتا نہیں۔" محمود نے اسے گھورا۔

"انہیں زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔" فاروق بولا۔

"اچھا چپ رہو ... شوکی برادرز غائب ہیں اور ان حضرت کو ادھر ادھر کی سوجھ رہی ہے۔"

"بہت بہتر! اب میں چپ رہوں گا۔" اس نے بھنا کر کہا۔

"اب کیا کیا جائے۔" فرزانہ نے باقی لوگوں کی طرف دیکھا۔

"اگر ہم شوکی برادرز کی تلاش میں نکلے ... تو سرکس والا معاملہ درمیان میں رہ جائے گا، جب کہ یہ معاملہ انتہائی خوفناک ہے ... دوسری طرف شوکی برادرز اگر خود یہاں سے غائب ہوئے ہیں تو اس کی کوئی وجہ ضرور ہو گی اور اس صورت میں ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ... اور اگر انہیں یہاں سے لے جایا گیا ہے، تب بھی ہمارے لیے یہ اتنی پریشانی کی بات نہیں، کیونکہ وہ آسان شکار نہیں ہیں۔"

"بالکل ٹھیک مشورہ ہے ... آؤ ہم سرکس کی طرف چلیں۔"

وہ گاڑی میں آ بیٹھے... ایک شخص سے انہوں نے سرکس کا

راستہ پوچھا... اس نے راستہ بتا دیا۔

اب ان کا رخ سرکس کی طرف تھا ... ابھی وہ سرکس والی جگہ سے دور تھے کہ انہیں اس کے آثار دکھائی دینے لگے ... انہیں لوہے کا وہ راڈ صاف نظر آنے لگا ... جسے پہاڑ کی چوٹی پر نصب کیا گیا تھا۔ اس راڈ کو دیکھنے کے لیے ان گنت لوگ پہاڑ کے آس پاس نظر آ رہے تھے ... گویا اس کھیل نے پوری وادی کو سنسنی کی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔

سرکس کی طرف جاتے ہوئے وہ وادی کا، وادی کے لوگوں کا... اور کاروباری مقامات کا ساتھ ساتھ جائزہ لے رہے تھے۔

وادی کے لوگ سرخ وسفید رنگ کے تھے۔ قد آور تھے ... عورتیں بھی سڑکوں پر اور کاروباری مراکز پر کثرت سے نظر آ رہی تھیں... ان کے لباس عام طور پر شلوار قمیص ہی تھے ... لیکن کچھ لوگ پینٹ وغیرہ میں بھی نظر آ رہے تھے ... اور چونکہ کافی تعداد میں لوگ سرکس کا رخ کر رہے تھے ... اس لیے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ساری بستی اسی طرف جا رہی ہے۔

وادی کی دکانیں بہت بڑی بڑی تھیں... ہر قسم کے سامان سے بھری ہوئی تھیں ... ان دکانوں پر خریداروں کا بے پناہ ہجوم تھا...

Uploaded By Nadeem

زیادہ ہجوم سونے چاندی کے زیورات کی دکانوں پر نظر آیا... یا پھر لباس کی دکانوں پر... ان کے علاوہ بھی جو دکانیں تھیں... ان پر بھی خریدار نظر آرہے تھے... یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے انہیں خرید و فروخت کے علاوہ دنیا کا کوئی کام نہ ہو... فٹ پاتھوں کے ساتھ اس قدر کاریں کھڑی نظر آرہی تھیں کہ کار پارک کرنے کی جگہ تک دکھائی نہیں دے رہی تھی اور اس کا مطلب یہ تھا کہ کار کھڑی کرنے کے لیے بہت زیادہ فاصلہ طے کرنا پڑ رہا تھا۔

وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ مقامی لوگوں کے علاوہ ہر طرف ہر قسم کے لباس نظر آئے۔ سڑکوں پر زیادہ تر قیمتی کاریں ہی دکھائی دے رہی تھیں۔ وادی کی سڑکیں بہت کشادہ تھیں... سڑکیں اور فٹ پاتھوں کے درمیان درخت اور پودے لہلہا رہے تھے... مختلف رنگوں کے خوشبو دار پھول اپنی بہار دکھا رہے تھے۔

سرکس کے آثار شروع ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی... مگر ابھی وہ سرکس تک نہیں پہنچے تھے۔ لوہے کا راڈ لمحہ بہ لمحہ زیادہ صاف دکھائی دینے لگا تھا:

"شوکی برادرز کے لیے الجھن محسوس کر رہا ہوں۔"

پروفیسر داؤد نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

"ہو سکتا ہے ان کو اپنے کیس کے سلسلے میں اچانک وہاں سے جلدی میں کہیں جانا پڑ گیا ہو۔"

"ہاں! یہ بات بھی ہو سکتی ہے۔"

اور پھر انہیں سرکس کی دیواریں نظر آنے لگیں... یہ گولائی میں تھیں... گویا ایک بہت بڑے قطر کا کنواں ان کے سامنے کھڑا تھا۔ ان دیواروں سے باہر ایک میلہ لگا نظر آیا... بے شمار بکنگ آفس نظر آئے۔ سرکس کی ٹکٹیں دھڑا دھڑ بک رہی تھیں:

"ارے باپ رے... پہلے تو ہمیں ٹکٹیں خرید لینی چاہییں... ورنہ ہم اندر کیسے جائیں گے اور یہ کھیل کیسے دیکھ سکیں گے۔"

"بات تو ٹھیک ہے۔"

"اور بکنگ کی کھڑکیوں پر رش سے یہ بات صاف محسوس ہو رہی ہے کہ بہت جلد ٹکٹ ختم ہو جائیں گے۔"

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... وہ دیکھو اس طرف ملٹری والوں کے لیے بکنگ آفس نظر آرہا ہے... اور اس کے اوپر لکھا ہے کہ یہاں سے صرف حاضر سروس اور ریٹائرڈ فوجی ٹکٹ لے سکتے ہیں... میں وہاں سے لے آتا ہوں۔"

"واہ یہ ہوئی نا بات..." فرزانہ چہکی... خان رحمان چلے

Uploaded By Nadeem

گئے... صرف چند منٹ بعد وہ ٹکٹ لے آئے۔ اب انہیں تلاش ہوئی سرکس کے منیجر کی... معلوم ہوا، اس سے ملاقات کرنا آسان کام نہیں... انہوں نے منیجر سے ملاقات کی کوشش جاری رکھی... آخر انہیں یہ پیغام اس تک بھیجنا پڑا:

"اگر آپ نے ہم سے ملاقات نہ کی تو سرکس کو ایک بہت بڑی تباہی سے نہیں بچایا جاسکے گا... اور بم پھٹ جائے گا... بتایئے... کیا آپ ان حالات میں سرکس کا یہ شو جاری رکھ سکیں گے۔"

اس پیغام کے الفاظ پروفیسر داؤد نے پیغام لے جانے والے کو بھی سنا دیئے... تاکہ خود وہ کوئی کوتاہی نہ کرسکے... یہ الفاظ سنتے ہی وہ تیر کی طرح دوڑ گیا... ادھر خان رحمان نے کہا:

"پروفیسر صاحب! کوئی ایسا انتظام کریں کہ یہ لوگ ہمیں برا بھلا نہ کہہ سکیں۔"

"فکر نہ کرو... میں کام دکھادوں گا... تم ملاقات کے دوران کسی طرح منیجر کی توجہ تھوڑی دیر کے لیے کسی ایک سمت میں مرکوز کر دینا۔ اس دوران میں کام کر ڈالوں گا۔"

"اچھی بات ہے... یہ کام ہم آسانی سے کرسکیں گے۔"

اس مرتبہ ملازم صرف دو منٹ بعد ہی واپس آگیا... اس نے ہانپتے ہوئے کہا:

"چلیے جناب! دیر نہ کیجیے... صاحب بہت پریشان ہیں۔"

"اللہ کا شکر ہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

ملازم نے کوئی دھیان نہ دیا کہ اس نے کیا کہا ہے... البتہ اس کے ساتھی بے ساختہ مسکرا دیے۔

اب وہ اس کے ساتھ ایک راستے پر چلنے لگے... راستہ ریشم کی ڈوری سے بنایا گیا تھا... یعنی دو طرف ریشم کی ڈوری کھینچ دی گئی تھی... وہ اس کے درمیان چل رہے تھے... آخر وہ سرکس کے پچھلی طرف ایک شاندار خیمے میں داخل ہوئے۔ خیمہ سرخ ریشمی کپڑے سے تیار کیا گیا تھا... اور بہت بڑا تھا... اس میں کم از کم تین بڑے کمروں جتنی جگہ تھی... اندر نہایت شان دار کرسیاں بچھی تھیں... ان کے ایک طرف ایک شیشے کی میز تھی... خیمے کے ایک طرف ایک بڑی مسہری بچھائی گئی تھی... اس پر بھی سرخ ریشم کی چادر بچھائی گئی تھی۔

انہوں نے دیکھا منیجر بھاری بھرکم اور ڈیل ڈول والا آدمی تھا... اس کا رنگ بالکل سرخ و سفید تھا اور آنکھیں بالکل نیلی تھیں...

Uploaded By Nadeem

لیکن وہ یورپین نسل کا نظر نہیں آرہا تھا ... چہرہ گولائی میں تھا... ہونٹ اس قدر پتلے تھے کہ انہوں نے آج تک کسی انسان کے نہیں دیکھے... بس ہونٹوں کی جگہ ایک لکیر سی نظر آرہی تھی :

'' آپ لوگ کون ہیں اور آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سرکس کو تباہی کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے ۔''

'' جونہی یہ بات ہمیں معلوم ہوئی... ہم نے آپ کو خبر کرنے کی کوشش شروع کردی... اگر چہ بہت مشکل سے کامیابی ہوئی۔''

'' خیر... آپ بتائیں بم کہاں ہے ، آپ کو کس نے بتایا۔'' وہ بولا... انگریزی میں بات کر رہا تھا ۔

'' پہلے تو تعارف ہو جائے ... آپ کا نام کیا ہے ... کیا آپ اس سرکس کے صرف منیجر ہیں یا مالک بھی ۔''

''مالک بھی میں ہی ہوں اور میرا نام ہے ، فنجا نجا۔'' اس نے فوراً بتایا۔

'' اس قسم کا نام پہلی بار سننے میں آیا ہے ... فنجا نجا ۔'' فاروق کے لہجے میں حیرت در آئی۔ فنجا نجا کا رنگ اڑ گیا ۔ اس نے گھور کر فاروق کی طرف دیکھا... پھر جلدی سے بولا :

'' اوہو... آپ اس بم کو بھول رہے ہیں ... باتیں تو پھر بھی

ہوتی رہیں گی ... پہلے تو اس بم کو تلاش کرنا چاہیے ۔''

'' پہلے یہ بتائیں... یہ آپ کے کمرے کے پیچھے کیا ہے ۔'' محمود نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا ۔

فنجا نجا چونک کر مڑا... اور بولا :

'' کہاں...''

'' اوہو ... یہ دیکھئے نا خیمے کی دیوار پر یہ کیا لٹک رہا ہے ۔''

''اوہ یہ... کوڑا ہے ... سانپ کی شکل کا کوڑا... سرکس میں استعمال ہوتا ہے ۔''

'' دھت تیرے کی ... ہم تو ڈر ہی گئے تھے ۔'' محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا ۔

''پہلے بم کی بات ہوجائے ... آخر بم کہاں ہے ... آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سرکس میں کہیں بم چھپایا گیا ہے ۔''

'' یہ ہمارے ساتھی ہیں نا ۔'' خان رحمان نے پروفیسر داؤد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

'' ہاں ہیں... تو پھر ۔''

'' یہ دراصل اس قسم کی چیزوں کا پتا چلا لینے کے ماہر ہیں... ہم جب سرکس کی حدود میں داخل ہوئے اور میں ٹکٹ لینے کے لیے

Uploaded By Nadeem

گیا تو اسی وقت انہوں نے اپنے کسی آلے پر بم کی موجودگی کا اشارہ سنا۔"

"آلہ... کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"اس قسم کے چند آلات یہ اپنے پاس رکھتے ہیں۔"

"تو پھر بتائیں نا... وہ بم کہاں ہے۔"

"میں آلہ دیکھ کر سمت بتا سکتا ہوں... آیئے... خیمے سے باہر نکل کر شروع کرتے ہیں۔" پروفیسر داؤد نے فوراً کہا۔

وہ باہر نکل آئے۔ پروفیسر داؤد نے ایک جیب سے ننھا سا آلہ نکال لیا... اس کے ڈائل پر نظر ڈالی... پہلے اسے چاروں طرف گھمایا... اس وقت ان کا انداز بالکل مداریوں جیسا تھا... کیونکہ آلے کو گھمانے کی تو بالکل کوئی ضرورت نہیں تھی... وہ تو گھمائے بغیر بھی بم کی سمت بتا سکتا تھا:

"آلے کے مطابق بم اس سمت میں ہوسکتا ہے... جونہی ہم اس کے نزدیک پہنچیں گے... سوئی کی تھرتھراہٹ میں اضافہ ہو جائے گا... آیئے میرے ساتھ۔"

وہ ایک سمت میں بڑھنے لگے... چند قدم چل کر پروفیسر داؤد چونک کر بولے:

"ارے یہ کیا۔"

"کیا ہوا۔" فنجا نجا نے گھبرا کر کہا۔

"سوئی تو واپس اشارہ کر رہی ہے... آیئے میرے ساتھ یہ کہہ کر وہ واپس خیمے کی طرف مڑے اور اس کے پاس سے نکلتے چلے گئے... جلد ہی انہوں نے پھر کہا:

"ارے یہ کیا۔"

"اب کیا ہوا۔"

"سوئی پھر واپس اشارہ کر رہی ہے... اوہو... تو... تو کیا بم اس خیمے میں ہے۔" پروفیسر بوکھلا کر بولے۔

"نن... نہیں۔"

"آیئے جلدی۔"

"اور... اور اگر بم پھٹ گیا تو؟"

"اب اگر ہم بم اسکواڈ کو بلاتے ہیں تو بہت وقت لگ جائے گا... اور بم کی خبر سنا کر ان گنت لوگوں کو گھبراہٹ میں مبتلا کریں گے... آپ کا آج کا شو مارا جائے گا... لوگ غصے میں آکر سرکس پر حملہ کردیں گے۔"

"نن نہیں۔"

Uploaded By Nadeem

"ایک منٹ... آپ ... مسٹر فنجا نجا... میرے ساتھ خیمے میں آئیں... گھبرائیں نہیں... بم پھٹنے سے چند منٹ پہلے اس آلے کی سوئیاں سرخ ہو جاتی ہیں... اگر یہ نیلی ہیں۔"

"اوہ... تت... تو کیا یہ اس وقت نیلی ہیں۔"

"ہاں۔"

"تب تو ٹھیک ہے۔"

محمود، فاروق، فرزانہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے... وہ جانتے تھے کہ پروفیسر ہوائی اڑا رہے ہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں کہ کوئی ڈیٹکٹر یہ بھی بتا سکے کہ بم کب پھٹنے والا ہے

وہ خیمے میں داخل ہو گئے... پھر پروفیسر اچھلے:

"تھرتھراہٹ میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا ہے۔ اس کا مطلب ہے، بم خیمے میں ہی ہے۔"

"تت... تو... جلدی دیکھیے کہاں ہے۔" وہ چلایا۔

اور پھر پروفیسر داؤد نے ایک فلاور واز کو اٹھا کر الٹایا۔ اس میں سے ایک ننھا سا بم نکل کر نیچے آ رہا:

"یہ... یہ رہا بم ... آپ تو مارے گئے تھے آج۔"

"یہ ... یہ کیا اتنا چھوٹا سا بم۔"

"بم کا سائز چھوٹا بڑا ہونے سے کیا ہوتا ہے... دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ بم کتنی تباہی پھیلا سکتا ہے... اور یہ بم کم از کم آپ کے اس خیمے کو تو بھک سے اڑا ہی سکتا ہے... یہی نہیں بلکہ اس بم کے دھماکے کی آواز اور گونج اتنا خوف و ہراس تو پھیلا ہی سکتی ہے کہ لوگ آپ کے آج کے شو کا رخ ہی نہ کریں۔"

"کک... کیا آپ اسے ناکارہ بنا سکتے ہیں۔"

"ہاں! کیوں نہیں... یہ رہے اس کے تار اور یہ رہا مین سرکٹ ... بس اسے ڈس کنکٹ کر دیں تو پھر یہ نہیں پھٹے گا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے اسے ڈس کنکٹ کر دیا۔ اب فنجا نجا کے چہرے پر اطمینان پھیل گیا:

"آپ ... آپ نے تو آج میری زندگی بچا لی۔"

"زندگی اور موت دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔ ہم نہیں۔"

"پھر بھی... آپ تو میرے لیے فرشتہ ثابت ہوئے ہیں ... کیا آپ سرکس دیکھنے کے لیے آئے تھے۔"

"ہاں!"

"اب ذرا ہو جائے تعارف۔"

"تعارف سے پہلے ہماری ایک خواہش سن لیں۔"

Uploaded By Nadeem

''خواہش ... کیسی خواہش۔'' اس کے چہرے پر حیرت کی بجلی چمکی۔

''آج جو آدمی لوہے کا راڈ پکڑ کر چھلانگ لگائے گا ... ہم اس سے چھلانگ لگانے سے پہلے ملنا چاہتے ہیں۔''

''کیا !!!'' وہ بہت زور سے چیخا۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

نئی آفت

اس کے چہرے پر حیرت کی بجلی دیکھ کر وہ دھک سے رہ گئے... کیونکہ یہ خواہش کوئی ایسی خواہش نہیں تھی جسے سن کر اتنی زور سے چیخا جاتا ... چنانچہ فاروق نے بوکھلا کر کہا:

''خیر تو ہے ... آپ کو کیا ہوا۔''

''اب معاملہ میری سمجھ میں آیا... بہرحال... اس شو سے پہلے انہیں کسی سے نہیں ملوایا جاسکتا۔''

''کیا کہا آپ نے... معاملہ سمجھ میں آیا؟'' فاروق بول اٹھا۔

''رہنے دیں اس بات کو... مجھ سے ملاقات کرنے کیلئے لوگ عجیب و غریب حربے اختیار کرتے ہیں... لیکن آپ لوگوں کا طریقہ تو سب سے زیادہ انوکھا تھا... لیکن بیکار ہی محنت کی آپ نے... فنکار سے آپ کی ملاقات کسی صورت نہیں ہوسکتی۔''

''آخر کیوں؟'' اس بار محمود کی باری تھی حیران ہونے کی۔

"اس کیوں کا میرے پاس کوئی جواب نہیں... بس آپ مجھ سے یہ مطالبہ نہ کریں..."

"اچھی بات ہے ... آپ کم ازکم ہمارے چند سوالات کے جوابات تو دے ہی سکتے ہیں۔"

"ہاں! کیوں نہیں۔" وہ زبردستی مسکرایا۔

"کیا یہ آپ کی سرکس کے مستقل فنکار ہیں۔" فرزانہ نے پوچھا۔

یہ سوال سن کر اس نے فرزانہ کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا، پھر بولا :

"نہیں!"

"اس نہیں سے آپ کی کیا مراد ہے۔"

"وہ ہمارے مستقل فنکار نہیں ہیں۔"

"تبھی آپ ان سے موت کی چھلانگ لگوا رہے ہیں۔"

خان رحمان نے بڑا سا منہ بنایا۔

"کیا کہا ... موت کی چھلانگ ... بہت خوب... کاش آپ یہ نام پہلے بتا دیتے تو پوسٹروں پر میں یہی لکھواتا ... اب وقت نکل چکا ہے۔"

"تو آپ ان سے موت کی چھلانگ لگوا رہے ہیں۔"

"وہ راڈ سے جال پر گریں گے ... اور جال بہت مضبوط ہوتا ہے ہمارا، کیونکہ اکثر پروگرام جال کے اوپر فضا میں ہوتے ہیں... فن کار اپنا فن دکھا کر جال پر آکر گرتے ہیں۔"

"وہ آپ کے سرکس کی اونچائی سے گرتے ہیں... پہاڑ پر سے نہیں... پہاڑ پر سے گرنے والے کی قوت اس کے اپنے وزن سے کئی گنا زیادہ ہوگی ... یہ سیدھا سادا آٹھویں جماعت کی طبیعات یا فزکس کا مسئلہ ہے۔ اتنی فزکس تو آپ نے بھی پڑھی ہوگی... لہٰذا آپ کا جال ٹوٹ جائے گا اور یہ صاحب نیچے گریں گے اور ان کی موت واقع ہو جائے گی، کیا آپ نے انہیں اس خطرے سے آگاہ کر دیا ہے ... کیا آپ نے ان سے لکھوا لیا ہے کہ اس شو میں ان کی موت واقع ہو سکتی ہے... اگر انہوں نے لکھ کر دے دیا ہے، تب تو ٹھیک ہے... ورنہ آپ ان سے لکھوائیں اور انہیں خطرے سے آگاہ کر دیں۔" خان رحمان کہتے چلے گئے۔

"آپ نے ہمارا جال نہیں دیکھا... وہ بہت مضبوط رسیوں سے بنایا گیا ہے۔" اس نے بڑا سا منہ بنایا۔

"لیکن آپ کو قانونی تقاضا پورا کرنا چاہیے۔"

Uploaded By Nadeem

"اچھا میں ان سے لکھوا لوں گا اور انہیں بتا دوں گا ... آپ کا بہت بہت شکریہ، آپ نے میری جان بچائی۔" اس کے لہجے میں گہرا طنز چھپا ہوا تھا۔

"وہ کوئی بات نہیں ... لیکن آپ ہماری ایک خواہش پوری کر دیں۔" خان رحمان بولے۔

"کون سی خواہش۔"

"ان سے ملاقات کروا دیں ... بس چند منٹ کے لیے۔"

"آخر آپ ان سے کیوں ملنا چاہتے ہیں۔"

"بس ہم یہ خواہش شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔" پروفیسر داؤد نے جلدی سے کہا۔

"مجھے افسوس ہے ... یہ نہیں ہوسکتا ... آپ جا سکتے ہیں۔"

"چلیے آپ کم از کم ہمیں اپنا جال دکھا دیں۔" فرزانہ نے کہی۔

"حد ہوگئی... آخر آپ کو ایسی کیا ضرورت پیش آگئی؟"

"ہم اس پروگرام کی وجہ سے بہت زیادہ الجھن میں مبتلا ہو گئے ہیں۔"

"تو ہوتے رہیں ... میں کیا کروں۔" وہ جھلا اٹھا۔

"ہائیں ہائیں... یہ بات آپ ان سے کہہ رہے ہیں جنہوں نے آپ کی جان بچائی ہے۔"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ احسان کے بدلے میں یہ مطالبہ کریں گے۔"

"آپ کا مطلب ہے اگر آپ کو معلوم ہوتا تو آپ ہماری مدد سے بم تلاش نہ کرواتے۔"

"ہاں نہ کرواتا۔" اس نے اور جھلا کر کہا۔

"دیکھیے ... صاف اور سیدھی بات یہ ہے ہم ان صاحب سے ملاقات کرکے رہیں گے۔"

"کیا کہا۔" اس کے منہ سے مارے حیرت اور غصے کے نکلا۔

"ہاں! یہی بات ہے۔" فرزانہ نے بھی آنکھیں نکالیں۔

"میں ابھی پولیس کو بلاتا ہوں۔" وہ چلایا۔

"ہمارے خیال میں یہ بہت بہتر رہے گا۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

اسے اس طرح خوش ہوتے دیکھ کر اس کا پارہ اور چڑھ گیا۔ اس نے موبائل نکالا اور پولیس اسٹیشن کے نمبر ملانے لگا ... جلد ہی سلسلہ مل گیا... اس نے کہا:

Uploaded By Nadeem

"انسپکٹر صاحب! فنجا سرکس کا مالک بات کر رہا ہوں... میں نے کچھ فراڈ لوگوں کو پکڑا ہے ... وہ سرکس میں گڑبڑ کرنے کا پروگرام رکھتے ہیں... جب کہ آج سرکس ایک بہت ہی اعلیٰ ترین آئٹم پیش کر رہا ہے ... آپ نے بھی شاید پوسٹر دیکھا ہوگا اور انسپکٹر جلال دین صاحب... میری طرف سے آپ کو یہ شو دیکھنے کی دعوت ہے۔"

"لیکن! میں انسپکٹر جلال دین نہیں... انسپکٹر قائم خان تیموری بات کر رہا ہوں... انسپکٹر جلال دین صاحب کا یہاں سے تبادلہ ہوگیا ہے۔"

"کوئی بات نہیں ... ہمارے لیے آپ بھی اتنے ہی محترم ہیں ... آپ بس جلد آجائیں۔"

"میں آرہا ہوں ... آپ فکر نہ کریں ... یہ بتادیں کہاں آنا ہے۔"

"مین گیٹ پر میرا ایک ملازم آپ کے استقبال کے لیے کھڑا ہوگا۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ان پر ایک طنزیہ نظر ڈالی، پھر بولا :

"اب آپ لوگ فرار ہونے کی کوشش نہیں کریں گے ..."

"توبہ کریں جی۔" فاروق نے دانت نکال دیئے۔

"توبہ کون کرے ... اور کس بات سے۔" وہ اور بھنا اٹھا۔

"آپ ہی کریں ... اس بات سے کہ ہم فرار ہو جائیں گے ... بھلا ہم کیوں فرار ہونے لگے، ہم نے کوئی جرم کیا ہے کیا۔"

"یہ تو ابھی پولیس انسپکٹر کے آنے پر پتا چلے گا۔"

"ہوں... ٹھیک ہے، ہم کہیں نہیں جا رہے ... بلکہ ہم تو شو سے پہلے اس فن کار سے مل کر جائیں گے۔"

"ایسا نہیں ہوگا۔" وہ چیخا۔

"اللہ مالک ہے۔" محمود نے سرد آہ بھری۔

اور پھر انسپکٹر قائم خان تیموری اندر داخل ہوا ... اس کے ساتھ چند ماتحت بھی تھے۔ جو اس کے پیچھے چوکس کھڑے نظر آئے ... وہ انہیں دیکھ کر چونکا ... لیکن آدمی سمجھدار تھا اس لئے فوراً ہی اپنے چہرے کے تاثرات پر قابو پا گیا... شاید وہ فنجا نجا پر یہ ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا کہ انہیں پہلے سے جانتا ہے :

"مجھے انسپکٹر قائم خان تیموری کہتے ہیں... تو یہ ہیں وہ لوگ" اس نے ان پر ایک تیز نظر ڈالی۔

Uploaded By Nadeem

"ہاں انسپکٹر صاحب! یہی ہیں وہ لوگ۔"

"شکل صورت سے تو شریف لوگ لگتے ہیں۔" وہ بولا ... باری باری اب بھی وہ انہیں دیکھ رہا تھا۔

"لیکن ہیں پکے چار سو بیس۔" فنجا نجا بولا۔

"کیا کہا آپ نے ..." فاروق نے تلملا کر کہا۔

"میں نے کہا ہے ... آپ لوگ پکے چار سو بیس ہیں۔"

"آپ نے سنا انسپکٹر صاحب۔" خان رحمان بھنا کر بولے۔

"میرا خیال ہے ... دونوں فریق صبر اور شکر سے پوری بات بتائیں۔" وہ بولا۔

"پوری بات یہ کیا بتائیں گے ... میں بتاؤں گا اور ان کا فراڈ ثابت کروں گا۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات! مجھے ایسے لوگ بہت اچھے لگتے ہیں ... جو صاف اور سیدھی بات کرتے ہیں۔"

"اس کام میں آپ ہمیں ان سے پیچھے نہیں پائیں گے انسپکٹر صاحب!" محمود مسکرایا۔

"تم لوگوں کی بات بھی سنی جائے گی، فکر نہ کریں۔"

اور پھر فنجا نجا نے ان کا آنا... فنجا کا ملاقات سے انکار کرنا...

اور پھر ان کا بم نکال کر دکھانا وغیرہ سب تفصیل سے بیان کر دیا ... پھر ان کا مطالبہ دہرایا ... کہ اب کیا چاہتے ہیں... یہاں تک بتا کر وہ خاموش ہوگیا:

"اس ساری گفتگو میں تو یہ لوگ فراڈ ثابت نہیں ہوئے۔"

"وہ میں اب ثابت کروں گا۔"

"چلئے پھر کریں۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"وہ بم جو انہوں نے یہاں سے برآمد کیا۔ وہ انہوں نے خود ہی چھپایا تھا۔"

"نن نہیں۔" انسپکٹر تیموری کے منہ سے نکلا۔

"یہاں کلوز سرکٹ وڈیو کیمرے نصب ہیں۔"

"کیا آپ نے ریکارڈنگ دیکھ لی ہے ... اس میں یہ بم رکھتے نظر آرہے ہیں۔"

"میں نے ابھی دیکھی نہیں ... لیکن ظاہر ہے... فلم میں یہ منظر نظر آئے گا۔"

"نظر تو اس صورت میں آئے گا نا ... جب انہوں نے بم خود چھپایا ہوگا۔"

"بالکل۔" فنجا نجا فوراً بولا۔

Uploaded By Nadeem

"ٹھیک ہے ... آپ فلم دکھائیں۔"

کلوز سرکٹ کیمرے کی ہارڈ ڈسک لیپ ٹاپ کمپیوٹر سے منسلک کی گئی ... انہوں نے خود کو اندر داخل ہوتے دیکھا... پھر آپس کی بات چیت سنائی دینے لگی ... یہاں تک کہ فلم ختم ہو گئی... لیکن اس میں بم چھپانے کا کوئی منظر نظر نہ آیا... یہ دیکھ کر فنجا نجا دھک سے رہ گیا۔ اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"اب آپ کیا کہتے ہیں۔"

"مم... میں ان سے معافی مانگتا ہوں۔"

"چلیے بات ختم ...اب تو آپ کو ان سے کوئی شکایت نہیں۔"

"نن نہیں... لیکن سوال یہ ہے کہ یہاں بم آخر کس نے رکھا۔"

"آپ رپورٹ درج کرا دیجیے گا... ہم تفتیش کا عمل شروع کر دیں گے۔"

"اور انسپکٹر صاحب... اب ان سے کہیے ... یہ ہمارا مطالبہ پورا کریں۔"

"وہ نہیں ہوسکتا۔" فنجا نجا اٹل لہجے میں بولا۔

"کیا نہیں ہوسکتا۔" انسپکٹر تیموری نے کہا۔

"ہم اس فنکار سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں ...یعنی ان کے چھلانگ لگانے سے پہلے، ہمارے خیال میں یہ چھلانگ موت کی چھلانگ ہو گی... انہیں خطرے سے خبردار کرنا ہمارا فرض ہے ... اور اب تو یہ آپ کا بھی فرض بنتا ہے۔" فرزانہ نے جلدی جلدی پر جوش انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟"

"اگر یہ واقعہ ہوگیا...یعنی اس چھلانگ کی صورت میں وہ صاحب مرگئے تو کیا یہ معاملہ آپ کے لیے پریشان کن نہیں ہوگا اور آپ کو جواب دہی نہیں کرنی پڑے گی۔"

"اوہ ہاں... واقعی۔" وہ چونکا۔

"بس تو پھر آخر اس میں کیا حرج ہے... یہ ہمیں اس فنکار سے کیوں نہیں ملوا دیتے۔" پروفیسر داؤد نے پرزور لہجے میں کہا۔

"تو پھر ... آپ ان سے یہ مطالبہ کریں ... اس فن کار سے مل کر خبردار کریں کہ اس میں آپ کی جان کو خطرہ ہے۔"

"دیکھا ... دیکھا... اسی لیے میں کسی سے اس فنکار کو نہیں ملوا رہا ہوں... میرا کتنا نقصان ہو گا۔ اگر یہ شو نہ ہوا ... لوگ وہ تھوڑ

Uploaded By Nadeem

پھوڑ مچائیں گے کہ آپ سوچ نہیں سکتے۔"

"ہاں! یہ تو ہے ... خیر آپ فکر نہ کریں، ہم ان سے یہ نہیں کہیں گے کہ آپ یہ چھلانگ نہ لگائیں۔" انسپکٹر تیموری نے کہا۔

"نہیں! میں آپ لوگوں کو اس سے نہیں ملوا سکتا۔"

"تب پھر مجھے قانون کا سہارا لینا پڑے گا، قانون کی نظروں میں یہ چھلانگ موت کا سبب بن سکتی ہے، اس لیے اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔" انسپکٹر تیموری نے سرد آواز میں کہا۔

"ارے ارے یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، انسپکٹر صاحب..." فنجا نجا گھبرا گیا۔

"وہی... جو مجھے کہنا چاہیے ... آپ ہمیں اس فنکار سے ملوائیں، ورنہ ہم یہ شو نہیں ہونے دیں گے۔"

"شو تو خیر یہ ہو کر رہے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس شو کو روک نہیں سکتی۔" فنجا نجا بھی طیش میں آ گیا۔

"چلیے ٹھیک ہے ... آپ یہ ملاقات کیے بغیر یہ شو کر کے دکھا دیں، ہم روک کر دکھائیں گے۔" انسپکٹر قائم خان تیموری نے پرجوش انداز میں کہا۔

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات ... اب آئے گا مزہ۔" فاروق

نے خوش ہو کر کہا۔

"افسوس!" فنجا نجا کے منہ سے نکلا۔

"افسوس ... کس پر۔"

"تم لوگوں پر ... میں نے بہت چاہا کہ یہ معاملہ بڑھے نہ... لیکن تم لوگ اسے بڑھا کر رہے ... لہٰذا اب تم لوگوں کی مرضی... شو تو ہوگا ... اب تم میرا کام دیکھو... کام ... کام ... کام۔"

وہ بلند آواز میں کام کام کہتا چلا گیا ... پھر اچانک ایک آواز ابھری... وہ بہت خوفناک آواز تھی... انہیں یوں لگا جیسے کوئی اژدھا پھنکارا ہو۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

میں بولا تھا

''ہی ہی ہی ... ہاہاہا۔''

ہنسنے کی اس آواز نے ان کے رونگٹے کھڑے کر دیے ... انہوں نے دیکھا ، ایک بن مانس قسم کا انسان ان کے سامنے کھڑا تھا ۔ اس میں اور بن مانس میں بس اتنا فرق تھا کہ بن مانس کپڑے نہیں پہنتے ... اس نے کپڑے پہن رکھے تھے ... اور اس لحاظ سے اسے انسان کہنا پڑ رہا تھا ... ورنہ اس کے حلیے میں اور بن مانس کے حلیے میں کوئی فرق نہیں تھا:

''تم ان لوگوں کو دیکھ رہے ہو ماسٹر۔'' فنجا نجا نے پھر سانپ جیسی آواز میں کہا ۔

''ہی ہی ہی ... ہاہاہا۔'' وہ پھر اسی انداز میں بولا ۔ ان کے جسموں میں پھر سنسنی کی لہر دوڑ گئی ۔

''انہیں پیس کر رکھ دو مجھے ان کی ہڈیوں کا سرمہ چاہیے سرمہ۔''

''ہی ہی ہی ... ہاہاہا ۔'' اس نے کہا اور ان کی طرف مڑا۔

''خبردار ... میں گولی ماردوں گا ۔'' خان رحمان کے ہاتھ میں پستول نظر آیا ... اس وقت تک پروفیسر داؤد بھی پستول نکال چکے تھے ... دو پستولوں کی موجودگی میں محمود ، فاروق اور فرزانہ نے پستول نکالنے کی ضرورت محسوس نہ کی :

''تم نے دیکھا ماسٹر... انہوں نے پستول نکال لئے ہیں ۔'' فنجا نجا پھر بولا ۔

''ہی ہی ہی... ہاہاہا۔''

''انسپکٹر صاحب ! آپ دیکھ رہے ہیں ... صورت حال کو ... خود آپ اور آپ کے ماتحت بھی ہمارے ساتھ الجھ گئے ہیں... اب اگر یہ خوفناک بلا ہماری طرف بڑھتی ہے ... تو ہمیں اس پر فائر کرنے کا حق ہے نا۔'' خان رحمان نے انسپکٹر قائم خان سے کہا ۔

''بالکل!'' وہ سرد آواز میں بولا... اب خود اس کے ہاتھ میں بھی پستول نظر آ رہا تھا ۔

''ماسٹر! پیس ڈالو انہیں ۔''

وہ ایک بار پھر ہنسا اور ایک ایک قدم ان کی طرف بڑھا:

''تو ہم یہاں سے نکل کیوں نہ چلیں... الجھنے کی ضرورت کیا

Uploaded By Nadeem

ہے۔'' فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

'' بے وقوف لڑکی ... تم لوگ یہ چانس ضائع کر بیٹھے ہو... جب میں کہہ رہا تھا، اس وقت تم مانے نہیں ... اب جب اپنی موت کو آواز دے بیٹھے ہو تو بھاگنے کی سوچ رہے ہو۔ یہ کام پہلے کرنا تھا ... اس فنکار سے ملاقات کی ضد نہ کرتے... اب تو تمہیں ماسٹر سے مار کھانا ہی ہوگی ... اس کے ہاتھوں اپنا کچومر نکلوانا ہی ہوگا۔''

'' لیکن فنجا تنجا ... تم ایک بات بھول رہے ہو۔'' پروفیسر داؤد مسکرائے۔

'' اور وہ کیا؟''

'' یہاں انسپکٹر قائم خان موجود ہیں۔ جب یہ پولیس اسٹیشن سے چلے تھے تو انہوں نے اپنے روز نامچے میں لکھا ہوگا کہ یہ کہاں جا رہے ہیں ... اب جب یہ واپس وہاں نہیں پہنچیں گے تو پولیس آپ کی سرکس کا رخ کرے گی۔ اس وقت آپ پولیس کو کیا بتائیں گے۔''

'' یہی کہ انسپکٹر قائم خان یہاں آئے ضرور تھے... لیکن فوراً ہی یہاں سے واپس چلے گئے تھے ... انہیں واپس جاتے کم از کم سو

آدمیوں نے دیکھا تھا ... وہ سو آدمی اس بات کی عدالت میں گواہی دیں گے ...''

'' خوب خوب! تو آپ نے پہلے ہی سارا انتظام کر رکھا ہے۔''

'' مجبوراً... کرنا پڑا...اگر آپ یہاں سے چلے جاتے تو کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں تھی... اب مجبوری ہے۔'' یہ کہہ کر وہ پھر اس بن مانس کی طرف مڑا اور بولا:

'' چلو ماسٹر! اپنا کام کرو۔''

'' اور اگر آپ کا ماسٹر ہمارے ہاتھوں مارا گیا۔'' فاروق نے ہنس کر پوچھا۔

'' وہ ماسٹر ہی کیا... جو آپ کے ہاتھوں مارا جائے۔''

'' خوب خوب! ہم اس پر فائر کرنے لگے ہیں۔''

'' تم نے سنا ماسٹر۔''

'' فوفوفو۔'' اس بار اس نے اور ہی آواز نکالی ... شاید وہ منہ سے مختلف قسم کی آوازیں ہی نکال سکتا تھا ... بات چیت نہیں کر سکتا تھا۔

جونہی بن مانس فرزانہ کے نزدیک ہوا، خان رحمان نے اس پر

Uploaded By Nadeem

فائر کردیا ... گولی اس کے جسم کو لگ کر اچٹ گئی۔ ساتھ ہی وہ ہنسا:

"اوہ! تو اس نے بلٹ پروف لباس پہن رکھا ہے۔"

"اب تم لوگ جو جی میں آئے خیال کرتے رہو، مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

ماسٹر فرزانہ کے نزدیک پہنچ چکا تھا... اس کے دونوں ہاتھ اس انداز میں اٹھے ہوئے تھے... جیسے وہ دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن دبوچ لینا چاہتا ہو ... اور پھر وہ اس سے ایک قدم کے فاصلے پر رہ گیا... ساتھ ہی جھپٹ پڑنے کے انداز میں اس کے ہاتھ حرکت میں آئے۔ عین اس لمحے فرزانہ بجلی کی سی تیزی سے نیچے بیٹھ گئی اور ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگوں کے نیچے سے نکل کر اس کی کمر کی طرف آگئی... ادھر وہ پلٹا ۔ اب وہ پھر فرزانہ کے سامنے تھا... باقی لوگ پلکیں جھپکائے بغیر اس منظر کو دیکھ رہے تھے :

"سنو ! ہم یہاں سے نکل ہی کیوں نہ چلیں خان رحمان۔" پروفیسر داؤد کی آواز ابھری۔

"اب یہ ممکن نہیں... یہ خیمہ میرے آدمیوں کی زد میں ہے۔"

فنجا نجا نے سرد آواز میں کہا۔

انہوں نے خیمے کے دروازے سے باہر ایک نظر ڈالی ... وہاں واقعی مسلح لوگ نظر آئے :

"گویا ان لوگوں نے ہمارے فرار کا راستہ بند کر دیا ہے۔"

"یہی بات ہے ... یہ خیمہ تمہاری موت کی جگہ ہے ... اور اس کے بعد اس سرکس کے نیچے ایک کنواں ہے... وہ کنواں تمہاری قبر ہے ...ویسے تم فکر نہ کرو ... وہاں اور بھی انسانی ڈھانچے موجود ہیں... تم لوگوں کو تنہائی کا احساس نہیں ہوگا۔"

"یار بھائی... ڈراؤ تو نہ۔" فاروق نے کانپ کر کہا۔

"ماسٹر... ہمارے پاس وقت کم ہے۔"

"ہی ہی ہی... ہاہا ہا۔" وہ ہنسا اور اس مرتبہ اس نے اچانک انسپکٹر قائم خان نے پر چھلانگ لگا دی۔

ان کا خیال تھا کہ انسپکٹر قائم خان اس اچانک حملے کے لیے تیار نہیں ہوگا ... لیکن ان کا یہ خیال غلط نکلا...اس نے فوراً اپنی جگہ سے چھلانگ لگا دی ۔ اس طرح ماسٹر کی زد میں آنے سے بال بال بچا:

"یہ کیا ماسٹر ... آج تمہیں کیا ہوگیا ہے ... تمہارے دو

Uploaded By Nadeem

وار خالی جا چکے ہیں۔"

ماسٹر کے منہ سے ایک لفظ نہ نکل سکا... وہ پلکیں جھپکائے بغیر انسپکٹر قائم خان کی طرف دیکھے جا رہے تھا... گویا آنکھوں ہی آنکھوں میں کھا جائے گا... اچانک وہ اونچا اچھلا... اس کے اس طرح اچھلنے پر وہ حیرت زدہ رہ گئے... وہ ٹھیک انسپکٹر قائم خان پر آرہا... اور وہ اس کے نیچے دب کر رہ گیا:

"لو... انسپکٹر تو گیا... ماسٹر اس طرح اپنے دشمن کو نیچے دبا کر اس کی ہڈیاں توڑ دیتا ہے۔"

عین اس لمحے انہوں نے ایک چیخ سنی... چیخ انسپکٹر قائم خان کی تھی... وہ بڑی طرح تڑپا تھا... ان کے دل ہل گئے... ادھر ماسٹر اس کے اوپر سے ہٹ آیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے انسپکٹر قائم خان ساکت ہو گیا۔

"پروفیسر صاحب... کچھ کریں... ورنہ یہ ایک ایک کر کے ہم سب کو موت کی نیند سلا دے گا۔"

"اوہ ہاں! میں تو بھول ہی گیا..." پروفیسر چونکے... پھر اس سے پہلے کہ بات سمجھ میں آسکتی... ان کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا... باہر نکلا تو شیشے کی ایک گیند ان کے ہاتھ میں تھی:

"ہوشیار!" وہ پکارے۔

اس کا مطلب تھا... سانس روک لو۔ ساتھ ہی انہوں نے گیند ماسٹر کے سر پر دے ماری... گیند سر پر لگنے سے ایک دھماکا ہوا۔ ماسٹر زور سے اچھلا... اور جب گرا تو ساکت ہو چکا تھا:

"نن... نہیں... نہیں۔" فضا تجا چلایا۔

ساتھ ہی وہ خود بھی گرتا چلا گیا... یہاں تک کہ دروازے پر موجود رائفل بردار بھی ڈھیر ہو گئے:

"بس نکل چلو۔"

"اور... انسپکٹر قائم خان کا کیا کریں... معلوم نہیں... یہ بے ہوش ہیں یا دوسری دنیا میں پہنچ چکے ہیں۔"

"مم... میں۔" انہوں نے اس کی آواز سنی۔

دوسرے ہی لمحے انہوں نے اسے اٹھتے دیکھا:

"وہ مارا... جلدی کریں۔"

اور سب نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی... اس کے بعد وہ اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر وہاں سے نکلتے چلے گئے... جب کچھ فاصلے پر آگئے تو خان رحمان نے گاڑی روک لی... انسپکٹر قائم خان والی گاڑی بھی رک گئی۔ پھر سب نیچے اتر آئے:

Uploaded By Nadeem

"آپ نے گاڑی کیوں روکی انکل۔" فرزانہ بولی۔

"میں اور کیا کروں... ہم نے جس بات کی خاطر اس جنگ کو دعوت دی ...وہ تو رہ ہی گیا ... ہم اس فن کار سے ملے بغیر جا رہے ہیں۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"تب پھر کیا کیا جائے۔"

"واپس سرکس چلتے ہیں... فنجا نجا، ماسٹر اور اس کے باقی ساتھی بے ہوش پڑے ہیں... اس وقت ان پر قابو پانا کیا مشکل ہے ... انہیں باندھ لیتے ہیں... اور فنجا نجا کی کنپٹی پر پستول رکھ کر جو چاہیں گے ... پوچھیں گے۔"

"اوہ اچھا... یہی مناسب رہے گا... اس طرح ہم اس فن کار سے ملاقات بھی کر سکیں گے۔"

"لیکن یہ کام آپ اپنی ذمے داری پر کریں گے ... میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا ... نہ جانے قانونی صورت حال کس رخ پر بیٹھے گی ... کہیں مجھے جواب دہ نہ ہونا پڑے۔" انسپکٹر قائم خان تیموری نے پریشانی کے عالم میں کہا... وہ کافی گھبرایا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس کی یہ بات سن کر انہیں حیرت بھی ہوئی کہ ایک پولیس افسر

ہونے کے باوجود وہ اس شخص کے خلاف کوئی ایکشن لینے پر آمادہ دکھائی نہیں دے رہا تھا جس نے اس پر قتل کرنے کی نیت سے حملہ کیا تھا بلکہ اپنی دانست میں تو قتل کر ہی دیا تھا۔ لیکن وہ کرتے بھی کیا... اس وادی کے حالات ہی عجیب و غریب تھے اور بیچارے پولیس والوں نے اپنی عافیت اسی میں جانی تھی کہ کان دبا کر ایک طرف ہو جائیں:

"ٹھیک ہے... آپ پولیس اسٹیشن چلے جائیں... یہاں جو کچھ ہوا ہے ... اس کی رپورٹ درج کریں... ہم فنکار سے مل کر سیدھے پولیس اسٹیشن آئیں گے۔"

"اچھی بات ہے ... لیکن پوری پوری کوشش کریں قانون کو ہاتھ میں نہ لیں۔"

"آپ کے سامنے پوری طرح قانون کو فنجا نجا، ماسٹر اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے ... ہم نے تو بس اپنا بچاؤ کیا ہے۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے... اب بھی آپ خود کو بچا کر کریں جو کرنا ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔"

Uploaded By Nadeem

انسپکٹر قائم خان تیموری نے اپنے ماتحتوں کے ساتھ پولیس اسٹیشن کا رخ کیا اور یہ لوگ واپس فنجا نجا کے خیمے کی طرف چل پڑے... وہاں پہنچ کر گاڑیوں سے اترے... خیمے میں حالات جوں کے توں تھے... اور کسی کو معلوم نہیں تھا کہ وہاں کیا ہوا ہے۔ ان سب نے جلدی جلدی انہیں باندھ لیا... پھر پروفیسر داؤد نے کوئی دوا انہیں سنگھائی ...، جلد ہی انہوں نے آنکھیں کھول دیں... پھر فنجا نجا نے بوکھلا کر کہا:

''یہ... یہ کیا... یہ مجھے رسیوں سے کس نے باندھا۔''

''جی ہم نے۔'' فاروق نے اس کے سامنے آکر کہا۔

''اوہ! تو یہ تم لوگ ہو...''

''جی ہاں! تو یہ ہم لوگ ہیں۔'' فاروق مسکرایا۔

''کھولو ہمیں... کیوں باندھا گیا ہمیں۔''

''آپ نے ہم پر اور انسپکٹر قائم خان ماسٹر سے حملہ کرایا... وہ قاتلانہ حملہ تھا... انسپکٹر قائم خان بھی یہاں موجود تھے... ان پر بھی یہ حملہ ہوا تھا... وہ فورس لے کر یہاں آئیں گے... آپ سب کو گرفتار کرکے لے جائیں گے... کیا یہ صورت حال آپ کے لیے پسندیدہ ہے۔''

''نن نہیں... ہرگز نہیں۔'' وہ بوکھلا کر بولا۔

''اب اس کی دو صورتیں ہیں... یا تو تم ہمیں اس فنکار سے ملوا دو، ہم یہاں سے واپس چلے جائیں گے... اور قاتلانہ حملہ والا کیس بھی واپس لے لیں گے... اور تم سے ہمیں کوئی شکوہ شکایت نہیں رہ جائے گی... شام کو ہم معمول کے مطابق شو دیکھیں گے اور سرکس سے چلے جائیں گے... اب آپ دیکھ لیں آپ کے لیے یہ صورت بہتر ہے یا قانون کا سامنا کرنا پسند کریں گے۔''

''مجھے آپ کی بات منظور ہے۔'' اس نے گھبرا کر کہا۔

''بس تو پھر فنکار کو یہاں لے آؤ۔''

''اس کام کے لیے مجھے خود وہاں جانا ہوگا... فنکار سے بات کرنا ہوگی اور اسے آپ لوگوں تک لے کر آنا ہوگا... لہٰذا مجھے اجازت دیں اور میرے ساتھیوں کو آزاد کر دیں۔'' اس نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔ بظاہر اس کی ساری ہیکڑی رخصت ہو چکی تھی:

''ہوسکتا ہے تم کوئی چال چل جاؤ... اور ہم پھر تمہارے جال میں آجائیں... ہم تم پر اعتبار نہیں کریں گے... لہٰذا ماسٹر اور دوسرے ماتحت یہیں رہیں گے اور بندھے رہیں گے... تم جاؤ اور فنکار کو لے آؤ۔''

Uploaded By Nadeem

اس نے پریشانی کے عالم میں ان سب پر ایک نظر ڈالی ، پھر باہر نکل گیا :

" اللہ کا شکر ہے... اتنا تو ہوا... اب ذرا ماسٹر سے دو دو باتیں ہو جائیں:

"بھائی ماسٹر آپ کون ہیں اور یہ کس قسم کے کام کر رہے ہیں۔"

" ہی ہی ہی ... ہاہاہا۔" اس کے منہ سے آواز نکلی۔

" اوہ معاف کرنا !ہم بھول ہی گئے تھے کہ آپ بول نہیں سکتے ... بس منہ سے یہی الفاظ نکال سکتے ہیں، خیر کوئی بات نہیں... ہم تو بس یہ جاننا چاہتے تھے کہ آپ کے جسم پر گولی کیوں اثر نہیں کرتی... آپ ایسی کیا چیز کھاتے ہیں۔"

اس نے کوئی جواب نہ دیا ... بس خالی خالی نظروں سے ان کی طرف دیکھتا رہا:

" گویا آپ کو کچھ معلوم نہیں کہ آپ کے بدن پر گولی کیوں اثر نہیں کرتی۔"

اس نے زورزور سے ہاں میں سر ہلادیا... مطلب یہ تھا کہ ہاں، اسے یہ بات معلوم نہیں۔اب خان رحمان نے اٹھ کر اس کے

جسم کو ٹٹولا... وہ گوشت پوست کا ہی تھا ... مطلب یہ کہ وہ کوئی روبوٹ ٹائپ کی چیز نہیں تھا اور نہ ہی اس نے اپنے جسم پر کسی قسم کا خول منڈھ رکھا تھا:

" اب اگر یہ کوئی نئی ٹیکنالوجی ہے ... یعنی جو گولی وغیرہ یا دوا اسے دی جارہی ہے تو پھر یہ بہت زبردست دریافت ہے۔" خان رحمان بولے۔

" غلط...بالکل غلط۔" پروفیسر داؤد نے پرزور انداز میں کہا۔

" جی کیا مطلب... کیا غلط؟"

" ایسا کسی دوائی کے ذریعے نہیں ہے ... ورنہ وہ دوائی تو پھر فنجا نجا بھی استعمال کرتا... سرکس کے اور لوگ بھی کرتے ..."

" اوہ ہاں!تب پھر اس سوال کا جواب کیا ہے۔"

" یہ سوال ہم فنجا نجا سے کریں گے۔"

عین اس وقت فنجا نجا خیمے میں داخل ہوا... اس کے پیچھے کوئی اور بھی داخل ہوا... وہ حیرت زدہ رہ گئے ۔ان کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی ۔ ادھر فنجا نے کہا:

" یہ ہے وہ فنکار۔"

ان کی نظریں فنجا نجا پر جم گئیں... پھر فرزانہ نے مسکرا کر کہا:

Uploaded By Nadeem

"آپ ہمیں دھوکا نہیں دے سکتے۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"پوسٹر میں جو آدمی دکھایا گیا ہے... یہ وہ نہیں... ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں ... جس کی تصویر پوسٹر میں دکھائی گئی ہے۔"

"نن نہیں۔" فنجا نجا کے منہ سے نکلا۔

"اس میں خوف زدہ ہونے والی کیا بات ہے بھلا۔"

"نن... نہیں۔" اس کے منہ سے پھر نکلا۔

"اوہو... آخر آپ کو ہو کیا گیا ہے۔"

"اصل بات اب بتانی ہی پڑے گی ... وہ شخص فرار ہو گیا ہے۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"بات پلے نہیں پڑی۔"

"میں نے اس سے اس کھیل کا سودا طے کیا تھا... رقم طے کی تھی... لیکن وہ آج کا دن آنے سے پہلے ہی بھاگ گیا ... اب میں کیسے اس کی ملاقات آپ سے کرواؤں۔"

"اور اب تم شو کیسے دکھاؤ گے۔"

"جس فنکار کو میں لے کر آیا ہوں... یہ کرے گا ... اس کا حلیہ اس جیسا بنایا جائے گا... اور یہ کام اب شروع کیا جانے ہی والا تھا کہ میں اسے لینے کے لیے وہاں پہنچ گیا ... میں نے ان سے ذرا سی دیر کی مہلت مانگی ہے۔"

اب یہ لوگ آپس میں جس طرح باتیں کر رہے تھے اس سے ہرگز یہ محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ کچھ ہی دیر پہلے ان کے درمیان زندگی اور موت کی کشمکش چل رہی تھی اور فنجا نجا ان کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔

"تمہاری بات پر ہمیں یقین نہیں آیا... تم جھوٹ بول رہے ہو۔" خان رحمان نے سرد آواز منہ سے نکالی۔

"نہیں... دھوکا تو ہمیں اس فن کار نے ہمیں دیا ہے۔"

"دیکھ لو مسٹر فنجا نجا... اگر یہ بات غلط نکلی تو پھر قاتلانہ حملے والا مقدمہ تم پر بنے گا۔"

"ضرور بنائیے گا ... آپ اس شخص کو اچھی طرح دیکھ لیں... چھلانگ یہی لگائے گا۔"

"بہت خوب! اب ہم شو کے وقت آئیں گے ..." یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑے ہوئے ... کیونکہ اس وقت ان کی کیفیت

Uploaded By Nadeem

عجیب سی تھی۔

وہ باہر نکلے تو بوجھل بوجھل سے تھے... وہ پولیس اسٹیشن پہنچے... وہاں انسپکٹر قائم خان تیموری موجود تھا۔ انہیں دیکھتے ہی بولا:

"کیا رہا؟"

"معاملہ گڑبڑ ہے..."

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

انہوں نے تفصیل سنا دی۔ وہ سوچ میں گم ہوگیا، پھر بولا:

"پوسٹر پر جس کی تصویر دی گئی ہے... کیا آپ لوگ اس شخص کو جانتے ہیں۔"

"ہمیں اس کی تصویر جانی پہچانی لگی ہے... اسی لیے چھلانگ سے پہلے ہم اس سے ملنا چاہتے تھے... کیونکہ یہ پروگرام ہمیں کچھ ہولناک لگ رہا ہے۔"

"پھر کیا کیا جائے... میرا مسئلہ یہ ہے کہ اس پوری وادی کا ایک ہی پولیس اسٹیشن ہے... اور میرے پاس اتنا عملہ نہیں کہ کوئی بڑا آپریشن کرسکوں... اس وقت بھی ہم پھنس گئے تھے... وہ تو یہ آپ کے ساتھی حیرت انگیز ہیں۔"

"وہ... تو ہے۔" پروفیسر مسکرائے۔

"ان حالات میں آپ جو کہتے ہیں، میں تو کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"ہم نے تو بس اب یہ سوچا ہے کہ پروگرام دیکھ لیتے ہیں... ہمیں معلوم ہوجائے گا کہ چھلانگ لگانے والا کون سا شخص ہے جس کی تصویر پوسٹر میں لگائی گئی یا جس شخص سے اس نے ہمیں ملوایا..."

"چلیے ٹھیک ہے... ایسا کر لیتے ہیں... آپ کے خیال میں یہ پروگرام ہولناک کس طرح ہے بھلا۔"

"بہرحال شام کو پتا چل جائے گا۔"

"چلیے پھر ٹھیک ہے... آپ بھی ہمارے ساتھ ہی چلیے گا۔"

"اب تو فنجا میری سیٹ نہیں رکھوائے گا۔"

"ہمارے پاس ٹکٹ ہیں۔"

"لیکن آپ کے پاس تو اپنی تعداد کے مطابق ٹکٹ ہوں گے۔"

"ایسی بات نہیں... ہم ایسے موقعوں پر ایک دو ٹکٹ زائد لیا کرتے ہیں..."

"یہ بہت اچھی بات ہے۔"

Uploaded By Nadeem

"ہم لوگ اپنے باقی ساتھیوں کو بھی لے کر چلیں گے ... اس لیے ہم خیمہ بستی کی طرف جا رہے ہیں... وہاں سے انہیں ساتھ لیں گے اور وقت سے کافی پہلے سرکس کے مین گیٹ کی طرف آئیں گے... آپ کو فون کر دیں گے آپ بھی وہاں آجایئے گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

اور پھر اس طرح پروگرام طے کر کے وہ وقت پر سرکس کے مین گیٹ پر آگئے... ادھر سے انسپکٹر قائم خان آگئے... سب لوگ ٹکٹ دکھا کر اندر داخل ہو گئے... سرکس کے ملازمین نے ان کی سیٹوں کی طرف ان کی رہنمائی کی... وہ اس طرف چل پڑے... ہر سیٹ پر نمبر لکھا تھا... اس لیے انہیں کچھ دِقت نہیں ہوئی... سب لوگ اطمینان سے بیٹھ گئے۔ اکثر لوگ بار بار اس راڈ کی طرف دیکھ رہے تھے... جس پر سے اس شخص کو چھلانگ لگانا تھی... سیٹیں بہت زیادہ تیز رفتاری سے پر ہو رہی تھی۔ ایسے میں وہ سوچ رہے تھے... اس سرکس والوں کی آمدنی کس قدر زبردست ہے... روزانہ بہت بڑی رقم کما لیتے ہوں گے۔"

آخر سرکس شروع ہونے کا وقت آگیا... اس وقت تک تمام سیٹیں پر ہو چکی تھیں... ہزارہا لوگ اب ان سیٹوں پر ساکت بیٹھے

تھے... سرکس کے درمیان میں ایک گول میدان بنایا گیا تھا۔ اس میدان کے اوپر اس کی گولائی کے مطابق جال بندھا۔

سب سے پہلے جال کے اوپر بندھے جھولوں کا کھیل پیش کیا گیا... یہ بالکل عام سا کھیل تھا... اور ہر سرکس والے یہ کھیل دکھاتے ہیں... پھر دوسرے کھیل دکھائے گئے... سرکس کا رنگ ماسٹر ایک شیر کو بھی اندر لایا۔ اس نے شیر کی پشت پر سوار ہو کر اس کے دونوں کانوں کو اسٹیرنگ کے انداز میں پکڑ لیا... اور کانوں کو ادھر ادھر کر کے پورے رنگ میں گھمایا... پھر وہ اسی طرح شیر کو سرکس کے رنگ سے واپس لے گیا۔ اس کھیل کو بھی لوگوں نے دلچسپی سے دیکھا... لوہے کے کڑوں کے کچھ انوکھے کھیل پیش کیے گئے... لیکن ان کھیلوں کے بارے میں بھی کہا جاسکتا تھا کہ وہ بالکل نئے کھیل نہیں تھے۔ انوکھا کھیل تو بس وہی تھا... لوہے کے راڈ والا... اور سب دراصل اسی کا انتظار کر رہے تھے... آخر پہاڑ کی چوٹی پر اس شخص کو لایا گیا... اس کے ساتھ سرکس کے آٹھ دس آدمی تھے۔ اس نے راڈ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور دونوں ہاتھوں کے بل راڈ پر آگیا... یعنی رِنگ کی طرف بڑھنے لگا... سب کی نظریں اس پر جم گئیں۔ ان کے دل دھک دھک کر رہے

Uploaded By Nadeem

تھے ۔ یہاں تک کہ وہ راڈ کے عین سرے پر پہنچ گیا :

"پروفیسر انکل ! آپ کی جیب میں ایک ننھی سی مگر طاقت ترین دوربین ہوتی ہے ... ذرا اس سے ان صاحب کو دیکھئے گا ۔" فرزانہ نے بے چین ہو کر کہا ۔

"اوہ ہاں! ۔" ان کے منہ سے چونکنے کے انداز میں نکلا ۔

پھر انہوں نے جلدی سے دوربین آنکھوں سے لگائی ... اور اوپر دیکھا ... دوسرے ہی لمحے وہ بڑی طرح چونکے ۔ ان کے منہ سے مارے خوف کے نکلا :

"ارے باپ رے۔"

یہ سنتے ہی فرزانہ نے دوربین ان کے ہاتھ سے چھین لی ... اس نے بھی اس کے ذریعے اس شخص کو دیکھا... اس کے منہ سے بھی خوف کے عالم میں نکلا :

"ارے باپ رے ۔"

"اوہو کیا ہو گیا ہے ... ارے باپ رے کی لائن لگاتے جا رہے ہیں۔"

یہ کہتے ہی محمود نے دوربین لے لی ... پھر سب نے باری باری دیکھا اور اسی طرح چلا اٹھے :

"ارے باپ رے ۔"

عین اس وقت اسپیکر پر اعلان ہونے لگا :

"اور حاضرین ... اب باری آتی ہے... سب سے خوفناک آئٹم کی... اس سے زیادہ خطرناک کھیل آپ نے ہماری سرکس کی تاریخ میں آج تک نہیں دیکھا ہوگا ... نہ ہم نے کبھی ایسا کھیل دکھایا ... اس قدر اونچائی سے جال پر کودنا زندگی اور موت کا کھیل ہے ... اس میں جان جا بھی سکتی ہے... فضا میں ہارٹ فیل بھی ہوسکتا ہے ، لیکن ہم آپ کے لیے یہ کھیل پیش کر رہے ہیں... ہمارے آج کے ان فنکار کا نام ہے رانا۔"

"ٹھہرو... ابھی چھلانگ نہ لگانا ۔"

ایک بہت زیادہ گونج والی آواز پورے پنڈال میں سنائی دی۔ راڈ سے چھلانگ لگانے والا شخص وہیں راڈ کے سرے پر جامد ہو کر رہ گیا ۔ آواز اس تک بھی پہنچ چکی تھی ۔سب لوگ سر اٹھا اٹھا کر اس کی طرف دیکھ رہے تھے... اور پورے مجمعے پر موت کا سناٹا چھا چکا تھا... اس وقت اسپیکر پر کہا گیا : "یہ کون بولا تھا؟"

"یہ میں بولا تھا ۔" وہی آواز ابھری۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

پورا پورا سامان

اور اس مرتبہ بولنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا بھی ہو گیا تھا۔ سب نے دیکھا وہ ایک بہت وجیہہ اور خوش شکل آدمی تھا:

"کیا تکلیف ہے آپ کو ... آپ کون ہوتے ہیں، ہمارے فن کار کو روکنے والے۔"

"آپ کا یہ فنکار میری اجازت کے بغیر چھلانگ نہیں لگائے گا۔"

"یہ کیا بات ہوئی ... معاہدہ اس سے ہمارا ہوا ہے، ہم نے اسے بہت بڑی رقم دی ہے، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اسے چھلانگ لگانے سے منع کر دیں اور وہ رک جائے ... ناممکن۔" یہ آواز فنجا نجا کی تھی۔

"آپ اس سے کہہ کر تو دیکھیں ... چھلانگ لگائے... معلوم

ہو جائے گا کہ کیا ناممکن ہے اور کیا نہیں۔" خوش شکل آدمی مسکرایا۔

"مسٹر رانا... آپ چھلانگ لگا دیں... ہزارہا لوگ آپ کی چھلانگ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"جب تک یہ صاحب نہیں کہیں گے ... میں چھلانگ نہیں لگاؤں گا۔" اوپر سے آواز آئی۔

"کیا !!!" فنجا نجا حلق پھاڑ کے چلایا۔

ادھر یہ گفتگو ہو رہی تھی، ادھر محمود، فاروق، فرزانہ، خان رحمان، پروفیسر داؤد اور باقی لوگوں کا مارے حیرت اور جوش کے بہت بڑا حال تھا... ان کے دل اس قدر زور زور سے دھڑک رہے تھے کہ کیا کبھی دھڑکے ہوں گے... راڈ پر لٹکے شخص کی آواز ان کیلئے قدرے جانی پہچانی تھی لیکن چونکہ آواز بہت دور سے آرہی تھی اور بات چیت بھی بہت چیخ چیخ کر ہو رہی تھی اس لئے قطعی طور پر فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ آواز اسی کی ہے جس کی انہیں محسوس ہو رہی ہے ... نیچے سے جس شخص نے آواز دی تھی ... اس کی آواز بھی انہیں جانی پہچانی لگ رہی تھی:

"ہاں! یہی بات ہے ... پہلے آپ ان کی بات سن لیں، یہ کیا کہتے ہیں، یہ کیوں مجھے روک رہے ہیں ... پھر میں چھلانگ

Uploaded By Nadeem

لگاؤں گا۔"

"اوہ اچھا ... ہاں مسٹر! آپ کیا کہتے ہیں۔"

"یہ چھلانگ ضرور لگائیں گے ... لیکن۔" لیکن تک کہہ کر وہ خاموش ہوگیا۔

"لیکن کیا؟" ہزارہا آوازیں ابھریں۔

"لیکن... میں پہلے جال کو چیک کروں گا۔"

"کیا کہا ... جال کو چیک کریں گے ... یہ کیا بات ہوئی، جال کو چیک کرنے کی کیا ضرورت ہے بھلا..."۔ فنجا نجا نے چلا کر کہا۔

"آپ کو کیا اعتراض ہے... یہ زندگی اور موت کا کھیل ہے ... اوپر سے جس قوت اور رفتار سے یہ صاحب آئیں گے ... جال اگر ٹوٹ گیا تو ان کی موت واقع ہوسکتی ہے، سر ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتا ہے۔"

"نہیں! ایسی کوئی بات نہیں... جال بہت مضبوط ہے... رانا تم چھلانگ لگاؤ۔"

"میں چھلانگ لگانے کے لیے تیار ہوں... بس ان صاحب سے اجازت دلوا دیں۔"

"معاہدہ ہمارا اور تمہارا ہے... ان کا اس معاملے میں کیا عمل دخل۔"

"اگر معاہدے کی بات کریں گے تو آپ کی رقم آپ کو واپس کر دی جائے گی ..." رانا نے کہا ... ان سب کو بہت بلند آواز میں بات کرنا پڑ رہی تھی۔

"اور یہ جو ہزارہا لوگ ٹکٹ خرید کر آئے ہیں۔"

"میں چھلانگ لگاؤں گا ... آپ جال کو چیک کرنے دیں... ہم معاہدے سے نہیں پھر رہے ... لیکن جال تو مضبوط ہونا چاہیے۔" اوپر سے کہا گیا۔

سارا مجمع ساکت یہ گفتگو سن رہا تھا ... ایک بار پھر وہ شخص بولا جس نے دخل اندازی کی تھی:

"دیکھئے ... فنکار صاحب چھلانگ لگانے سے انکاری نہیں... ہم تو بس یہ چاہتے ہیں... جال کو چیک کرنے دیا جائے۔"

"ٹھیک ہے ... ٹھیک ہے ... اس میں کیا حرج ہے۔ جال چیک کرنے دیا جائے۔" ہزارہا لوگ چلا اٹھے۔

اب تو فنجا نجا پریشان ہوگیا، لگا ادھر ادھر دیکھنے ... آخر اس نے کہا:

Uploaded By Nadeem

"ٹھیک ہے ... آپ جال کو چیک کر لیں... لیکن ذرا جلدی کریں... پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے۔"

"ابھی لیں۔"

اب خوش شکل آدمی قطاروں کے درمیان سے نکل کر میدان کی طرف آتا نظر آیا... چند منٹ بعد وہ جال کے نیچے پہنچ گیا ... رسی کی سیڑھیاں تو پہلے ہی لگی ہوئی تھی ۔ اس کے ذریعے وہ جال کے اوپر پہنچا اور اس پر چلتے ہوئے جال کے عین درمیان میں آ گیا... اس نے جال کو غور سے دیکھنا شروع کیا ، پھر اچانک ان کے منہ سے نکلا :

"باپ رے باپ ... یہ تو یہاں موت کا پورا پورا سامان موجود ہے۔"

"کیا کہا ... موت کا سامان ؟" بے شمار لوگ چلائے ۔

"ہاں! جال کا وہ حصہ جس پر ان صاحب کو آ کر گرنا ہے ... اسے مضبوط رسوں کی جگہ کمزور اور پتلی ڈوریوں سے باندھا گیا ہے ...اب یہ دیدہ دانستہ ہوا ہے یا انجانے اور لاپروائی کے سبب...یہ تو تفتیش کے بعد ہی معلوم ہوگا... فی الحال مطلب یہ کہ یہ صاحب پہاڑ کی چوٹی سے سیدھے نیچے جا گرتے۔ جال انہیں روک نہ

پاتا... اگر میری بات پر یقین نہیں تو اوپر سے کوئی بھاری پتھر گرا کر دیکھ لیں ۔"

"ٹھیک ہے ... پہلے یہ تجربہ ہوگا ... پھر یہ چھلانگ لگائیں گے ..." تماشائیوں میں سے کسی نے بلند آواز میں کہا ۔

اس آواز کو سن کر وہ حیرت زدہ رہ گئے ... ایسے میں کسی نے کہا:

"اور پتھر راڈ کے سرے تک کون پہنچائے گا ...یہ اتنا آسان کام تو ہے نہیں ۔ راڈ پر چلتا شخص نیچے گر بھی سکتا ہے ۔"

"یہ کام میں کروں گا ۔" خوش شکل آدمی بولا ۔

"اوکے ... کریں پھر یہ کام ۔" مجمعے میں ان گنت آوازیں آئیں۔

وہ جال پر اترا اور پہاڑ کے دامن کی طرف دوڑ پڑا ۔سب کی نظریں اس پر لگی تھیں... اوپر پہنچ کر اس نے ایک بھاری پتھر اٹھایا۔ اپنے کندھے سے لٹکا ایک جال نما بیگ اتارا اور پتھر اس میں ڈال کر وہ بیگ اپنے کندھے سے لٹکا لیا... اب وہ راڈ پر آگے بڑھنے لگا :

"کک... کہیں راڈ پہاڑ پر سے اکھڑ نہ جائے ۔" کوئی

Uploaded By Nadeem

چلایا۔

"میں ان ہکوں کو چیک کر چکا ہوں... راڈ بہت مضبوطی سے پہاڑ میں نصب کیا گیا ہے۔"

اب سب کی نظریں اوپر جمی تھی... لوگ پلک جھپکنا بھول گئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا... کیونکہ پتھر کے بوجھ کے ساتھ راڈ پر لٹک کر آگے بڑھنا آسان کام نہیں تھا... انتہائی مشکل بلکہ جان جوکھوں کا کام تھا۔ آخر وہ راڈ کے سرے پر پہنچ گیا... وہاں رانا اطمینان سے راڈ پر بیٹھا تھا... چھلانگ لگانے کا معاملہ گڑبڑ ہوگیا تھا اور اسی لئے اس وقت وہ راڈ کے سرے پر آکر بیٹھ گیا تھا۔ اب اس نے ذرا سا آگے کو جھک کر خوش شکل آدمی کے کندھے سے پتھر والا بیگ لے لیا اور بولا:

"میں یہ پتھر جال پر گرا رہا ہوں... ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کیا ہوتا ہے... پتھر جال کے اوپر رہتا ہے یا جال کو توڑ کر نیچے جا گرتا ہے۔"

"ٹھیک ہے... ٹھیک ہے۔" آوازیں ابھریں۔

اور پھر رانا نے پتھر چھوڑ دیا... وہ تیر کی طرح جال کی طرف گیا اور جال پر گرا... ساتھ ہی وہ جال سے نیچے گر پڑا... جال کی

رسیاں اس مقام سے ٹوٹ گئی تھیں۔

اب تو سب کے سب سکتے میں آگئے... اس بات کا کوئی گمان تک نہیں تھا... آخر لوگ چلائے:

"یہ سب کیا ہے... کیوں ہے... اب کیا ہوگا... کیا کیا جائے۔"

"آپ لوگ فکر نہ کریں... کھیل دکھایا جائے گا... لیکن پہلے جال کو مضبوط کیا جائے گا... میں نیچے آرہا ہوں۔" خوش شکل آدمی نے اوپر سے چلا کر کہا۔

اب اس نے واپسی شروع کی... آخر وہ نیچے جال پر نظر آیا۔ اس نے ایک تھیلے میں سے اوپٹک فائبر کی ڈوری نکالی... اور جال کی مرمت کرنے لگا... اس نے اوپٹک فائبر کی ڈوری کے کئی رول اس جال پر باندھے دیے... اور جب اس کی مضبوطی کا اندازہ لگا لیا، تب اوپر بیٹھے مسٹر رانا سے بولے:

"رانا صاحب! اب آپ چھلانگ لگا سکتے ہیں۔"

"بھئی دیکھ لیں اور اطمینان کر لیں"۔ اوپر سے کہا گیا۔

"فکر نہ کریں... جال کو تو جان بوجھ کر کمزور کیا گیا تھا۔"

"لیکن کیوں؟" بے شمار آوازیں ابھریں۔

Uploaded By Nadeem

"یہ وقت ان باتوں کا نہیں ... پہلے کھیل دیکھ لیں... پھر ہم پریس کانفرنس بلائیں گے ... اس میں وضاحت کریں گے اور آپ سب اخبارات میں تمام تفصیلات پڑھ سکیں گے اور ٹی وی چینلوں پر دیکھ سکیں گے... چلئے رانا صاحب... لگائیں چھلانگ ... میں جال پر ہی ہوں..."

اور پھر اوپر سے رانا نے راڈ چھوڑ دیا... وہ سیدھا جال پر آیا ...اس کے بوجھ سے جال نیچے دبتا چلا گیا، لیکن زمین سے کچھ اوپر رک گیا۔ پھر اوپر آ گیا... پورے مجمعے نے تالیاں بجانا شروع کر دیں... انہوں نے اس قدر تالیاں بجائیں... اس قدر تالیاں بجائیں کہ کیا کبھی کسی موقعے پر تالیاں بجائی ہوں گی ... آخر تالیوں کا طوفان رکا تو رانا نے بلند آواز میں کہا:

"مسٹر فنجا نجا... آپ کہاں ہیں... جال پر آجائیں... تاکہ ہم سب مل کر تماشائیوں سے اجازت لیں اور تماشائی بھی اپنے گھروں کو جا سکیں۔"

مسٹر رانا کی آواز کا فنجا نجا نے کوئی جواب نہ دیا ... اس پر دوسرے صاحب پکار کر بولے:

"مسٹر فنجا نجا... آپ کہاں ہیں... ہم آپ کو پکار رہے

ہیں۔"

فنجا نجا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا... اس پر دوسرے صاحب نے بلند آواز میں کہا:

"کھیل ختم ہوا... آپ لوگ جا سکتے ہیں... شاید شرمندگی کی وجہ سے فنجا نجا سامنے نہیں آ رہے ... یوں بھی قانون کے محافظ یہاں موجود ہیں... مسٹر فنجا نجا سے پوچھنا چاہیں گے ... جال کیوں کمزور کیا گیا تھا ... انہیں مسٹر رانا سے کیا دشمنی تھی ... وغیرہ وغیرہ ... لہٰذا مسٹر فنجا نجا سے درخواست ہے... وہ جہاں بھی ہیں... ہمارے پاس آجائیں... اور تماشائی حضرات آپ جا سکتے ہیں... پریس کانفرنس کے ذریعے آپ کو علم ہو جائے گا اور آپ ان میں پڑھ ہی لیں گے۔"

تماشائی اٹھ اٹھ کر جانے لگے ... عین اس لمحے خوش شکل آدمی نے رانا کو دھکا دیا اور ساتھ ہی خود بھی گرے... ساتھ ہی فائر کی آواز آئی اور عین اس وقت کوئی چیز فوں کر کے ان کے اوپر سے گزر گئی:

"ارے باپ رے ... کیا ہم پر گولی چلائی گئی تھی۔"

"نن نہیں۔" رانا ہکلایا ... ایسے میں خوش شکل آدمی نے کہا:

Uploaded By Nadeem

"ہم پر کسی نے گولی چلائی ہے... وہ پھر کوشش کرے گا ...
لہٰذا ہمیں حق پہنچتا ہے کہ جوابی فائر کرکے اسے ختم کر دیا جائے۔"

عین اس لمحے ایک فائر اور ہوا... ایک گولی اور ان کے سروں پر سے گزر گئی:

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

مشترک بات

فائروں نے تماشائیوں کو خوف میں مبتلا کر دیا... بھگدڑ مچ گئی... چیخ و پکار کی آوازیں گونجنے لگیں... پھر ایک فائر اور ہوا... یہ بے آواز نہیں تھا... ایک دل دوز چیخ اور گونج گئی۔

اس کے بعد گویا سکوت طاری ہوگیا ... بس لوگ جلدی جلدی پنڈال سے نکلنے کی کوشش کر رہے تھے۔ آخر سارا میدان صاف ہو گیا ... البتہ محمود، فاروق، فرزانہ اور ان کے ساتھی وہاں رہ گئے یا پھر ایک طرف انسپکٹر تیموری نظر آئے... جال پر ابھی مسٹر رانا اور خوش شکل آدمی اسی طرح لیٹے ہوئے تھے ... اور میدان میں ایک طرف ایک لاش اوندھے منہ پڑی تھی ... لاش کے دونوں بازو سر سے آگے نکلے ہوئے تھے ... دائیں ہاتھ میں ایک پستول تھا ... جو اس کی انگلیوں کے نیچے دبا ہوا نظر آرہا تھا۔ انسپکٹر تیموری کے ہاتھ میں بھی پستول نظر آیا تھا:

"کیا اس پر آپ نے گولی چلائی تھی۔" محمود نے لاش کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں! اس نے اپنے پستول سے مسٹر رانا پر فائر کیا تھا... ان صاحب نے شاید فائر کرنے والے کو دیکھ لیا تھا اور رانا کی جان بچانے کیلئے ان کو دھکا دیا اور خود بھی گرے... اگر وہ دھکا نہ دیتے تو گولی مسٹر رانا کو چاٹ گئی تھی... اس نے ایک فائر اور کیا تھا... گولی مسٹر رانا اور دوسرے صاحب کے اوپر سے گزر گئی تھی ...پھر اس نے تیسرا فائر کرنا چاہا... تب اس سے پہلے میں نے اس پر فائر کر دیا..."

"اوہ!"

"لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ فنجا نجا کہیں نظر نہیں آرہا... حالانکہ اسے تو یہیں ہونا چاہیے تھا۔"

"وہ یہاں کس طرح ٹھہر سکتا تھا...جب کہ جال کو کٹوا کر اسے معمولی دھاگوں سے اٹکایا گیا تھا... گویا اس کا پروگرام مسٹر رانا کو موت کے گھاٹ اتارنے کا تھا۔"

"سوال یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے۔" انسپکٹر تیموری بولے۔

"آپ اپنے عملے کو بلا لیں... تاکہ اس لاش کو یہاں سے

لے جایا جا سکے... یہ تو خیر سرکس والے ہی بتائیں گے کہ یہ کون شخص ہے... اور کیا اس کا تعلق سرکس سے ہے... اور ظاہر ہے، سرکس سے ہی ہوگا... کیونکہ سرکس والے بہر حال مسٹر رانا کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔" انسپکٹر قائم خان نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن کیوں؟"

"اس کیوں کا جواب ہم دیں گے۔"

ایک آواز گونج گئی... انہوں نے چونک کر اپنے سامنے اور پھر ادھر ادھر دیکھا۔

ان سب نے ایک ہولناک منظر دیکھا... ان کے چاروں طرف سرکس کے ملازمین ہی ملازمین کھڑے تھے... ان سب کے ہاتھوں میں کوئی نہ کوئی ہتھیار تھا... کسی کے ہاتھ میں رائفل، کسی کے ہاتھ میں پستول تو کسی کے خنجر... کچھ ڈنڈوں والے بھی نظر آئے ... اور وہ تعداد میں دو سو سے کسی طرح کم نہیں تھے... گویا دو سو آدمی ان پر حملہ کرنے کے لیے تیار تھے:

"یہ... یہ سب کیا ہے۔" مارے حیرت اور خوف کے مسٹر رانا کے منہ سے نکلا:

"ہمارے قتل کا سامان۔" فاروق مسکرایا۔

Uploaded By Nadeem

رانا نے فوراً اس کی طرف دیکھا ... پھر بولا :

"لیکن تم نامکمل کیوں ہو۔"

"مم... میں نہیں تو ... یہ دیکھئے... میرے دو ہاتھ ہیں... دو پاؤں ہیں... اسی طرح ایک سر ہے ...دو آنکھیں..." فاروق کہتا چلا جا رہا تھا کہ رانا جھلا اٹھا۔

"اوہو ... میرا مطلب ہے ... تعداد میں کم کیوں ہو۔"

"اوہ ... اس... اس کا مطلب ہے... آپ جانتے ہیں... ہماری کل تعداد کتنی ہے... اور اس مطلب ہے آپ وہی ہیں جو ہم آپ کو سمجھ رہے تھے۔"

"کیا مطلب ! مجھے کیا سمجھا تھا تم نے..." اس نے آنکھیں نکالیں۔

"اب ہمیں یقین ہو گیا کہ آپ ہمارے وہی مہماتی انکل ہیں"۔

"ہیں...کیا کہا مہماتی انکل۔"

"جج...جی...وہ میرے کہنے کا مطلب ہے.. کہ آپ سے ملاقات صرف بڑی مہم کے دوران ہوتی ہے...اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ مہم واقعی بڑی مہم ثابت ہونے والی ہے..."

"ہوں...لگتا تو کچھ ایسا ہی ہے...لیکن تمہارے باقی ماندہ ساتھی کہاں ہیں...تمہاری تعداد کم کیوں ہے"۔

"تعداد بعد میں پوری ہوتی رہے گی۔"

"تو کیا آپ انکل منور علی خان ہیں۔" فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

"ہاں درست اندازہ لگایا۔" وہ مسکرائے۔

"اور... اور یہ کون صاحب ہیں ... جنہوں نے آپ کو چھلانگ لگانے سے روکا۔"

"ظاہر ہے ... یہ انسپکٹر کامران مرزا ہیں۔"

"اوہ اوہ۔" ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا ، حالانکہ ان کی آواز سے وہ پہلے ہی کچھ کچھ اندازہ لگا چکے تھے۔وہ ایک دم ان کی طرف پلٹے:

"السلام وعلیکم انکل !" تینوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"وعلیکم اسلام ! لیکن یہاں انسپکٹر جمشید نظر نہیں آرہے۔"

"وہ ہم سے پہلے یہاں آگئے تھے... وادی میں ہی ہیں۔"

"اوہ یہ اچھا ہے۔"

"بلکہ انکل۔" فاروق کہتے کہتے رک گیا۔

Uploaded By Nadeem

"میرا نام بلکہ انکل نہیں ہے۔" وہ گھبرا کر بولے۔

"میرا مطلب ہے ... انکل! بلکہ یہاں تو ... شوکی برادرز تک موجود ہیں۔"

"اوہو اچھا ... کہاں ہیں وہ۔"

"کچھ دیر پہلے ان سے ملاقات ہوئی تھی ... پھر وہ ہم سے بچھڑ گئے ... ہیں وہ بھی یہیں ہیں۔"

"ہوں ... خیر ... پہلے تو ان لوگوں سے پوچھتے ہیں ... یہ کیا چاہتے ہیں ...۔" انسپکٹر کامران مرزا نے چاروں طرف ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ یہ کہہ کر وہ ان کی طرف مڑے ... ان میں فنجا ننجا نظر نہیں آرہا تھا۔

"تم لوگ کیا چاہتے ہو۔"

"تم سب کی موت اور بس۔"

"ہمارا قصور۔"

"ہماری سرکس کا ایک بہترین نشانہ باز تم لوگوں کے ہاتھوں مارا گیا ہے ... بدلے میں تم سب کو ہلاک کریں گے۔"

"یہ تو انصاف نہیں ... اس نے ہم پر گولی چلائی تھی ... ہم نے اپنا بچاؤ کیا ہے ... سوال یہ ہے کہ تم لوگوں کو ہم سے دشمنی کیا

ہے ... پہلے ہمارے ساتھی کو سرکس کا ایک کھیل دکھانے پر ابھارا ... وہ تیار ہوگیا تو اس کی موت کا سامان کر لیا۔ آخر کیوں ... کیوں تم لوگوں نے جال کی رسیاں کاٹ کر ڈوریوں سے باندھی تھیں۔ تم کو ان سے کیا دشمنی ہے ... یہ تو وادی میں سیاحت کے لیے آئے ہوں گے۔"

"ہاں! یہی بات ہے ... ہم نے ان کی موت کا سامان تیار کیا ... ہمیں مسٹر فنجا ننجا کا حکم ملا ... ہم نے کر ڈالا ... اب ان کا حکم یہ ہے کہ تم میں سے کوئی بچ کر نہ جانے پائے ... تو ہم تم لوگوں کی خدمت کے لیے آگئے ہیں۔"

"تم لوگ ہماری خدمت کے لیے آگئے ہو ... یہ بہت اچھی بات ہے ... لیکن یہ سوچ لو ... اس کھیل میں ہمیں چوٹ ووٹ لگ گئی تو کیا ہوگا۔"

"تم چوٹ کی بات کر رہے ہو ... ہم تو تم سب کو موت کے گھاٹ اتارنے والے ہیں۔"

"آپ لوگوں کی مرضی ... پروفیسر صاحب ... ان لوگوں کو ہم تک آنے میں پانچ سیکنڈ تو ضرور لگیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے ان کی طرف مڑے۔

Uploaded By Nadeem

"ہاں!" انہوں نے فوراً کہا۔

"اتنے سارے لوگوں سے مقابلہ کرنا عقلمندی نہیں... اس لیے ہم ان کے سامنے ہاتھوں اور پیروں کی جنگ لڑنا نہیں چاہتے... یہ جنگ پھر کسی وقت ادھار رہی... آپ نقد کام کر ڈالیے۔"

"نیکی اور پوچھ پوچھ۔" وہ بھرپور انداز میں مسکرائے... پھر فوراً ہی ان کے ہاتھوں میں ننھی منی گیندیں نظر آئیں... انہوں نے وہ اپنے ساتھیوں کو اچھال دیں...ان کے دشمنوں نے حیرت کے عالم میں یہ منظر دیکھا۔ انہوں نے گیندیں کیچ کیں... چاروں طرف کھڑے دشمنوں کے پیروں پر دے ماریں... گیندیں گرتے ہی پھٹیں... چاروں طرف کئی دھماکے ہوئے اور دھواں پھیل گیا... سرکس کے لوگ گرتے چلے گئے ... وہ درمیان میں تھے... وہاں دھواں نہیں تھا...اس لیے وہ محفوظ رہے...کھلی فضاء تھی... اس لئے ساتھ ہی دھواں ہلکا ہونے لگا تھا...بس انہوں نے سانس روکی اور نکلتے چلے گئے ۔ باہر ان کی گاڑی تیار کھڑی تھی... آن کی آن میں وہ اس میں سوار ہوئے اور ہوا ہو گئے ۔ انسپکٹر قائم خان اپنی پولیس گاڑی میں سوار ہو گئے۔ ایسے دور دراز علاقوں میں پولیس کتنی بے بس ہوتی ہے...اس کا اندازہ تو انہیں پہلے سے ہی تھا لیکن

یہاں تو بے چارے انسپکٹر قائم خان تیموری کی بے بسی انتہاؤں کو چھو رہی تھی۔

"کہاں چلیں۔" خان رحمان بولے۔

"ہوٹل شوانہ۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"ہوٹل شوانہ... کیا مطلب؟"

"ہوٹل شوانہ میں تین کمرے بک ہیں۔"

"اوہ... اوہ... تو کیا آپ بہت پہلے یہاں آچکے ہیں۔"

"نہیں... ابھی کل ہی آیا ہوں۔"

"تب پھر آپ کو ہوٹل میں کمرے کس طرح مل گئے۔"

"جو شخص ہمیں یہاں لایا ہے ... یہ کام اس کا ہے۔"

"اور...اور وہ کون ہے۔"

"وہ سامنے نہیں آیا... بس اس کا خفیہ پیغام ملا تھا... پیغام یہ تھا... آپ لوگوں کے لیے ہوٹل شوانہ میں تین کمرے بک ہیں... آپ ان میں آسانی سے رہ سکیں گے ... بس آپ اس وادی میں آجائیں... گھومیں پھریں، عیش کریں... اور آنکھیں کھلی رکھیں...یہ بہت پراسرار پیش کش تھی ... میں یہاں چلا آیا۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

Uploaded By Nadeem

"اور آفتاب، آصف اور فرحت۔"

"ان کے پیپرز تھے ... وہ شاید کل تک پہنچیں گے۔"

"اوہ اچھا ... خیر... لیکن یہ سارا معاملہ ہے حد درجے پراسرار۔"

"آپ لوگ اپنی سنائیں... آپ کیسے پہنچے۔"

"وزیر اعظم صاحب کا اچانک حکم ملا تھا... اباجان ہم سے پہلے روانہ ہو گئے ... یہاں ہمارے لیے بھی ہوٹل سہارا میں دو بڑے کمرے بک تھے... لیکن ہوٹل والوں نے کوئی چکر چلایا اور کمرے ہمیں نہیں مل سکے۔"

"خیر... ان ہوٹل والوں سے بھی بات کر لیں گے ... لیکن وزیر اعظم صاحب نے یہاں پہنچنے کی وجہ کیا بتائی تھی۔"

"اباجان کو انہوں نے بتایا تھا کہ اس وادی میں پراسرار سرگرمیاں دیکھنے میں آئی ہیں... لہٰذا وہاں پہنچ جائیں اور بس... اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا گیا... اس سے زیادہ ابھی معلوم بھی نہیں ہو سکا... دراصل ہم لوگ اور شوکی برادرز شروع سے ہی عجیب وغریب حالات میں الجھ گئے تھے۔"

"ان حالات کی تفصیل کیا ہے۔"

عین اسی وقت وہ دوراہے پر پہنچ گئے ... انسپکٹر قائم خان نے اشارہ کیا کہ ذرا رکیں ...وہ اپنی گاڑی ان کی گاڑی کے بالکل ساتھ لے آئے اور بولے:

"میں پولیس اسٹیشن چلتا ہوں... کیونکہ سرکس میں جو ہوا ... اس کی کارروائی کی رپورٹ اعلیٰ حکام کو کرنا ہوگی۔"

"اوکے۔" انسپکٹر کامران مرزا بھرپور انداز میں مسکرائے۔ ساتھ ہی بولے:

"ہم ہوٹل شوانہ کمرہ 101، 102 میں جا رہے ہیں ... ضرورت محسوس کریں تو وہیں آجائیں۔"

"ٹھیک ہے۔" انہوں نے کہا اور دوسری سڑک پر مڑ گئے۔ اب ان کا سفر ہوٹل شوانہ کی طرف شروع ہوا ... دونوں طرف سیاہ پہاڑ ان کی توجہ بار بار اپنی طرف کھینچ رہے تھے اور ادھر محمود گھر سے روانہ ہونے کے بعد کے حالات انسپکٹر کامران مرزا کو سنا رہا تھا ... اس نے درمیان میں خادم رضا کے ملنے اور اس کے بعد پیش آنے والا سارا واقعہ بھی سنا ڈالا ... انسپکٹر کامران مرزا سنتے رہے اور خوش ہوتے رہے ... پھر کالا پہاڑ پہنچ کر جو واقعات ہوٹل سہارا سے شروع ہوئے، وہ بھی تفصیل سے سنا دیئے ... سرکس

Uploaded By Nadeem

کے واقعات سنانے کے بعد اس نے کہا:

''سرکس دیکھنے کا بنیادی مقصد گڑنگا سے دو دو ہاتھ کرنا تھا... لیکن اس سے ہماری ملاقات سرکس میں بھی نہ ہوسکی۔''

''لیکن انکل! آپ نے نہیں بتایا کہ سرکس نے آپ کو اپنی طرف کیسے کھینچ لیا تھا۔'' فاروق نے سوال داغ دیا۔

''میں بتاتا ہوں... میں نے پوسٹر میں چھلانگ لگانے والے کی تصویر دیکھی تو پہچان لیا کہ یہ منور علی خان ہیں... اگرچہ تصویر صاف نہیں تھی...شاید جان بوجھ کر تصویر کے نقوش کو دھندلا رکھا گیا ہوگا... لیکن وہ بھی آخر میرے بچپن کے دوست ہیں...لہٰذا میں نے ایک نظر میں پہچان لیا۔ بس میں بھی سرکس میں آگیا... اور بغور حالات کا جائزہ لیتا رہا ... کوئی انجانا احساس مجھے خطرے سے خبردار کر رہا تھا... میں حیران تھا کہ آخر ان لوگوں نے منور علی خان کو کیسے اس کام پر آمادہ کر لیا ... یہ تو ایسے کام نہیں کرتے ... ان کا کام تو جنگل کے درندے پکڑنا ہے ... اور بس ... یہ سرکس کے کھیل بھلا کیا جانیں... ان حالات میں، میں سرکس کیوں نہ آتا ... جیسے ہی میں نے انہیں راڈ پر دیکھ کر اچھی طرح پہچان لیا تو اس خطرے کا احساس اور زیادہ ہوگیا ... بس میں سوچے سمجھے بغیر چلا

اٹھا ۔ چھلانگ نہ لگانا... اب ظاہر ہے... میری آواز سن کر یہ چھلانگ نہیں لگا سکتے تھے... کیونکہ یہ بھی میری آواز پہچان گئے ہوں گے... اب رہا جال کا مسئلہ ... فوری طور پر یہی بات ذہن میں آئی تھی کہ اگر انہیں اس چھلانگ کے بہانے بس مار ڈالنا مقصود ہے تو جال کو ضرور کمزور کیا گیا ہوگا... اور تھی بھی یہی بات ... اللہ کا شکر ہے ... یہ بال بال بچے۔''

''لیکن اس وادی میں آخر ہو کیا رہا ہے۔''

''یہ تو اب ہمیں ہی دیکھنا ہوگا کہ کیا ہو رہا ہے۔''

''لیکن انکل منور علی خان! آپ یہاں اس سرکس میں کیسے آ پھنسے۔''

''دراصل کینیا کی حکومت نے مجھ سے رابطہ کیا تھا کہ ان کے جنگلات سے غیرقانونی طور پر کچھ لوگ نایاب نسلوں کے شیر، بن مانس اور ہاتھی ہمارے ملک کو اسمگل کر رہے ہیں اور یہاں سے انہیں شمالی ملکوں کے امیرلوگوں کو مہنگے داموں فروخت کیا جا رہا ہے...کینیا کی حکومت کی خواہش تھی کہ میں اس سلسلے کو روکنے میں ان کی مدد کروں....میں نے پتا لگایا تو اس جرم کا تعلق کالا پہاڑ کے علاقے کی اس سرکس کمپنی سے نکل آیا...میں اس کے ایجنٹوں کا

Uploaded By Nadeem

تعاقب کرتے ہوئے انہی کے ایک چھوٹے بحری جہاز میں مزدور کے بھیس میں یہاں تک پہنچا...لیکن یہاں ان لوگوں کو مجھ پر شک ہوگیا اور انہوں نے مجھے قید میں ڈال دیا اور نشہ آور دواؤں کے انجکشن دیتے رہے...اور شاید آخر ان کو مجھ سے چھٹکارا پانے کا یہ حل دکھائی دیا کہ میں یہ چھکانگ لگاتا ہوا مارا جاؤں...دواؤں کے زیرِاثر مجھے کچھ ہوش نہ تھا کہ میں جو کچھ کررہا ہوں، اس کا نتیجہ کیا ہوسکتا ہے...لیکن پھر کامران مرزا کی آواز سُن کر میرے ہوش و حواس اچانک بحال ہوگئے یعنی یوں لگا جیسے میں ہپناٹزم کے اثر سے باہر آگیا ہوں۔''

''اب اس وقت میری ایک تجویز ہے۔'' ایسے میں فرزانہ نے کہا۔

''پیش کرو۔'' فاروق مسکرایا۔ فرزانہ نے اسے گھورا، پھر بولی:

''ہوٹل شوانہ کا رخ کرنے سے پہلے کیوں نہ ہم ہوٹل سہارا کا معاملہ دیکھ لیں ... کیونکہ اس وقت تو آپ ہمارے ساتھ ہیں اور پولیس اسٹیشن کے انسپکٹر بھی اب تبدیل ہو چکے ہیں... دوسرے یہ کہ ہمیں شوکی برادرز کی خبر لینی چاہیے... کہیں وہ لوگ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئے ہوں۔''

''ہوں... میرا خیال ہے پہلے ہوٹل سہارا کو دیکھ لیتے ہیں۔'' انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

''یہ ٹھیک رہے گا۔''

اب انہوں نے ہوٹل سہارا کی طرف گاڑی موڑ دی ... گاڑی پارک کرکے وہ اندر کاؤنٹر پر جا پہنچے۔ کاؤنٹر پر وہی شخص بیٹھا نظر آیا جس سے ان کی بات ہوئی تھی۔ اس نے نظر بھر کر ان کی طرف دیکھا... پھر بھنا کر بولا:

''آپ لوگ پھر آگئے۔''

''ہمیں کمرہ نمبر 500 اور 501 کے مسافروں سے ملنا ہے۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے جیسے اس کا جملہ سنا ہی نہیں۔

''گویا کمرے کا مطالبہ نہیں ہے آپ کا۔''

''نہیں... کمرے تو ہمیں مل گئے ہیں۔''

''مل گئے ہیں... کیسے... اچھا سمجھ گیا... خیموں کی بات کر رہے ہیں۔'' وہ ہنسا۔

''آپ شاید غلط سمجھنے میں بہت ماہر ہیں۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''کیا مطلب؟'' وہ چونکا۔

Uploaded By Nadeem

"خیمہ بستی میں خیمے نہیں ... ہم نے کمروں کی بات کی ہے... اور کمرے خیمے نہیں ہوتے نہ خیمے کمرے ہوتے ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"توبہ ہے تم سے۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"آپ کا مطلب ہے... کسی ہوٹل میں کمرے مل گئے ہیں آپ کو۔"

"جی ہاں بالکل! اللہ کی مہربانی سے ... ہمیں ہوٹل شوانہ میں تین کمرے مل گئے ہیں۔"

"اوہو اچھا... نن نہیں... یہ کیسے ہوسکتا ہے ... ناممکن۔"

"کیا ناممکن۔"

"ہوٹل شوانہ میں تو ہم سے بھی پہلے تمام کمرے بک ہو چکے تھے اور وہاں سے مسافر حضرات ہمارا رخ کرتے رہے ہیں ... پھر کیسے؟" وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"کمرے تو اس ہوٹل میں بھی ہمارے بک تھے ... وہ آپ نے کسی اور کو کیسے دے دیئے تھے۔" خان رحمان نے جل کر کہا۔

"ان لوگوں نے وہی نام بتائے تھے... اپنے کارڈز دکھائے تھے... ہم کیا کرتے۔"

"یہ بات کسی طرح بھی ممکن نہیں ... خیر... اس سلسلے میں بات پھر کریں گے ... اس وقت تو آپ ہمیں ان سے ملوا دیں۔"

"لیکن آپ ان سے جھگڑا نہیں کریں گے۔"

"ہرگز نہیں! ہم جھگڑا کرنے والوں میں سے نہیں ہیں۔" پروفیسر بولے۔

"یہ اور بات ہے کہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جن سے لوگ جھگڑا کرتے ہیں۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"میں پتا کرتا ہوں۔"

اب اس نے ان کمروں کا ایکسٹنشن نمبر دبایا... دوسری طرف سے فوراً ہی کہا گیا:

"یس۔"

"آپ سے کچھ لوگ ملنا چاہتے ہیں۔"

"اوپر بھیج دیں۔" انہوں نے سنا ... فون کا اسپیکر آن تھا اور دوسری طرف کی بات ان سب نے خود سنی تھی۔

"جایئے صاحب۔" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

وہ لفٹ کی طرف بڑھے۔ کاؤنٹر کلرک نے اشارے سے لفٹ کا بتایا تھا... اور یہ بھی کہا تھا، پانچویں منزل۔

Uploaded By Nadeem

"یہ جو اس نے کہا ہے ... جایئے صاحب... بہت عجیب سے انداز میں کہا ہے۔" فرزانہ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"بالکل ٹھیک فرزانہ ... بالکل درست محسوس کیا۔"

"ایک تو یہ فرزانہ درست محسوس کیے بغیر رہ نہیں سکتی۔" فاروق جل گیا۔ وہ مسکرا دیے۔

"تب پھر کامران مرزا کیا خیال ہے۔" خان رحمان بولے۔

"خیال کیا ہوگا... ان لوگوں سے اب ملاقات تو کریں گے۔"

وہ پانچویں منزل پر پہنچے... لفٹ کے ساتھ ہی کمرہ نمبر 501 اور 502 نظر آگئے۔ انسپکٹر کامران مرزا نے دستک دی ... دروازہ فوراً ہی کھل گیا... ایک عجیب وغریب سی شکل صورت والا آدمی نظر آیا۔ اس نے عجیب سے لہجے میں کہا:

"آیئے!"

انہوں نے اس کے لہجے کے روکھے پن کو صاف محسوس کیا ... اس میں زمانے بھر کی بیزاری، نفرت اور دشمنی جھلک رہی تھی ... انہیں بہت حیرت ہوئی۔ آخر اللہ کا نام لے کر اندر داخل ہوئے۔

اندر پانچ افراد تھے...باقی دوسرے کمرے میں ہوں گے انہوں نے محسوس کیا..وہ پانچوں کے پانچوں حد درجے عجیب وغریب

تھے... اور ان پانچوں میں ایک بات مشترک تھی ... یعنی سب میں تھی۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

کوبرا ڈانس

چند لمحے تک وہ انہیں دیکھتے رہے ... اور ان کی نظریں ان پر جمی رہیں... ان کے چہروں پر وحشت کا راج تھا... انہیں دیکھ کر خوف محسوس ہوتا تھا... ان کے لباس ایسے تھے... جیسے ایسے تھے کہ بلاوجہ خوف محسوس ہوتا تھا۔

جیسی اکڑ ان کے چہروں پر تھی، بالکل ویسی اکڑ ان کے کپڑوں میں تھی ... آنکھوں میں نفرت کا ایک طوفان تھا۔ان کے کالروں پر ایک نیلے رنگ کا پانچ ستاروں والا اسٹیل کا ایک سٹیکر لگا ہوا تھا ، اس اسٹیکر پر پانچوں ستارے ابھرے ہوئے تھے۔ان ستاروں کے درمیان ایک خنجر گڑا نظر آرہا تھا ،یوں لگتا تھا جیسے خنجر ان میں گھونپا گیا ۔ اس پورے اسٹیکر پر نیلا رنگ تھا جب کہ خنجر کی نوک پر سرخ رنگ تھا ، گویا خون دکھایا گیا تھا ... انہوں نے اس قسم کا اسٹیکر پہلے بھی دیکھا تھا اور مزے کی بات یہ کہ ان سبھی

کالروں پر اس سے ملتا جلتا اسٹیکر موجود تھا :

'' آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں ۔''

'' آپ سے ملنا چاہتے تھے ... یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ آپ میں وہ کیا خاص بات ہے کہ ہمارے کمرے آپ کو لوگوں دے دیئے گئے ہیں ۔''

'' اوہ اچھا ! یہ بات ہے ... آپ مل چکے اور ہمیں دیکھ چکے ... اب آپ لوگ چلتے پھرتے نظر آئیں ۔'' ان میں سے ایک نے بھنا کر کہا ۔

'' شکریہ ! آؤ چلیں ۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے مسکرا کر کہا ۔

وہ اٹھے اور باہر نکل آئے... اب وہ نیچے آئے اور ایک ڈائننگ ہال میں بیٹھ گئے ۔ انہوں نے کچھ چیزوں کا آرڈر بھی دے دیا تاکہ وہاں بیٹھنے کا جواز تو ہو ۔

'' ان کے ساتھ خواتین اور عورتیں نظر نہیں آئیں...جب کہ ان کے ساتھ تین خواتین اور تین لڑکیاں تو ہونا ہی چاہییں تھیں...''

'' ہوسکتا ہے دوسرے کمرے میں ہوں...''

'' تم لوگوں نے اسٹیکروں پر غور کیا۔'' انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

Uploaded By Nadeem

"جی ... جی ہاں ... بالکل غور کیا۔"

"وادی میں کسی اور کے کالر پر یہ اسٹیکر نظر آیا۔"

"جی ہاں... بوڑھی خاتون کے گھروں پر قبضہ کرنے جو لوگ آئے تھے، ان کے کالروں پر بھی اسی سے ملتے جلتے نیلے ستاروں والے اسٹیکر ہم نے دیکھے تھے۔"

"لیکن اب ... اس وادی میں ... اس بات کا دھیان رکھنا... مجھے ان میں کوئی خاص بات محسوس ہوتی ہے۔"

"تو پھر کیا خیال ہے ... ہم کوئی اسٹیکر اڑا نہ لیں۔" محمود نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"بہت خوب! زبردست آئیڈیا ... یہ کام کر گزرو۔" انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

"کر تو اس وقت گزریں گے نا، جب وہ نیچے آئیں گے۔"

"ہم ان کا انتظار کریں گے ... ظاہر ہے... تمام وقت تو وہ کمروں میں بند رہنے کے لیے تو آئے نہیں ... نیچے تو وہ آئیں گے ... اور اس وقت تم لوگوں کو ان میں سے کسی ایک کے کالر پر ہاتھ صاف کرنا ہوگا۔"

"آپ فکر نہ کریں انکل ... ہم بہت صفائی سے ہاتھ

صاف کریں گے۔" فاروق بولا۔

اسی وقت ہال کے ایک کونے میں بنے ڈانس فلور پر رنگ برنگی روشنیاں جلنے بجھنے لگیں ... پھر اسپیکر پر آواز گونجی:

"آج شام ہم آپ کو کوبرا ڈانس دکھائیں گے ... سچ مچ کا کوبرا ڈانس... ہمارے ڈانسر کوبرا ہاتھ میں لے کر سٹیج پر آئیں گے اور کچھ لوگوں کو کوبرا سے ڈسوائیں گے ... اس طرح یہ کھیل موت کا کھیل بھی ثابت ہوسکتا ہے... کیونکہ اگرچہ وہ لوگ خود کو اکثر کوبرا سے ڈسواتے رہتے ہیں... لیکن... اس کھیل میں موت کے واقع ہو جانے کا امکان بھی ہوتا ہے... سپیروں کے بچے کوبرا سانپ کا زہر ایک خاص ترکیب سے کھاتے رہتے ہیں... اس طرح ان پر کوبرا کے کاٹنے کا اثر نہیں ہوتا... البتہ ایک دو بار ایسا ہوا کہ زہر کچھ زیادہ طاقت ور تھا... لہٰذا ڈسوایا جانے والا جان سے ہاتھ دھو بیٹھا... ان حالات میں آج کا کھیل بے ضرر ہوتے ہوئے موت کا کھیل بھی ثابت ہوسکتا ہے۔"

اس اعلان نے انہیں حیرت زدہ کر دیا ... بلکہ خوف زدہ کر دیا... انہوں نے چاروں طرف دیکھا... ہال میں تقریباً تمام میزیں بھری ہوئی تھیں... ہوٹل کی لابی میں داخل ہوتے وقت انہوں

Uploaded By Nadeem

نے اس بورڈ پر جہاں روزانہ کے پروگرام لکھے ہوتے ہیں...کوبرے کی تصویر والا ایک پوسٹر تو لگا دیکھا تھا...وہ غالباً اس کوبرا ڈانس کا تھا ... لیکن چونکہ وہ اس قسم کی چیزوں کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے... اس لیے اس پوسٹر کو پڑھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی تھی ... اب انہیں پتا چلا۔

ادھر اسپیکر پر آواز گونج رہی تھی:

"کوبرا ڈانس پروگرام کے ٹکٹ وقت سے پہلے خرید لیں... ورنہ ہوسکتا ہے، آپ ہاتھ ملتے رہ جائیں۔"

"کوبرا ڈانس دیکھنے کے لیے وہ لوگ ضرور نیچے آئیں گے ... ہم بھی ٹکٹ خرید لیتے ہیں... شام کو آ جائیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔اس دوران ہم اسٹیکر اڑانے کی کوشش کریں گے۔"

"بالکل ٹھیک ... لہٰذا اب یہاں بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔"

"لیکن بھئی اب جو چیزیں منگوائی ہیں... ان کے ساتھ تو انصاف کرنا پڑے گا... ہے نا"۔پروفیسر داؤد گھبرا کر بولے۔

"ارے ہاں! میں تو بھول ہی گیا۔" وہ ہنس دیئے۔

آخر کھانے سے فارغ ہو کر وہ باہر نکل آئے ... اب انہوں نے اس پوسٹر کو پڑھنا شروع کیا... اور بھی بے شمار لوگ اسے پڑھ رہے تھے ... لگتا تھا ... ہوٹل والے بہت خاص پروگرام دکھا رہے ہیں۔

تصویر میں ایک شخص کو سیاہ لباس میں سیاہ ناگ ہاتھ میں لئے دکھایا گیا تھا ... اس کے سامنے چار لڑکے کھڑے تھے ...اور وہ سانپ کا منہ ان میں سے ایک کی طرف بڑھا رہا تھا۔

پھر جونہی ان چاروں کے چہروں پر ان کی نظریں پڑیں... وہ الجھن کا شکار ہو گئے ... چہرے اگرچہ صاف نہیں تھے ... لیکن کسی حد تک جانے پہچانے سے تھے۔

انسپکٹر کامران مرزا کی پیشانی پر بل پڑ گئے... وہ فوراً استقبالیہ کاونٹر کی طرف بڑھے جہاں ایک طرف سیاہ تھری پیس سوٹ ملبوس ہوٹل کا ایک اسٹاف ممبر چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ سجائے، لوگوں سے رقم لے کر اور کریڈٹ کارڈ چارج کر کے ٹکٹ ان کے ہاتھ میں تھماتا جا رہا تھا....جب کوئی اس کے سامنے جا کھڑا ہوتا تو وہ ویلکم سر کہہ کر اس کا استقبال کرتا اور ٹکٹ دے کر تھینک یو سر کہہ کر اسے رخصت کرتا... یہاں بہت رش تھا ...لیکن تھوڑی دیر میں انہیں

Uploaded By Nadeem

ٹکٹ مل ہی گئے... ان سب کی الجھن اور بے چینی بڑھتی جا رہی تھی ... ایسے میں محمود نے کہا:

"عجیب بات ہے....اس وادی میں اس طرح کے تماشے کچھ زیادہ ہی نظر آرہے ہیں۔"

"کیوں نہ ہم اس سلسلے میں انسپکٹر قائم خان تیموری سے بات کریں۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

انہوں نے پولیس اسٹیشن کے نمبر ملائے... یہاں سے بتایا گیا کہ انسپکٹر صاحب نہیں ہیں ... ان کے پاس موبائل نمبر موجود تھا ... اس پر رابطہ کیا تو وہ مل گیا:

"تیموری صاحب... ایک اور خوفناک بات سامنے آئی ہے ... بالکل سرکس جیسی۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"جلدی بتائیں۔"

انہوں نے تفصیل سنا دی ... اپنی پہلی ملاقات کا حوالہ بھی دیا اور ساتھ ہی اپنا اصل تعارف بھی کرا دیا... بولے:

"اللہ اپنا رحم فرمائے... میں پولیس اسٹیشن پہنچ رہا ہوں... آپ بھی وہیں آجائیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

جلد ہی وہ سب پولیس اسٹیشن میں موجود تھے:

"میں نے اس پوسٹر کو دیکھا ہے ... جس طرح پہلے پوسٹر کی تصویر کو دیکھ کر ہمیں گمان گزرا تھا کہ کہیں چھلانگ لگانے والے ہمارے دوست منور علی خان تو نہیں، اسی طرح اس پوسٹر کو دیکھ کر خیال گزر رہا ہے کہ جن چار لڑکوں کو ناگ سے ڈسوایا جائے گا وہ شوکی برادرز تو نہیں ... لہٰذا ہم فکر مند ہو گئے ہیں، کیونکہ حلیے انہی جیسے ہیں۔ اور ہم حیرت زدہ ہیں کہ اس وادی میں آخر یہ ہو کیا رہا... ہم لوگوں کو ہی کیوں نشانہ بنایا جارہا ہے۔"

"ہوں... بات واقعی عجیب ہے ... خیر ہم آج کا پروگرام بھی دیکھ لیتے ہیں... لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میرے پاس اس پروگرام کیلئے ٹکٹ نہیں ہے۔"

"ہم نے چند زائد ٹکٹ خریدے ہیں... لہٰذا اس بارے میں کوئی فکر کی بات نہیں۔" خان رحمان مسکرائے۔

"ویسے بھی آپ پولیس والے ہیں... آپ کو کون روک سکتا ہے...جس علاقے میں ایسے قانون شکن کام ہو رہے ہوں...وہاں پولیس والے کیا کچھ نہیں کر سکتے۔" فرزانہ مسکرا کے بولی۔

Uploaded By Nadeem

"درست کہا آپ نے....لیکن میں ان حرکتوں کا قائل نہیں ہوں...میرے کچھ اصول ہیں۔"

"تب تو آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔"

"بہت بہت شکریہ۔" انسپکٹر قائم خان نے خوش ہو کر کہا۔

"آخر یہ شوکی برادرز ہیں کہاں... کچھ معلوم نہیں۔ ان سے موبائل پر رابطہ کرو۔" انسپکٹر کامران مرزا بے چین نظر آرہے تھے۔

"کر چکے ہیں انکل... موبائل بند ہیں۔"

"یہ بات بھی پریشان کن ہے۔"

"اور انکل! آفتاب، آصف اور فرحت کی کیا خبر ہے۔"

"وہ کل صبح روانہ ہوں گے۔"

"انہیں آپ نے بتا دیا ہے کہ ہوٹل شوانہ آنا ہے۔"

"ہاں اور استقبالیہ کاؤنٹر پر بھی نوٹ کروا دیا... لہٰذا ان کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"مطلب یہ کہ ہمیں صرف شوکی برادرز کے لیے فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔" فاروق نے فوراً کہا اور وہ سب مسکرا دیے۔

"خیر! بات اگر فکر مند ہونے کی ہے، تو ہم ایک اور بات پر فکر مند ہو سکتے ہیں۔" پروفیسر داؤد نے مسکرا کر کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"وہ یہ کہ انسپکٹر جمشید کہاں ہیں... وہ اب تک سامنے نہیں آئے... کم از کم انہیں ہمیں تو بتا دینا چاہیے تھا کہ وہ کہاں ہیں۔"

"میرا خیال ہے... انہوں نے اپنے آپ کو چھپا کر بہت اچھا کیا ہے..." انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

عین اس لمحے انسپکٹر کامران مرزا کے موبائل کی گھنٹی بجی... انہوں نے چونک کر موبائل کی اسکرین پر نظر ڈالی اور پکار اٹھے:

"شوکی برادرز کا فون۔"

"کیا!!!" ان کے منہ سے نکلا۔

انہوں نے موبائل آن کیا تو دوسری طرف سے شوکی کی پریشانی سے لبریز آواز سنائی دی:

"ہم مشکل میں ہیں انکل... بلکہ سخت مشکل میں... جلد از جلد ہم تک پہنچنے کی کوشش کریں۔"

"اوہ۔" مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

کوبرا

"کہاں سے بات کر رہے ہو شوکی۔" مارے گھبراہٹ کے انہوں نے کہا... لیکن شوکی کا فون بند ہو چکا تھا۔

"شوکی کا فون تھا... اس نے کہا... وہ لوگ سخت مشکل میں ہیں... جلد از جلد ان تک پہنچنے کی کوشش کرو..."

"ارے باپ رے۔"

"وادی میں لمحہ بہ لمحہ ہماری مشکلات بڑھ رہی ہیں... اور میں یہ بات واضح کر دینا چاہوں گا کہ کوئی بہت نزدیک سے ہم پر نظریں جما کے بیٹھا ہے۔ وہ ہمیں سانس نہیں لینے دے رہا ہے۔ ہمیں بُری طرح الجھائے رکھنا چاہتا ہے... آخر کیوں۔" آخری الفاظ بہت زوردار انداز سے کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"اس آخر کیوں کا جواب ہمارے پاس نہیں ہے۔"

"خیر... ہم جواب تلاش کریں گے... فکرمند ہونے کی

ضرورت نہیں... اس وقت الجھن یہ ہے کہ ہم ہوٹل سہارا کا کوبرا ڈانس دیکھیں یا شوکی برادرز کی تلاش میں نکلیں۔"

"جیسا کہ ہم اس پوسٹر کو دیکھ چکے ہیں... ان چاروں کی شکل و صورت اور قد وغیرہ شوکی برادرز جیسا ہے... تو کیوں نہ ہم کوبرا ڈانس میں چیک کریں... میرا مطلب ہے اس طرح تو ان کی تلاش میں جانے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جائے گی اور اگر وہ چاروں شوکی برادرز نہ ہوئے تو اس صورت میں ہم ڈانس درمیان میں چھوڑ کر نکل آئیں گے۔"

"ہوں! یہ ٹھیک رہے گا۔" خان رحمان نے کہا۔

"چلیے پھر یہ طے رہا۔"

"اور محمود تم ان نیلے اسٹیکر والوں میں سے ایک کا اسٹیکر ضرور اڑاؤ گے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔" محمود نے فوراً کہا۔

شام کو وہ وقت سے کچھ پہلے ہوٹل سہارا کے ہال میں آ گئے۔ ابھی اکثر میزیں خالی تھیں۔ ویٹر میزوں پر کھانے پینے کی چیزیں رکھ رہے تھے... پھر میزیں بہت تیزی سے بھرنے لگیں... جوں جوں ڈانس کا وقت قریب آ رہا تھا... ہال کی رونق میں اضافہ ہوتا

Uploaded By Nadeem

جارہا تھا...یہاں تک شام کے سات بجے کے قریب ایک میز بھی خالی نہیں رہ گئی تھی... آخر اسپیکر پر اعلان کیا گیا:

''خواتین و حضرات ! ہمارا خاص پروگرام کوبرا ڈانس اب شروع ہونے چلا ہے..یہ کوئی فرضی ڈانس نہیں ہے...واقعی کوبرا ڈانس ہے...اور زندگی اور موت کا ڈانس ہے... آپ نے اتنا ہولناک پروگرام زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوگا...لیجیے... سب سے پہلے ہمارے کوبرا ڈانس ماسٹر تشریف لاتے ہیں ماسٹر کنگ جاء''

اسٹیج کا پردہ ہٹا اور سیاہ لباس میں سیاہ رنگت کا ایک شخص ہاتھ میں سیاہ ناگ لیے اسٹیج کے دائرے میں آگیا...اس کی آمد پر پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

'' حاضرین ... یہ ہیں کوبرا ڈانس کے ماہر...پہلے یہ اپنی مہارت دکھائیں گے... پھر کوبرا سے اپنی زبان پر ڈسوائیں گے۔''

''کیا!!!''

'' آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ... کوبرا آپ کو کچھ نہیں کہے گا...رہ گیا میں ...میں تو اس سے اپنی زبان پر روزانہ ڈسواتا ہوں... اور ایسا کرنا میرے لئے کوئی بڑی بات نہیں۔''

ماسٹر کنگ جاء کی آواز ہال میں گونجی۔

'' کیا !!!'' لوگ پھر چلائے۔

'' جی ہاں!اب آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے یہ سب ڈرامہ ہے...ایسی کوئی بات نہیں...پہلے ہم اس بات کا ثبوت دیں گے کہ یہ کوبرا اصلی ہے یا نہیں...اس کے کاٹنے سے کیا ہوتا... کہیں یہ بالکل بے ضرر تو نہیں۔''

یہ کہہ کر اس نے تالی بجائی...فوراً ہی اسی حلیے جیسا ایک شخص ایک بلی کو گردن سے پکڑے اسٹیج پر لایا...بلی کی نظر کوبرا سانپ پر پڑی ، اس نے بہت خوفزدہ انداز میں چیخ ماری...اور لگی خود کو چھڑانے کے لیے زور لگانے:

'' لیڈیز اینڈ جنٹلمین...میں اس کوبرا سے بلی کو ڈسواؤں گا... آپ دیکھیں گے کہ بلی کس قدر جلد ختم ہوتی ہے...اس طرح آپ کو یقین آجائے گا کہ کوبرا کس قدر زہریلا ہے۔''

'' نہیں آئے گا۔''

ایک آواز گونجی ...وہ اس آواز کو سن کر بہت زور سے چونکے...انہیں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور آخر بولنے والے کو دیکھ لیا۔ ان کی آنکھیں مارے حیرت کے کھلی کی کھلی رہ گئیں:

'' کیا کہا...یقین نہیں آئے گا۔'' ماسٹر کنگ جاء نے چلا کر

Uploaded By Nadeem

کہا... مارے غصے کے اس کا چہرہ سرخ ہوگیا... اگرچہ اس کا رنگ سیاہ تھا۔

"ہاں! میں نے یہی کہا ہے... نہیں آئے گا یقین۔"

"میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اٹھ کر سامنے آکر بات کریں۔" ماسٹر غرایا۔

اسٹیج کے نزدیک ہی ایک میز سے ایک لڑکا اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

"تم... لل بوائے... کیا کہا تھا تم نے۔"

"آپ ذرا تمیز سے بات کریں۔ ہم اس وقت اس ہوٹل میں ایک معزز گاہک کی حیثیت سے موجود ہیں... ہم نے اس شو کا ٹکٹ بھی لیا ہے... لہذا آپ ہم سے اس لہجے میں بات نہیں کرسکتے... آپ نے ایک بات کہی... میں نے اس کی نفی کی... آپ یہ پوچھیں کہ میں نے یہ بات کس طرح کہہ دی... اس میں غصہ کرنے والی کون سے بات ہے بھلا۔"

"بالکل ٹھیک... بالکل ٹھیک۔" ہال میں موجود گاہکوں کی آوازیں گونج گئیں۔

"ماسٹر کنگ جاء کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا۔ آخر اس نے کہا۔

"آئی ایم سوری! آپ پلیز اپنی بات کی وضاحت کریں۔"

"ہاں! یہ ہوئی نا بات۔" لڑکا بولا... اس کے ساتھ میز پر ایک اور لڑکا ایک لڑکی کے ساتھ بیٹھا تھا ان دونوں کے چہرے پر مسکراہٹیں پھیل گئیں۔"

"دیکھیے... آپ نے کہا ہے کہ آپ اس کوبرا سے بلی کو ڈسوائیں گے... تاکہ تماشائیوں کو یقین ہو جائے کہ سانپ انتہائی زہریلا ہے... آپ کی اس بات پر میں نے یہ کہہ دیا کہ ہمیں اس طرح یقین نہیں آئے گا... بس بات تو اتنی سی ہے۔"

"یہی تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ آخر کیوں یقین نہیں آئے گا... جب کہ بلی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔"

"وہ ایسے کہ فرض کر لیتے ہیں... کوبرا زہریلا نہیں ہے... یا اس کے دانت نکال دیئے گئے ہیں... لیکن ادھر کوبرا سے ڈسوانے کے ساتھ آپ ہاتھ میں پکڑی ایک زہریلی سوئی بلی کے جسم میں گھونپ دیتے ہیں... اب بلی تو دراصل مرے گی اس سوئی سے... جبکہ تماشائی سب کے سب یہی سمجھیں گے کہ کوبرا کے ڈسنے سے مری ہے... اس لیے میں نے کہا تھا کہ ہمیں اس طرح یقین نہیں آئے گا۔"

Uploaded By Nadeem

"اوہ اچھا! یہ بات ہے... تب پھر آپ میں سے کوئی اسٹیج پر آجائے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ میں بلی کو ڈسوانے کے سوا اور تو کچھ نہیں کرتا۔" ماسٹر کنگ جا نے مسکرا کر کہا۔

"یہ مناسب رہے گا... لہٰذا، میں ہی آجاتا ہوں۔"

"شکریہ! تشریف لے آئیں۔"

وہ لڑکا چکر کاٹ کر اسٹیج پر پہنچ گیا... کیونکہ اسٹیج تک جانے کا راستہ دوسری طرف تھا:

"چلیے! اب آپ بلی کو ڈسوائیں۔"

ماسٹر کنگ جاء سانپ کا سر بلی کے قریب لے گیا... وہ بہت خوفناک انداز میں چلائی... اس نے خوب ہاتھ پاؤں مارنے شروع کیے... کنگ جا کے ساتھی نے چونکہ اسے گردن سے پکڑ رکھا تھا، اس لیے وہ ہاتھ پاؤں مار سکتی تھی اور پھر کنگ جا نے سانپ کا منہ بلی کے جسم سے لگا دیا... سانپ نے فوراً اسے ڈس لیا... بلی کے اس سے پہلے ہی تمام بال خوف کی وجہ سے پوری طرح کھڑے ہو چکے تھے... اس کے منہ سے گھٹی گھٹی آواز نکلی اور ساتھ ہی وہ ساکت ہوگئی... اس کے فوراً بعد لڑکا بولا۔

"ٹھیک ہے... اس میں اب کوئی شک نہیں کہ سانپ زہریلا

ہے... اب دکھائیں آپ کیا کھیل دکھانا چاہتے ہیں۔"

"آپ اپنی میز پر جائیں... آپ نے جس شک کا اظہار کیا تھا... اس کا جواب آپ کو مل گیا۔" کنگ جاء نے منہ بنایا۔

"ٹھیک ہے۔"

اور وہ پھر چکر کاٹ کر نیچے میز پر آگیا... ساتھ ہی کنگ جاء کی آواز ابھری۔

"اب ہم ان چاروں لڑکوں کو بلاتے ہیں... جنہیں ڈسوایا جائے گا۔"

"لیکن لڑکوں کا کیا قصور ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا کی آواز گونجی۔

"ان کا کوئی قصور نہیں... وہ ہمارے ساتھی ہیں... کوبرا کا زہر استعمال کرتے ہیں... اس لیے جب کوبرا انہیں ڈسے گا انہیں کچھ نہیں ہوگا۔ ان کے جسم پر ڈسنے کے نشانات آپ دیکھ سکیں گے۔"

"اچھی بات ہے... شروع کریں۔"

"روگو! انہیں لے آؤ۔"

وہ اسٹیج کا پردہ اٹھا کر چلا گیا... جلد ہی چار لڑکوں کے ساتھ

Uploaded By Nadeem

اسٹیج پر اتر آیا:

"یہ ہیں وہ لڑکے۔ اب دیکھیں ...میں باری باری انہیں ڈسواتا ہوں۔"

"ابھی آپ نے کوبرا سے اپنی زبان پر نہیں ڈسوایا۔" محمود بول پڑا۔

"اوہ ہاں...میں بھول گیا...یہ لیں۔"

یہ کہہ کر اس نے زبان باہر نکالی اور سانپ کا منہ زبان پر چھو دیا...سانپ نے فوراً ڈس لیا...اس نے زبان دکھائی اس سے خون رس رہا تھا۔

"آپ نے دیکھ لیا...مجھے کچھ نہیں ہوا۔ میں ان لڑکوں کو ڈسواتا ہوں"۔ یہ کہہ کر وہ ان میں سے ایک کی طرف بڑھا...ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا کی آواز ابھری۔

"ٹھہریئے۔"

یہ 'ٹھہریئے' بہت بلند آواز میں کہا گیا تھا...سب چونک اٹھے... ماسٹر کا ہاتھ بھی رک گیا۔

"کیا بات ہے..." اس نے انسپکٹر کامران مرزا کی طرف چونک کر دیکھا۔

"یہ لڑکے اپنے ہوش میں نہیں لگتے... گویا انہیں ہوش و حواس سے عاری کیا گیا ہے...ورنہ ان کے چہروں پر کچھ تو تاثرات نظر آتے...یوں لگ رہا ہے، جیسے یہ گہرے نشے میں ہیں۔"

"یہ آپ کا وہم ہے...یہ اپنے ہوش و حواس میں ہیں۔"

"اچھا تو مجھے ان سے بات کرنے دیں۔"

"آپ ... آپ عجیب آدمی ہیں۔ جب میں کہہ چکا ہوں کہ سانپ کے ڈسنے سے انہیں کچھ نہیں ہوگا۔"

"اس کے ساتھ آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک دو فیصد امکان اس بات کا ہے کہ یہ سانپ کے کاٹنے سے مر جائیں ...لہٰذا ہم یہ خیال کر رہے ہیں کہ یہ پروگرام دراصل انہیں ہلاک کرنے کا ہے۔"

"کیا... نہیں!" ہال میں کئی خوف زدہ آوازیں ابھریں۔

"جی ہاں! یہی بات ہے...اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر انہیں چاہیے... ہمیں ان سے بات کرنے دیں۔"

"اچھی بات ہے... کریں بات۔"

"تو سنیے... میں ان میں سے ایک کو مخاطب کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر انہوں نے ایک نظر چاروں کی طرف ڈالی۔

Uploaded By Nadeem

پھر بولے:

''شوکی! کیا تم ہوش میں ہو۔''

☆☆☆☆☆

ہوٹل شوانہ

ان میں سے کسی کے جسم میں حرکت پیدا نہ ہوئی جب کہ ان کی آنکھیں کھلی تھی۔ وہ نیند میں نہیں تھے...نہ ہی ہوش میں تھے ...بس اپنے پیروں پر کھڑے تھے :

''یہ اپنے حواس میں نہیں ہیں... انہیں کوئی دوا سنگھائی گئی ہے، جس کی وجہ سے انہیں معلوم نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہونے جارہا ہے ...ان حالات میں ان پر یہ تجربہ نہیں کیا جاسکتا ...یہ ہوش میں ہوں اور ان کی مرضی سے یہ تجربہ کیا جائے تو ایک بات بھی ہے ، اگرچہ اعتراض تو اس صورت میں بھی کیا جاسکتا ہے ۔''

'' آپ کون ہوتے ہیں... یہ ہمارا ہوٹل ہے ... ہمارا پروگرام ہے...'' ماسٹر کنگ جاء نے جھلا کر کہا ۔

'' اور یہ چاروں ... سوال تو یہ ہے کہ چاروں کون ہیں... ان کی زندگیوں سے کھیلنے کا اختیار آپ کو کس نے دیا ہے ۔''

Uploaded By Nadeem

"یہ... یہ ان لوگوں کو ہم نے خریدا ہے۔" وہ ہنسا۔

"کیا کہا... خریدا ہے... یہ ہمارے ملک میں انسانوں کی خرید و فروخت کب سے ہونے لگی ہے۔"

"انسانوں کی خرید و فروخت بند نہیں ہوئی... مختلف شکلوں میں ہوتی رہتی ہے... اب آپ ہمیں اپنا کام کرنے دیں۔"

"ہرگز نہیں... یہ نہیں ہوسکتا... اگر آپ نے ان میں سے کسی ایک کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تو ہم سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

"ایسی گیدڑ بھبکیوں میں آنے والے نہیں ہم... یہ لو۔" ماسٹر کنگ جاء نے کہا اور شوکی کے منہ کی طرف کوبرا والا ہاتھ بڑھایا... ساتھ ہی فائر کی آواز گونجی... کنگ جاء کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی... سانپ اس کے ہاتھ سے نکل کر اونچا اچھلا اور اسٹیج پر آگرا... اس کا سر غائب تھا... گویا گولی اس کے سر پر لگی تھی۔

"یہ کیا کیا..." کنگ جاء دہاڑا۔

"جو کرنا چاہیے تھا۔"

"اب تم لوگ اس ہوٹل سے زندہ بچ کر نہیں جاسکتے... انہیں پکڑ لیا جائے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی محمود، فاروق وغیرہ نے بھی پروفیسر داؤد

کے دیئے ہوئے کھلونے نکال لئے، انسپکٹر کامران مرزا کے ہاتھ میں تو پہلے ہی پستول موجود تھا اور سانپ کا سر انہوں نے ہی اڑایا تھا... کنگ جاء کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ سیکورٹی گارڈز کی فوج ان کی طرف بڑھتی نظر آئی... عین اسی لمحے انہوں نے کمرہ نمبر 501 اور 502 کے مسافروں کو ہال میں آتے دیکھا... انسپکٹر کامران مرزا کی نظر جونہی ان پر پڑی... انہوں نے محمود کے کان میں کہا:

"محمود ہوشیار! وہ لوگ آگئے ہیں... تمھیں ان حالات میں بھی اپنا کام کرنا ہے۔"

محمود نے ایک نظر ان آنے والوں پر ڈالی اور بولا۔

"آپ فکر نہ کریں انکل۔"

ادھر سیکورٹی والے ان کے نزدیک آگئے... ان کے ہاتھوں میں بھی پستول تھے۔

"تم اپنا پستول گرا دو... تمھیں اس سانپ کی قیمت ادا کرنا ہوگی... ورنہ ہم تمھیں نہیں چھوڑیں گے۔"

"ہم سانپ کی قیمت ادا کرنے کے لیے تیار ہیں..." خان رحمان بولے۔

Uploaded By Nadeem

"کیا کہا ... تم لوگ سانپ کی قیمت ادا کرنے کے لیے تیار ہو ... معلوم بھی ہے ... قیمت کتنی ہے۔"

"نہیں ... تم بتادو۔"

"ایک کروڑ۔"

"ٹھیک ہے... ماسٹر کو ہم ایک کروڑ ادا کر دیں گے ...شرط یہ ہے کہ اس کی قیمت ایک کروڑ ہو ... اگر مارکیٹ میں کم قیمت ہوئی تو ایک کروڑ نہیں دیں گے ... اول تو ہم بدلے میں آپ کو کوبرا ہی دے دیں گے۔"

"آپ نے سنا ماسٹر۔"

ماسٹر کنگ جاء ابھی تک اسٹیج پر موجود تھا ... اس نے ایک نظر سب پر ڈالی، پھر بولا۔

"ٹھیک ہے ... میں آرہا ہوں ... بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔"

"لیکن ہم کہاں جائیں ... جو ٹکٹ خرید کر آئے تھے ... ہم تو کوبرا ڈانس دیکھنے آئے تھے۔" بہت سے لوگوں کی ملی جلی آوازیں ابھریں۔

"آپ کو کوبرا ڈانس دکھایا جائے گا۔" منور علی خان کی آواز گونج گئی۔

"کیا ... دکھایا جائے گا ... وہ تو مر چکا ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں ... لیکن اب یہ ڈانس کل دکھایا جائے گا ...یا پھر آپ اپنے ٹکٹوں کے پیسے واپس لے لیں۔"

"اور پیسے واپس کون دے گا ..." کسی نے کہا۔

"ہم دیں گے ... آپ فکر نہ کریں ... پہلے ذرا ان لوگوں سے بات کرلیں۔"

"ٹھیک ہے ... ٹھیک ہے۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"میں آرہا ہوں۔"

"پہلے ان لوگوں کو ہوش میں لائیں ... ہم ان سے پوچھ تاچھ کریں گے ... انہیں ساتھ لے آتے ہیں۔"

"تب پھر اس ساری بات چیت کے لیے منیجر صاحب کا کمرہ ٹھیک رہے گا ... بہت بڑا ہے ... اور خود ..."

ماسٹر کنگ جاء کے الفاظ درمیان میں رہ گئے ... انہوں نے دیکھا ... اس کی نظریں کمرہ نمبر 501 اور 502 کے مسافروں پر جمی تھیں ... جو اب کافی نزدیک آچکے تھے۔ ماسٹر کی اور ان کی نظریں آپس میں مل چکی تھیں ... انہوں نے صاف محسوس کر لیا تھا کہ وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ باتیں کر رہے ہیں ... یہ محسوس

Uploaded By Nadeem

کرتے ہی انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی سے کہا:

"آپ کہتے کہتے رک کیوں گئے مسٹر کنگ جاء۔"

کنگ جاء چونکا... پھر جلدی سے بولا۔

"میں کیا کہہ رہا تھا۔"

"آپ کہہ رہے تھے... منیجر کے کمرے میں چل کر بات کر لیتے ہیں، وہ خود... بس آپ نے یہاں تک کہا تھا۔"

"اوہ ہاں! منیجر خود بھی اس بات چیت میں شریک رہیں گے۔"

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔"

"آجائیں پھر... ان چاروں کو بھی لے آئیں۔"

انسپکٹر کامران مرزا نے کہا: ساتھ ہی انہوں نے محمود سے کہا۔

"محمود... تمھارے لیے موقع اچھا ہے۔"

"میں چلا... فرزانہ تم میرے ساتھ آؤ۔"

محمود اس انداز سے اٹھا جیسے اچانک واش روم جانے کی ضرورت پیش آگئی ہو اور اندھوں کی طرح آگے بڑھا... لگتا تھا جیسے وہ اپنے ہوش میں نہیں ہے... اس نے بہت تیزی میں ان لوگوں کے درمیان سے گزرنے کی کوشش کی... جو چلے آرہے

تھے... اور ان میں ایک سے اس بری طرح ٹکرایا کہ دونوں دھڑام سے گر پڑے:

"اوہو! کیا مصیبت ہے... دیکھ کر تو چلا کرو... تمہاری یہ عادت نہیں گئی آج تک۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فرزانہ اسے اٹھانے کے لیے جھکی... اور اس جھکنے کے چکر میں خود بھی لڑکھڑا گئی اور محمود پر گر پڑی:

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔" نیچے دبا ہوا آدمی چلایا۔

اس وقت اس کے ساتھی حرکت میں آچکے تھے... انہوں نے بازو سے پکڑ پکڑ کر فرزانہ اور محمود کو اس آدمی پرے دھکیل دیا اور اسے اٹھنے میں مدد دی۔

"یہ... یہ لوگ نہایت بدتمیز ہیں..."

لیکن وہ تو اتنی دیر میں غائب ہو چکے تھے۔

"ہائیں... یہ کہاں گئے۔" وہ چلایا جسے محمود نے گرایا تھا۔

"غغ... غلطی ہوگئی... معاف کر دیں۔" ایک میز کے نیچے سے آواز آئی۔"

"باہر نکلو..." ایک بیرا غرایا۔

"ٹھہرو بھی... ٹھہرو... اس میں اس قدر طیش میں آنے کی کیا

Uploaded By Nadeem

ضرورت ہے... جب وہ معافی مانگ رہے ہیں۔"

"اس وقت یہاں ایک سنگین مسئلہ درپیش ہے... ایک عدد کوبرا ہلاک ہوگیا ہے اور اس کا مقدمہ مینیجر کے کمرے میں پیش ہونے جا رہا ہے... درمیان میں آپ آگئے... لہٰذا آپ کا مسئلہ بعد میں دیکھ لیں گے... پہلے کوبرا کے بارے میں بات کرتے ہیں۔"

"تب پھر ہم بھی مینیجر کے کمرے میں چلیں گے... اپنا مقدمہ ہم بھی وہیں لڑیں گے... بہر حال اس بات کو لکھ لیں... ہم اس لڑکے اور لڑکی کو معاف نہیں کریں گے... ان سے بدلہ لیں گے۔"

"یہاں بدلہ لینے کا مزہ نہیں آئے گا... ہوٹل کے باہر ایک شاندار پارک ہے... آپ اپنا بدلہ وہاں لیجیے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے تجویز پیش کی۔"

"یہ ٹھیک رہے گا... منور علی خان نے ان کی تائید کی۔

"اچھی بات ہے۔ کنگ جا بولا... پہلے آپ لوگ مینیجر کے کمرے میں آئیں۔"

یہ کہہ کر کنگ جاء ایک طرف بڑھا... شوکی برادرز اس کے پیچھے غلاموں کی طرح چل رہے تھے... یوں لگتا تھا جیسے گہری نیند میں ہوں... ان کی آنکھیں کھلی تھیں... قدم ڈگمگا رہے تھے۔

"ان کے بازو پکڑ لو" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

انہوں نے جلدی جلدی شوکی برادرز کے بازو پکڑ لیے... اور باقی لوگوں کے ساتھ چلتے رہے... یہاں تک کے کنگ جاء شیشوں کی دیواروں والے ایک ہال نما کمرے میں داخل ہوا۔

انہوں نے سفید بالوں والے ایک ادھیڑ عمر آدمی کو ایک بڑی میز کے دوسری طرف رکھی شاہانہ کرسی پر بیٹھے دیکھا... اس کی نظریں ہال کے کونے میں لگی ایک بڑی اسکرین پر جمی تھی... انہوں نے اسکرین کی طرف دیکھا.. وہاں وہ سب لوگ نظر آئے... جو ابھی ابھی اندر داخل ہوئے تھے... یا ہو رہے تھے۔ وہ پہلے ہی ان سب کو پورے ہال میں دیکھ رہا تھا۔

"کرسیوں پر بیٹھ جایئے، سارا معاملہ میرے علم میں ہے، مجھے بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"دراصل ہم موت کا یہ کھیل نہیں دیکھ سکتے تھے، اس لیے دخل اندازی کر بیٹھے... اب یہ اپنے کوبرا کی قیمت لے لیں... اور ان چاروں کو ہمارے حوالے کردیں... یا یہ بتا دیں کہ یہ ان کے کیا لگتے ہیں وغیرہ۔" انسپکٹر کامران مرزا نے پرسکون آواز میں کہا۔

"ماسٹر کنگ جا! آپ کیا کہتے ہیں۔"

Uploaded By Nadeem

"ٹھیک ہے ... یہ کوبرا کی قیمت دے دیں ... ان چاروں کو یہ ساتھ لے جائیں ... مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"بہت خوب! ماسٹر کنگ کوبرا کی قیمت بتائیں۔"

"ایک کروڑ۔"

"قیمت تو ہم بازار کے مطابق ہی دے سکتے ہیں۔" منور علی خان مسکرائے۔

"آپ کے خیال میں کوبرا کی قیمت کم ہے۔"

"ہاں کیوں نہیں... یہ تو آٹھ دس ہزار میں مل جاتا ہے۔" منور علی خان مسکرائے۔

"کیا کہا!!!" ماسٹر کنگ جا چلایا۔

"بلکہ ایک سے بڑھ کر ایک کوبرا مل جاتا ہے ... یہاں تک کہ بیس ہزار روپے میں تو افریقہ کا کوبرا مل جاتا ہے۔"

"آپ ... آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں ... مارے حیرت کے کنگ جاء نے کہا۔

"آپ اس بات کو چھوڑیں کہ میں یہ کس طرح کہہ سکتا ہوں۔"

"اگر اتنا سستا کوبرا مل جاتا ہے تو آپ مجھے خرید کر دے

دیں۔"

"منظور ہے ... کل آپ کو کوبرا مل جائے گا۔"

"لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے ... ہو سکتا ہے ... آپ بھاگ جائیں۔"

"ضمانت لے لیں ..." انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"اور یہاں آپ کی ضمانت کون دے گا ... آپ تو وادی میں اجنبی ہیں۔"

"وادی کے پولیس آفیسر انسپکٹر تیموری ہماری ضمانت دیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

ان کے ساتھیوں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا ... جیسے کہہ رہے ہوں۔

"بھلا وہ کیسے ضمانت دے دیں گے ... جب کہ تم لوگ ان کے لئے بھی تو اجنبی ہو۔"

"ٹھیک ہے ... اگر وہ ضمانت دے دیتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔"

"یہ بات تو ہو گئی ... اب رہ گیا معاملہ ان چاروں کا۔"

"ان کے بارے میں میں وضاحت کیے دیتا ہوں ... ان کا

Uploaded By Nadeem

باپ انہیں میرے پاس لایا تھا ... کہ انہیں کھیل دکھانے کے لیے اپنے پاس رکھ لیں اور ان کے بدلے میں اسے ایک لاکھ روپے دے دیں ... سو میں نے اسے ایک لاکھ روپے دیئے تھے ... آپ وہ ایک لاکھ بھی مجھے دے دیں اور میرے کوبرے کے بدلے میں کوبرا دے دیں ... مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا ... میں اس سارے معاملے سے الگ ہو جاؤں گا۔"

"اچھی بات ہے ... یونہی سہی ... خان رحمان صاحب اسے ایک لاکھ دے دیں، کوبرا ہم صبح دیں گے، آپ انسپکٹر قائم خان کو بلالیں ... وہ ہماری ضمانت دے دیں گے"۔

"آپ خود بلالیں۔" منیجر نے برا سا منہ بنایا۔

"چلیے کوئی بات نہیں ... ہم بلا لیتے ہیں۔"

اب انہوں نے انسپکٹر قائم خان کے نمبر ڈائل کیے اور مختصر طور پر صورتِ حال بتا کر بولے۔

"مہربانی فرما کر آپ یہاں آجائیں ... اس طرح مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔"

"میں یہیں ہوں... فکر نہ کریں، ایک طرف ہو کر تمام کارروائی نوٹ کر رہا ہوں"۔

"اوہ اچھا!"

یہ کہہ کر انہوں نے موبائل بند کر دیا ... اور ان سے بولے۔

"وہ آرہے ہیں ..."

"آپ نے ابھی ایک لاکھ نہیں دیئے۔"

خان رحمان نے برا سا منہ بنایا اور جیب میں سے بڑے نوٹ نکال کر ایک لاکھ گن دیے۔"

"شکریہ۔"

"اب ہمارا معاملہ ..." نیلے اسٹیکر والا بولا۔

"اوہ ہاں! آپ کیا کہتے ہیں۔"

"ان لوگوں نے ہماری بے عزتی کی ہے... مجھے نیچے گرایا"

"لیکن ایسا اتفاق سے ہوا... جانتے بوجھتے نہیں کیا گیا۔"

انسپکٹر کامران مرزا جلدی سے بولے۔

"جی نہیں ... ایسا ارادے کے تحت کیا گیا ہے ... یہ بچے بہت شرارتی ہیں ... میں چاہتا ہوں، انہیں شرارت کا مزہ چکھایا جائے۔"

"اور اس کا کیا طریقہ ہوگا۔" منیجر نے کہا:

"میں بھی انہیں گراؤں گا۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہوگا۔" منیجر نے خوش ہو کر کہا۔

Uploaded By Nadeem

"آپ کو بھلا اس سے کیا فائدہ ہو گا ... یہ آپ سے معافی مانگ لیتے ہیں ..." پروفیسر داؤد نے جلدی سے کہا۔

"مجھے اپنا بدلا لینا ہے اور بس۔"

"اچھی بات ہے ... آپ اپنا بدلا لے لیں... محمود ... تم اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔انہیں اپنے دل کی بھڑاس نکال لینے دو۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"جی اچھا۔" یہ کہہ کر وہ اٹھ کے کھڑا ہوگیا اور کمرے کے درمیان میں آگیا۔

"یہاں نہیں... ہوٹل کے ہال میں... جہاں اس لڑکے نے انہیں گرایا تھا۔" ماسٹر کنگ جاء نے کہا۔

"اچھی بات ہے... ہم ہال میں چلے چلتے ہیں... لیکن پہلے ضمانت والا معاملہ حل ہو جائے، انسپکٹر صاحب آتے ہی ہوں گے... ورنہ پھر یہاں آنا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے ... کوئی حرج نہیں۔" منیجر نے جلدی سے کہا۔

اور پھر انسپکٹر قائم خان تیموری اندر داخل ہوئے:

"ہاں کیا معاملہ ہے ... پہلے مجھے تفصیل سے بتایا جائے ... کہیں میں بھی نہ ضمانت دے کر پھنس جاؤں... کیونکہ میرے

بڑوں نے مجھے نصیحت کر رکھی ہے کہ کسی کی ضمانت نہ لوں... ضمانت لینے والا بعض اوقات بہت بڑا پھنستا ہے۔"

"لیکن کسی کی مدد کے لیے کبھی ضمانت لینی پڑ بھی جاتی ہے۔" پروفیسر داؤد نے مسکرا کر کہا۔

"جی ہاں! یہ بات ہے ... لیکن میں آپ لوگوں کو نہیں جانتا... زندگی میں پہلی بار ہم لوگوں کی ملاقات ہوئی ہے ... ان حالات میں بھلا میں کیسے ضمانت لے سکتا ہوں۔" انسپکٹر تیموری اجنبیت ظاہر کرنے کی کامیاب ایکٹنگ کر رہا تھا۔

"آپ پہلے ساری بات سن لیں... یہ کوئی ایسا سنگین مسئلہ نہیں ہے کہ اس میں آپ پھنس جائیں گے... اگر آپ پسند کریں تو ہم دارالحکومت کے کسی ذمے دار آدمی سے آپ کو فون کروا دیں گے۔"

"اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے ... بات بتائیں۔" وہ بولے۔

اب انہیں ساری بات بتائی گئی... آخر وہ بولے:

"ٹھیک ہے ... منیجر صاحب... اور مسٹر کنگ جاء! میں ان حضرات کی ضمانت لیتا ہوں... یہ آپ کو صبح کو برا لا دیں گے۔"

"لیکن میں کوئی ایسا ویسا کو برا نہیں لوں گا۔"

Uploaded By Nadeem

"آپ فکر نہ کریں... کوبرا آپ کو پسند نہیں آئے گا تو دوسرا دکھا دیں گے۔" منور علی خان مسکرائے۔

"کیا کہا۔" ماسٹر کنگ جاء نے مارے حیرت نے کہا۔

"آپ کو کوبرا چاہیے اور اپنی مرضی کا چاہیے ... بس بات ختم۔"

"اب رہ گئے ہم۔" نیلے سٹیکر والے نے کہا۔

"ان کا کیا ہے۔" انسپکٹر قائم خان تیموری بولے۔

انسپکٹر کامران مرزا نے انہیں ساری تفصیل سنا دی... ان کا منہ بن گیا... ناخوش گوار لہجے میں بولے:

"منیجر صاحب... بھلا یہ بھی کوئی بات ہے ... ایک اتفاقیہ ٹکر سے ایسا ہوگیا۔"

"میں تو اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ رہا... ان حضرات کا مطالبہ ہے یہ تو، آپ ان سے بات کر لیں۔"

"اچھی بات ہے..." یہ کہہ کر انسپکٹر قائم خان تیموری ان کی طرف مڑے۔ یہ وہی چار تھے... جن سے کمرہ نمبر 501 میں ملاقات ہوئی تھی۔ چاروں کے چہروں پر اس وقت بھی ویسی ہی رعونت طاری تھی۔

Uploaded By Nadeem

"آپ ان بچوں کو معاف کر دیں۔"

"ہرگز نہیں... ہم انہیں نیچے گرائیں گے۔"

"ٹھیک ہے کرلیں... آپ اپنا شوق پورا..."۔

"چلیے پھر ہال میں... ارے۔" نیلے اسٹیکر والا شخص زور اچھلا۔

اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

☆☆☆☆☆

ڈبل مقابلہ

''اب آپ کو کیا ہوا؟'' انسپکٹر قائم خان نے برا سا منہ بنایا۔

''کک... کچھ نہیں... ہال میں چلیں۔'' اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''آپ کا نام کیا ہے جناب؟'' محمود نے اس کی طرف دیکھا۔ جسے گرایا تھا۔

''مجھے قارن کہتے ہیں ... کیوں؟'' اس نے کاٹ کھانے والے انداز میں کہا۔

''بس یونہی... میں نے سوچا، اب آپ سے رابطہ پڑنے چلا ہے تو کم ازکم آپ کا نام تو ہمیں معلوم ہو۔''

''ہوگیا پھر؟'' وہ گرج کر بولا۔

''جج... جی بالکل۔'' محمود نے کانپنے کی ایکٹنگ کی۔

''تو پھر چلو ہال میں... تماشائیوں کو کوبرا ڈانس دیکھنے کو

نہیں ملا، لیکن اس کے بدلے میں ہم انھیں تمہارا ناچ دکھائیں گے۔''

''لل... لیکن جناب! ہمیں تو ناچنا آتا ہی نہیں۔'' فاروق بوکھلا اٹھا۔

''بس دیکھتے جاؤ... آج تم ایسا ناچ ناچو گے کہ پھر یہ نہیں کہہ سکو گے... ہمیں ناچنا نہیں آتا۔''

''انکل! یہ لوگ تو ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں... ہمیں ان سے بچایئے۔'' فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

''سنیے جناب! آپ اس بے عزتی کی قیمت لے لیں۔'' خان رحمان نے گھبرا کر کہا۔

''کیا لے لوں۔'' قارن نے انھیں گھورا۔

''بے عزتی کی قیمت۔'' خان رحمان ڈرے ڈرے انداز میں مسکرائے۔

''بے عزتی کی بھی قیمت ہوتی ہے۔'' قارن نے آنکھیں نکالیں۔

''ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہوسکتا جناب!''

''حد ہوگئی بیہودگی کی۔'' قارن جھلا اٹھا۔

Uploaded By Nadeem

"چلیے پھر... اگر آپ نہیں مانتے تو اپنا بدلہ لے لیں۔" محمود نے کندھے اچکائے۔

"آپ بھی آیئے۔" قارن نے منیجر سے کہا۔

"اگرچہ میں اپنے آفس میں بیٹھ کر بھی سب کچھ دیکھ سکتا ہوں... لیکن آپ ہمارے بہت ہی معزز مہمان ہیں... اس لیے میں آپ کی بات ٹال نہیں سکتا... آپ کے ساتھ ہال تک چلوں گا اور یہ ناچ ضرور دیکھوں گا۔"

"بہت خوشی ہوئی یہ سن کر... آیئے۔" قارن بولا۔

اب سب لوگ ہال میں آگئے... لوگ پہلے ہی انتظار میں بیٹھے تھے کہ وہ لوگ کیا فیصلہ کرتے ہیں... ہال میں پہنچتے ہی قارن نے بلند آواز میں کہا:

"خواتین و حضرات آپ کو یقیناً یہ سن کر خوشی ہوگی کہ ان لوگوں نے میرے ساتھ جو کیا ہے... وہی ان کے ساتھ کیا جائے گا۔"

"کیا مطلب؟" ہال میں بے شمار آوازیں ابھریں۔

"ان لوگوں نے مجھے گرایا تھا... میں انھیں گراؤں گا۔"

"واہ!!!" پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا... گویا یہ سن کر سبھی

کو خوشی ہوئی تھی... البتہ ایک شخص نے ناخوش گوار انداز میں کہا۔

"اس سے کیا حاصل ہوگا بھلا۔"

"ان سے انتقام لیا جائے گا... اور کیا فائدہ ہوتا۔" قارن نے منہ بنایا۔

"آپ اس لڑکے کی بجائے... مجھے گرا لیں... اور اپنا بدلہ مجھ سے لے لیں... میں اس معصوم لڑکے کو زمین پر گرتے اور چوٹ کھاتے نہیں دیکھ سکتا۔" اس نے بلند آواز میں کہا۔

سب نے اس شخص کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا... وہ عجیب سے حلیے کا آدمی... بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے... آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک تھی... اور لباس بہت ڈھیلا ڈھالا سا تھا...

"بہت ہمدردی ہے آپ کو اس سے... تو جب میں اسے نیچے گراؤں... آپ نہ گرنے دیجیے گا اسے... بچا لیجیے گا۔"

"کک کیا واقعی... یعنی آپ مجھے اجازت دے رہے ہیں۔" وہ خوش ہو کر بولا۔

"ہاں بالکل۔"

"اچھی بات ہے... یونہی سہی۔"

"بزرگوار! آپ تشریف رکھیے... یہ میچ ہمارے اور ان کے

Uploaded By Nadeem

درمیان ہوجانے دیجیے۔'' محمود نے گھبرا کر کہا۔

''نہیں! میں تم لوگوں کی مدد کروں گا۔''

''اللہ کی مہربانی سے ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔''

''لیکن میں تو تم لوگوں کی مدد کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں... آخر اس میں کیا حرج ہے کہ میں تمہارے کام آجاؤں۔''

''ہمیں ڈر ہے اس طرح معاملہ اور گڑبڑ ہوجائے گا نا۔'' محمود نے پریشانی کے عالم میں کہا ... ساتھ ہی اس نے انسپکٹر کامران مرزا کی طرف دیکھا... وہ مسکرائے اور بولے:

''بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے اس برخوردار کی ٹکر سے یہ قارن صاحب گر پڑے تھے... اب یہ بدلے میں انہیں گرانا چاہتے ہیں... تو اس میں کسی دوسرے کا کیا عمل دخل... لہٰذا اس معاملے میں کوئی بھی دخل نہیں دے گا۔''

''بالکل ٹھیک ہے۔'' محمود نے جلدی سے کہا۔

''مجھے کوئی اعتراض نہیں۔''

اور محمود ہال کے درمیان خالی جگہ پر آکھڑا ہوا... اس نے قارن سے کہا:

''آپ اپنا بدلا لے لیں۔''

''ضرور کیوں نہیں۔'' قارن نے کہا اور اس کی طرف دوڑ لگا دی ... گویا وہ دوڑ کر محمود سے پوری قوت سے ٹکرانا چاہتا تھا۔ محمود اپنی جگہ پرسکون سے کھڑا رہا... پھر جونہی قارن اس کے نزدیک آیا وہ بلا کی پھرتی سے پہلو بدل گیا... اب چونکہ قارن پوری رفتار سے آرہا تھا اور اسے محمود کی طرف سے یہ امید بھی نہیں تھی کہ وہ پہلو بچا جائے گا ،اس لیے اپنی جھونک میں آگے نکل گیا اور میدان کی حدود سے باہر رکھی میز سے ٹکرا گیا ... میز الٹ گئی ، اس کے گرد بیٹھے لوگ بھی کرسیوں سمیت الٹ گئے ۔میز پر رکھی کھانے پینے کی چیزیں فرش پر بکھر گئیں۔ برتن دور تک لڑھکتے چلے گئے... خود قارن بھی اس الٹ جانے والی چیزوں پر گرا تھا۔

اور یہ سب چشم زدن میں ہوگیا ... کسی کو بھی ایسی امید نہیں تھی ... قارن آگ بگولا ہو کر اٹھا۔ محمود کی طرف مڑا... محمود اپنی جگہ پر کھڑا نظر آیا:

''میں آرہا ہوں... بچ کر دکھانا۔''

''جج... جی ... جی اچھا۔'' محمود نے لرز کر کہا۔

قارن نے پھر دوڑ لگائی ... اس مرتبہ محمود یک دم نیچے بیٹھ گیا، قارن اس کے اوپر سے ہوتا ہوا دھڑام سے فرش پر گرا ، کیونکہ اس

Uploaded By Nadeem

کے دوڑتے پاؤں محمود کے بدن سے ٹکرائے تھے... وہ اچھل کر گرا تھا... اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی ... شاید پسلیوں پر چوٹ آئی تھی ۔ اب اس سے اٹھا نہ گیا،اس کا ایک ساتھی یہ بات محسوس کرکے اس کی طرف بڑھا اور اسے اٹھنے میں مدد دی :

''م م... مجھے کسی کرسی پر بٹھا دو... اور مل کر اس لڑکے کی مرمت کردو۔''

اس کی آواز ہال میں گونج گئی... لوگ پہلے ہی سکتے میں تھے کہ یہ ہوٹل میں ہو کیا رہا ہے ... اب یہ بات سن کر پورے ہال پر سنسنی طاری ہوگئی ۔

قارن کو کرسی پر بٹھا کر اس کے چاروں ساتھی چار طرف سے اس کی طرف بڑھے... محمود کے ساتھیوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا ... البتہ وہ بے تحاشہ بڑھے بالوں والا شخص پکار اٹھا :

''یہ نا انصافی ہے ۔''

''کیا مطلب ؟'' چاروں میں سے ایک نے چونک کرکہا ۔

''ایک اکیلے ... ...وہ بھی لڑکے کے مقابلے چار جوان اور طاقتور آدمی ...یہ نا انصافی نہیں تو کیا ہے ... ایک کے مقابلے میں ایک ہی آئے... ورنہ اس لڑکے کی مدد کے لیے میں میدان میں

آجاؤں گا ۔''

'' آتے ہیں تو آجائیں... ہم اپنے ساتھی کا حال دیکھ رہے ہیں ... اس سے اٹھا نہیں جا رہا ۔'' چار میں سے ایک بولا ۔

'' تو اس میں اس کا کیا قصور ۔''

'' سارا قصور ہی اس کا ہے ... آخر یہ کیوں ان سے ٹکرایا تھا ۔''

'' وہ ٹکر اتفاقیہ تھی ۔''

'' نہیں... دانستہ ماری گئی تھی ۔''

'' کیوں بھئی... کیا تم نے وہ ٹکر جان بوجھ کر ماری تھی ...بے تحاشہ بالوں والا اس کی طرف گھوم گیا ۔

محمود چکرا گیا... اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ اس سوال کا کیا جواب دے ۔ ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا بول پڑے:

'' پہلے تو آپ بتائیں... آپ کون ہیں اور اس معاملے میں کہاں سے ٹپک پڑے''۔

'' میں اس ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں... کمرہ نمبر 723 ہے میرا ...اور نام ہے ، اذکر جاقیہ ... یہاں کھانا کھا رہا تھا جب یہ لڑکا ان صاحب سے ٹکرایا تھا... کمزوروں کا ساتھ دینا اور ان کی مدد

Uploaded By Nadeem

کرنا میرا اصول ہے۔"

"اچھا طریقہ ہے ... آپ نے واقعی ہمارے اس ساتھی کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا تھا... لیکن اب انہیں آپس میں نبٹ لینے دیں... اور اپنی میز پر بیٹھ کر یہ کھیل دیکھیں۔"

"آپ کا مطلب ہے کہ ان چار کے مقابلے میں اکیلے لڑکے کو لڑتے ہوئے دیکھتا رہوں اور کچھ نہ بولوں۔" اذکر جاقیہ نے جھلا کر کہا۔

"ہاں! ہم بھی تو دیکھ رہے ہیں اور اس معاملے میں دخل نہیں دے رہے ... تو آپ کیوں دخل دے رہے ہیں۔"

"اچھی بات ہے ... مجھے کیا... اب اگر یہ چاروں مل کر اس لڑکے کا کچومر نکال دیتے ہیں تو اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔" اذکر جاقیہ بولا۔

"تو ہم نے کب کہا کہ ذمے داری آپ پر ہوگی۔" فرزانہ نے جلے بھنے انداز میں کہا۔

ادھر ان چاروں نے محمود کی طرف دوڑ لگا دی ... آ بھی رہے تھے چاروں طرف سے گویا چاروں طرف سے اس سے ٹکرا کر اس کا بھرکس نکال دینا چاہتے تھے... پھر جونہی وہ اس کے بالکل

نزدیک پہنچے ... محمود اونچا اچھلا... وہ چاروں آپس میں ٹکرائے اور ادھر محمود ان پر گرا... ساتھ ہی ایک طرف لڑھک گیا اور پھر اس نے اٹھنے میں ذرا بھی دیر نہ لگائی... جب کہ وہ چاروں آپس میں گڈ مڈ ہوئے پڑے تھے اور اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ آپس میں ٹکرانے کی وجہ سے انہیں چوٹیں بھی آئیں۔

ایک لمحے کے لیے ہال پر سکتہ طاری ہوگیا ... پھر تمام لوگوں نے بے تحاشہ تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ تالیاں محمود کی تعریف میں تھیں:

"بیٹھے بٹھائے ہیرو بن گئے۔" فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔

"تو تم بھی ہیرو بن جاتے ... تمہیں کس نے روکا ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"میرا خیال ہے ... یہ جنگ اب بند ہو جانی چاہیے ...یہ ہوٹل ہے، کوئی اکھاڑا نہیں۔" منیجر کی آواز گونجی۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں مسٹر شوازی۔" جھاڑ جھنکار بالوں والے اذکر جاقیہ نے کہا۔

"ہاں اور کیا ... یہ لوگ اپنی کوشش کر چکے ... ان پانچ سے ایک لڑکا گرایا نہیں گیا ... انہیں اپنی ہار خوش دلی سے مان لینی

Uploaded By Nadeem

چاہیے۔'' انسپکٹر قائم خان کی آواز ابھری۔

ان چاروں نے قارن کی طرف دیکھا... جیسے پوچھ رہے ہوں، اب کیا کریں:

'' ویسے بھی یہاں اس زور آزمائی کے لیے جگہ مناسب نہیں تھی۔ ایک میز الٹی... لوگ گرے، کھانا گرا، برتن ٹوٹے... یہ مقابلہ ہوٹل سے باہر کھلے پارک میں ہونا چاہیے تھا۔'' منیجر شوازی کی آواز سنائی دی۔

'' ہمیں یہ بات منظور ہے... ہم باہر جا رہے ہیں... اور ان لڑکے اور لڑکے کے ساتھیوں کو للکارتے ہیں کہ باہر آکر ہمارا مقابلہ کر لیں۔'' قارن نے عجیب سے انداز میں کہا۔

'' بس کافی مقابلہ ہو چکا۔ اب ہمارے ساتھی آرام کریں گے... آؤ محمود اوپر چلیں۔''

'' جی انکل! اوپر چلیں؟'' محمود کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

'' ہاں! میں نے یہی کہا ہے۔''

'' نہیں اب ہم تم لوگوں کو اوپر نہیں جانے دیں گے... نے اب تک جو مار کھائی ہے، وہ ہوٹل کی میزوں کی رکاوٹ کی

وجہ سے کھائی ہے۔''

'' اب... اب کیا کریں۔'' پروفیسر داؤد نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

'' چلتے ہیں کھلے میدان میں... انہیں اپنے دل کی بھڑاس نکال ہی لینے دیں... منور علی خان بولے۔

'' میرے خیال میں تو اوپر ہی چلنا چاہیے۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی سے کہا۔

'' یہ لوگ جانے دیں تب نا۔'' خان رحمان نے منہ بنایا۔

'' اچھی بات ہے... جیسے تم لوگوں کی مرضی۔'' انہوں نے کندھے اچکائے۔

'' تم لوگوں کا دماغ خراب ہوا ہے... اس لڑکے کو ان غنڈوں کے ہاتھوں مرواؤ گے۔'' اذکر جاقیہ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

'' کیا کیا جائے ذاکر قاجیہ انکل۔'' فاروق بول پڑا۔

جاؤ... پھر مرو... ہائیں... یہ... یہ تم نے میرا کیا نام لیا، ذرا پھر لینا۔''

'' جی میں نے کہا ہے... ذاکر قاجیہ... اوہ ارے باپ رے

Uploaded By Nadeem

... یہ تو بالکل الٹ پلٹ ہوگیا ... سوری میرا مطلب تھا اذکر جاقیہ انکل ۔"

"تم لوگ ضرور پاگل ہو ..." وہ بھنا کر بولا ۔

"آؤ بھئی ... چلیں ۔"

انسپکٹر کامران مرزا نے کہا اور ہوٹل سے باہر کا رخ کیا۔ ان کے سبھی ساتھی باہر نکل آئے... ان کے پیچھے ہی قارن ، اس کے چاروں ساتھی ہوٹل کا منیجر شوازی بھی باہر کا رخ کرتے نظر آئے... ان کی دیکھا دیکھی... ہال میں بیٹھے اکثر لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے:

"خواتین وحضرات ... باہر نکلنے سے پہلے اپنا اپنا بل ادا کرنا نہ بھولیں۔" کاؤنٹر کلرک کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی ۔

بہت سے لوگ مسکرا دیے اور جلدی جلدی بل ادا کرکے باہر کا رخ کرنے لگے ۔ ہوٹل کے سامنے ایک بہت کھلا پارک تھا... پارک کے صرف چاروں اطراف میں درخت تھے ... پھولوں کے پودے تھے... لیکن درمیان میں صرف گھاس تھی ... اور یہ گھاس بہت خوب صورت تھی ، شاید کسی دوسرے ملک سے لائی گئی تھی ۔ وہ ریشم کی طرح ملائم تھی ... اب سب لوگ آ آکر چاروں طرف

گھاس پر بیٹھنے لگے ...یہ گویا بغیر ٹکٹ کے ایک کھیل تھا ... جو لوگوں کے سامنے پیش کیا جانے والا تھا... ایسے میں ایک بار پھر اذکر جاقیہ کی آواز ابھری:

"اور میں کہتا ہوں ... آخر اس کھیل کی اب کیا ضرورت رہ گئی ہے...اتنا کچھ تو ہوچکا ہے ۔"

"ہم تو لڑائی ختم کر چکے ہیں... آپ ان لوگوں سے کہیں ۔" خان رحمان بولے ۔

"تم لوگ ہی مان جاؤ ۔"

"ہرگز نہیں ۔" قارن چلایا ۔

"اچھی بات ہے ... لڑو... مرو۔" اس نے بھنا کر کہا ۔

"آؤ لڑکے... اب ہوگا مقابلہ۔"

محمود نے گھبرائے ہوئے انداز میں اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا:

"چلو... مقابلہ کرو... ڈرنے کی ضرورت نہیں ۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"لل... لیکن انکل...یہ پانچ ہیں... اور میں اکیلا... تنگ جگہ میں اور بات تھی۔ یہاں تو یہ میرا نکال دیں گے کچومر ۔"

Uploaded By Nadeem

"تو کیا ہوا، تمہارا کچومر دیکھے بہت دن ہو گئے ۔ اس بہانے دیکھ لیں گے ۔" فاروق ہنسا۔

"سمجھوں گا تم سے ۔" محمود نے بھنا کر کہا ۔

"جغرافیے کے علاوہ اور جو چاہے سمجھ لینا... اور فرزانہ سے الجبرا نہ سمجھنا... باقی خیر ہے ۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

محمود گراؤنڈ کے درمیان میں جا کھڑا ہوا... وہ چاروں اور قارن اٹھے اور اس کی طرف ایک ایک قدم بڑھنے لگے ... اب سب کی نظریں ان پر تھیں... پانچوں دوڑ کر محمود سے ٹکرانے کا کوئی پروگرام نہیں رکھتے تھے... گویا وہ چاہتے تھے، نزدیک پہنچ کر اسے دبوچ لیں اور لاتوں اور مکوں سے اس کی ہڈی پسلی ایک کر دیں۔

محمود نے بھی ان کا پروگرام جان لیا ... وہ مسکرایا اور جونہی وہ نزدیک آئے، وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور اس طرح ان سے آن کی آن میں دور ہوگیا ... اب تو انہیں بھی دوڑنا پڑ گیا۔

بس پھر کیا تھا... ان میں دوڑ شروع ہوگئی :

"ٹکر مارنے کی بجائے اب یہ دوڑ میں مقابلہ کریں گے۔

فاروق نے تبصرہ کیا ۔

"چلو مقابلہ تو ہو رہا ہے نا... میرا مطلب ہے ... مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا ۔" پروفیسر گنگنائے۔

محمود ان سے کافی فاصلے پر تھا... ایسے میں اذکر جاقیہ کی آواز ابھری:

"اس دوڑ کا کیا فائدہ... آمنے سامنے ہو کر مقابلہ کریں ۔"

"اچھی بات ہے ۔" یہ کہہ کر محمود یک دم رک گیا ... وہ پانچوں بے تحاشہ اس کی طرف دوڑے چلے آرہے تھے ۔ محمود نے رکتے ہی خود ان کی طرف دوڑ لگا دی ... اب صورت حال بالکل نئی ہو گئی ... وہ بوکھلا گئے... محمود ان میں سے ایک سے پورے زور سے ٹکرایا اور آگے نکل گیا ...وہ دھڑام سے گرا... چاروں نے اسے اس طرح گرتے دیکھا تو اور زیادہ بوکھلا گئے ... ادھر محمود آگے نکل کر فوراً مڑا اور ان میں سے ایک کی کمر پر ٹکر دے ماری... وہ اوندھے منہ گرا:

"خوب! بہت خوب! اب آیا مزہ ۔" اذکر جاقیہ نے تالی بجا دی ... پارک میں موجود اور بے شمار تماشہ دیکھنے والوں نے بھی اس کے ساتھ تالیاں بجا دیں ۔

Uploaded By Nadeem

ادھر وہ پانچوں غصے میں آکر ایک بار پھر محمود پر حملہ آور ہوئے۔ اس مرتبہ ان کا اندازہ وحشیانہ تھا... گویا اسے پیس کر رکھ دیں گے ... محمود ایک بار پھر بھڑک کر بھاگا... ایسے میں ان میں سے ایک کے ہاتھ میں خنجر نظر آیا۔ خنجر اس کی پنڈلی میں اڑسا ہوا تھا ... اور اس نے دوڑتے دوڑتے جھک کر وہ نکالا تھا... خنجر کی چمک دیکھ کر انسپکٹر کامران مرزا پکار اٹھے:

"خبردار! اگر تم لوگوں نے خنجر استعمال کیا تو ادھر سے فائر ہوگا۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی ان کے ہاتھ میں پستول نظر آیا... اب تو پارک میں خوف پھیل گیا ...

ان پانچوں نے جیسے ان کی بات سنی ہی نہیں ... محمود کو پکڑنے کے لیے دوڑتے رہے ... وہ اس تک پہنچنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ اور پھر آخر کار وہ اس تک پہنچ گئے ... خنجر والا ہاتھ بلند ہوا... ادھر سے انسپکٹر کامران مرزا کا ہاتھ بلند ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتے اذکر جاقیہ نہیں نہیں کرتے خنجر والے اور محمود کے درمیان میں آ گیا۔ وہ غرایا:

"تمہیں اس حد تک نہیں جانا چاہیے۔"

اس وقت تک خنجر والا محمود پر وار کرنے کے لیے اپنی جگہ سے

حرکت کر چکا تھا۔ وہ اذکر سے ٹکرایا اور اذکر محمود سے، تینوں دھڑام سے گرے۔

عین اس لمحے خنجر والے کی کلائی کی طرف ایک ہاتھ بڑھا:

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

تلاشی

اس نے چونک کر دیکھا... اس کی کلائی انسپکٹر کامران مرزا کے ہاتھ میں تھی:

"بہت شوق ہے تمہیں خنجر آزمانے کا... آؤ مجھ پر آزماؤ۔"

"ضرور کیوں نہیں۔" خنجر والا مسکرایا۔

انہوں نے اس کی کلائی کو ایک جھٹکا مارا... ساتھ ہی اسے چھوڑ دیا... وہ اچھل کر دور جا گرا... اتنے میں اذکر جاقیہ محمود پر سے اٹھ چکا تھا... محمود بھی اٹھ کر کھڑا ہوگیا تھا:

"آپ بلاوجہ درمیان میں آگئے۔" محمود نے بھنا کر کہا۔

"اسے کہتے ہیں نیکی کر دریا میں ڈال۔" اس نے منہ بنایا۔

"وہ خنجر نکال کر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔" محمود نے اسے گھورا۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا... مجھے تو یہی محسوس ہوا تھا کہ تم گئے

کام سے۔"

"کام سے جائیں میرے دشمن... آپ جائیں اپنا کام کریں... ان سے ہمیں خود نبٹ لینے دیں۔"

"اچھی بات ہے... مجھے کیا... یہ لو، میں چل دیا۔"

اس نے یہ کہا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کی طرف چلا گیا... اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا:

"خبردار۔" انہوں نے ایک آواز سنی۔

وہ آواز کی طرف مڑے... انہوں نے دیکھا... ان کے چاروں طرف نیلے اسٹیکر والے کھڑے تھے... گویا دو کمروں میں ٹھہرے ہوئے سبھی افراد اب وہاں آ چکے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے کالر پر اسٹیکر تھا... لیکن ایک کالر اسٹیکر کے بغیر تھا:

"کسے خبردار کہہ رہے ہیں۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"تم لوگوں کو... ہم سب کے ہاتھوں کی طرف ایک نظر ڈال لو۔"

انہوں نے ان کے ہاتھوں کی طرف دیکھا... ان سب میں چمک دار خنجر تھے:

"ارے باپ رے... اتنے خنجر... کیا پروگرام ہے میاں۔"

Uploaded By Nadeem

"ہمیں تم سے ایک کی تلاشی لینی ہے ... اس کی جیب میں ہماری ایک چیز ہے ... اگر تم نے آرام سے تلاشی نہ دی تو یہ خنجر تم لوگوں کے جسموں کے پار ہوں گے ... کیونکہ۔"

"کیونکہ کیا؟" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"کیونکہ ہم لوگ خنجر پھینکنے کے بہت ماہر ہیں۔"

"اوہ ... اچھا... ٹھیک ہے ... تم تلاشی لے لو۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"فاروق ... کیا ہوگیا ہے تمہیں ..." فرزانہ جھلا کر بولی۔

"تم ... تمہارا مطلب ہے ... ہم تلاشی نہیں دیں گے ... وہ بھی ان خنجروں کی موجودگی میں۔" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! نہیں دیں گے۔"

"نہیں دو گے تو پھر ہم چلے ہیں خنجر پھینکنے۔"

ان کے خنجر والے ہاتھ بلند ہوگئے... جواب میں انہوں نے کچھ نہ کہا ... بس پلک جھپکائے بغیر ان کی طرف دیکھتے رہے:

"یہ کیا؟" ان میں سے ایک کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"کہاں... کیا؟" فاروق نے ہونقوں کی طرح ادھر ادھر

دیکھا۔

"ہم تم پر خنجر پھینکنے چلے ہیں... اور تم لوگ بے فکر کھڑے ہو۔"

"فکر کر کے بھی ہم کیا کرلیں گے ... لہٰذا بے فکر ے انداز میں خنجر کیوں نہ وصول کریں۔" فاروق مسکرایا۔

"تم لوگ پاگل تو نہیں ہو۔"

"کچھ لوگوں کا ہمارے بارے میں یہی خیال ہے۔"

"دیکھو مان جاؤ... تلاشی دے دو۔" ان میں سے ایک نے نرم لہجے میں کہا۔

"سنو بھئی... جب یہ اتنے پیارے بھرے لہجے میں کہہ رہے ہیں تو دے دو تلاشی۔ یہ بھی کیا یاد کریں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا کی آواز لہرائی۔

"آپ کہتے ہیں تو دے دیتے ہیں انکل ... ورنہ یہ لوگ تو ہم سے تلاشی لے نہیں سکتے تھے ... آؤ... تلاشی لے لو۔"

ان میں سے ایک نے خنجر پنڈلی میں اڑسا اور تیر کی طرح محمود کی طرف آیا:

"کیا بات ... تمہارے راستے ہیں ... میرے اور بھی ساتھی

Uploaded By Nadeem

کھڑے ہیں۔ تم نے تلاشی ان سے کیوں شروع نہیں کی ۔"
محمود نے حیران ہو کر کہا ۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا ... بس ایک طنزیہ نظر اس پر ڈالی اور اس کی تلاشی لینے لگا... پھر وہ زور سے چلایا :

" نن نہیں۔"

" کیا ہوا ۔" اس کا ساتھی مارے حیرت کے بولا ۔

" نہیں ہے ۔"

" نہیں ... ہے ... یہ کیسے ہوسکتا ہے ۔" دوسرا بولا ۔

" میں نے بہت اچھی طرح تلاشی لی ہے ۔"

" ایک بار اور لو ... کیونکہ یہی مجھ سے ٹکرایا تھا۔"

اس نے پھر تلاشی لی ... لیکن کچھ نہ ملا ... اب اس نے پھر کہا :

" یہ ... یہ کیسے ہوسکتا ہے ۔"

" ٹھہرو..." ایک آواز ابھری... آواز ایک درخت کے نیچے سے آئی تھی ... پھر اس درخت کی اوٹ سے نکل کر ایک شخص ان کے سامنے آگیا... اس کے جسم پر نیلا لباس تھا اور اس کے دونوں کالروں پر دو اسٹیکر لگے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ سب خوفزدہ

ہو گئے :

" سس... سر... آپ تو ۔" ان سب کے منہ سے نکلا۔

" ہاں میں ... ہمارا اصل مجرم یہی لڑکا ہے ... لیکن اب وہ چیز اس کے پاس نہیں ہے ... لہٰذا تم اس شخص کی تلاشی لو ..."
اس نے انگلی سے انسپکٹر کامران مرزا کی طرف اشارہ کیا ۔

" ہاں ہاں ضرور ... کیوں نہیں ۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

نیلے اسٹیکروں والے دو آدمی ان کی طرف مڑے... انہوں نے انہیں اچھی طرح تلاشی لینے دی ... جب انہیں کچھ نہ ملا تو وہ مایوسی کے عالم میں نیلے لباس والے کی طرف مڑے :

" نہیں سر... وہ اس کے پاس بھی نہیں ہے ۔"

" ہوں... اوہ ... میں سمجھا... دوڑو! وہ جو اپنا نام اذکر جاقیہ بتا رہا تھا ، وہ ... وہ لے گیا ۔"

" کیا !! "

وہ سب چلا اٹھے اور ہوٹل کی طرف دوڑ پڑے... گویا اب انہیں ان سے کوئی غرض ہی نہیں رہ گئی تھی :

" اب ہم یہاں رک کر کیا کریں گے ... آؤ ہم بھی اندر چلتے

Uploaded By Nadeem

ہیں۔'' انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

'' لل... لیکن انکل۔'' محمود ہکلایا۔

'' چھوڑو لیکن ویکن ... آؤ۔''

'' آخر... یہ... یہ ہو کیا رہا ہے۔'' پروفیسر داؤد نے مارے حیرت کے کہا۔

'' ایک بہت گہری جنگ لڑی جا رہی ہے پروفیسر صاحب۔'' انہوں نے پراسرار انداز میں کہا۔

'' جنگ... وہ بھی بہت گہری۔'' پروفیسر داؤد حیران ہو کر بولے۔

''جی ہاں!''

'' لیکن انکل ... آخر کتنی گہری۔'' فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

'' یہی کوئی ایک کنویں جتنی گہری۔'' فرزانہ بول پڑی۔

'' نہیں فرزانہ۔'' انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

'' جی کیا فرمایا انکل! نہیں فرزانہ ... آپ کا مطلب ہے یہ جنگ اتنی گہری نہیں۔'' فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

'' میرا مطلب ہے ... یہ کئی کنووں کی گہرائی کے برابر ہے۔''

'' اوہو اچھا۔'' ان سب کے منہ سے نکلا۔

'' اور ہم اس کی گہرائی میں اترتے چلے جا رہے ہیں۔'' وہ بولے۔

'' اللہ اپنا رحم فرمائے... تم تو کامران مرزا ہمیں ڈرائے دے رہے ہو۔''

'' میں خود ڈرا ہوا ہوں ...ایسا لگتا ہے ... کوئی طاقت ہمارے گرد جال بننے میں بہت تیزی سے مصروف ہے اور لحہ بہ لحہ اس کا جال تنگ ہوتا چلا جا رہا ہے ...ہمارے گرد کستا جا رہا ہے ... لیکن۔''

''اب آپ یہ لیکن کہاں سے لے آئے انکل۔'' فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

''ان لیکنوں میں بس یہی تو بڑی بات ہے ... کہیں نہ کہیں سے نکلے چلے آتے ہیں۔'' انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

'' پھر بھی انکل! اس لیکن کے بعد آپ کیا کہنا چاہتے تھے؟'' محمود نے جلدی سے پوچھا۔

'' لیکن ابھی یہ لوگ ہمارے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا رہے ... بس ہمیں الجھا رہے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے ... جیسے اس پوری

Uploaded By Nadeem

وادی پر کوئی نظر جمائے بیٹھا ہے... اور اپنے کارندوں کو ہدایات دے رہا ہے ... ان ہدایات کا کیا مقصد ہے ... کارندوں کی اس سے کوئی غرض نہیں ...بس وہ تو ہدایات پر عمل کر رہے ہیں ... کیے جا رہے ہیں اور بس... ان کا ہر قدم ہمارے خلاف اٹھ رہا ہے۔"

"سوال یہ ہے کہ ایسے میں ابا جان کیوں غیر حاضر ہیں۔" فاروق بڑبڑایا۔

"میں نے اس پر غور کیا ہے ... وہ بلا وجہ تو خیر غائب نہیں ہیں...وادی میں ہی ہیں اور بہت جلد ہمارے ساتھ ہوں گے۔ کہنے کا مطلب یہ کہ ہمارے دشمن کا جو پروگرام ہے... جو منصوبہ ہے ... جو پلان ہے...ہم اس پر عمل کرنے پر مجبور ہیں۔"

"ہم یہاں آئے کیوں ہیں ... اس لیے کہ اس وادی میں پراسرار سرگرمیاں دیکھنے میں آرہی تھیں... حکومت کے کچھ لوگوں نے اس بات کو محسوس کیا اور دارالحکومت میں ذمے داران تک بات پہنچائی... اس بنیاد پر ہمیں یہاں بھیجا گیا۔"

اس وقت تک وہ اندر پہنچ چکے تھے... انسپکٹر کامران مرزا نے کلرک سے کہا:

"ہمیں فوری طور پر اذکر جاقیہ صاحب سے ملنا ہے ...انہیں خطرے سے خبردار کرنا ہے ، کچھ لوگ ان کی جان لینا چاہتے ہیں... ۔"

"وہ دیکھیے ... وہ سب لوگ بھی ان سے ملنے کے لیے جا رہے ہیں... آپ بھی ان کے پیچھے چلے جائیں... ان کا کمرہ ساتویں یعنی آخری منزل پر کمرہ نمبر 723 ہے، تاہم... انہیں بہت جلد نچلی منزل میں کمرہ دے دیا جائے گا... کیونکہ وہ اس قدر اونچائی پر گھبراہٹ محسوس کرتے ہیں۔"

"شکریہ جناب۔" انہوں نے کہا اور لفٹ کی طرف دوڑ پڑے... لیکن جب وہ پہنچے ... لفٹ اوپر جا چکی تھی... گویا انہیں انتظار کرنا تھا...انہوں نے لفٹ کو نیچے آنے کے لیے بٹن دبادیا... آخر کچھ دیر بعد لفٹ کا دروازہ کھل گیا اور وہ اس میں داخل ہو گئے ...ساتھ ہی انہوں نے آخری منزل کا بٹن دبا دیا ...

لفٹ آخری منزل پر پہنچ کر رکی... وہ جلدی سے اس سے نکل آئے اور کمروں کی قطار کے آخر میں پہنچ گئے... وہاں پہلے ہی نیلے اسٹیکروں والے موجود تھے ... اور برابر دستک دے رہے تھے ... ان کے پیچھے وہ بھی کھڑے ہو گئے۔

Uploaded By Nadeem

آخر دروازہ کھل گیا ... دروازے پر جو شخص نظر آیا وہ کسی طرح بھی اذکر جاقیہ نہیں ہوسکتا تھا... وہ تو کوئی ہونق سا آدمی تھا:

"فف... فرمائیے۔"

"ہمیں مسٹر اذکر جاقیہ سے ملنا ہے۔"

"وہ ... وہ ...وہ۔" وہ ہکلایا۔

"تین بار ہاں۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"وہ ... وہ نہیں ہیں ... کہیں گئے ہیں۔"

"یہ کیسے ہوسکتا ہے ... انہیں اوپر آتے دیکھا گیا تھا۔"

"اندر آکر دیکھ لیں ..." ہونق نے جل کر کہا۔

وہ اندر داخل ہو گئے... نیلے اسٹیکر والے تو ان سے بھی پہلے اندر داخل ہوئے تھے... لیکن کمرے میں اس ہونق اور نیلے اسٹیکر والوں کے سوا کوئی نہیں تھا... انسپکٹر کامران مرزا اس کا بہت غور سے جائزہ لینے لگے ...ادھر اسٹیکر والوں میں سے ایک نے کہا:

"چلو کوئی بات نہیں ... آئیں گے تو یہیں ... ہم پھر آجائیں گے۔"

یہ کہتے ہوئے وہ کمرے سے نکل گئے... البتہ یہ لوگ اندر ہی رہ گئے... یہ دیکھ کر اس ہونق نے کہا:

"آپ بھی جائیں نا ... اندر دیکھ تو لیا ہے آپ نے۔"

"نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"نہیں کیا۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"میرا مطلب ہے ... ہم ابھی یہیں ٹھہریں گے۔"

"وہ ... وہ کیوں۔"

"اس لیے کہ ..." انسپکٹر کامران مرزا کہتے کہتے رک گئے۔

"اس لیے کہ کیا۔" اس نے پھر آنکھیں گھمائیں۔

"اس لیے کہ ہمارا خیال ہے ... مسٹر اذکر جاقیہ یہیں کہیں موجود ہیں۔"

"اوہ اچھا ...ڈھونڈ لیں پھر ..."

"ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ...وہ خود سامنے آجائیں گے ... ہم ان سے کہنا چاہتے ہیں...اپنا اصل روپ جلد از جلد ظاہر کر دیں ... کہیں وقت ہاتھ سے نہ نکل جائے۔"

"اگر وہ یہیں ہیں تو انہوں نے سن لیا ہو گا... لہٰذا اب آپ جائیں۔"

"ٹھیک ہے ..." یہ کہہ کر انہوں نے ہاتھ آگے بڑھا دیا ... گویا مصافحہ کرنا چاہتے تھے۔اس ہونق سے آدمی نے ان کا ہاتھ

Uploaded By Nadeem

تھام لیا ... ساتھ ہی انہوں نے اسے ایک جھٹکا مارا۔ وہ ان کے ساتھ آ لگا :

'' یہ... یہ کیا کر رہے ہیں آپ ۔'' مارے گھبراہٹ کے اس نے کہا ۔

اتنی دیر میں انسپکٹر کامران مرزا اپنا کام کر چکے تھے:

'' آؤ بھئی چلیں ۔''

''بس... جا رہے ہیں ۔'' ہونق ہنسا ۔

'' ہاں اب یہاں رک کر کیا کریں گے ۔''

'' ملائیں پھر ہاتھ ۔'' ہونق بولا ۔

انہوں نے ہاتھ آگے بڑھا دیا ، جونہی ان کا ہاتھ اس ہونق کے ہاتھ میں آیا... انہیں ایک زبردست جھٹکا لگا ... اور وہ اوندھے منہ گرتے چلے گئے ... وہ سنبھل بھی نہ سکے :

'' انکل !'' محمود ، فاروق اور فرزانہ کے منہ سے نکلا۔

دوسرے ہی لمحے انسپکٹر کامران مرزا کھڑے نظر آئے ... انہوں نے ان کی آنکھوں میں بلا کی حیرت دیکھی ... پھر وہ مسکرا دیئے اور بولے :

'' خوب خوب ۔''

'' کیا خوب خوب !'' ہونق نے آنکھیں گھمائیں ۔

'' مطلب یہ کہ آپ بہت اچھے رہے ۔''

'' شکریہ شکریہ ۔'' اس نے سلام کرنے کے انداز میں ہاتھ اوپر اٹھایا... اور جب ہاتھ نیچے گرایا تو وہ ان کی کلائی پر آ جما... ایک بار پھر اس نے انہیں ایک جھٹکا دیا ...وہ اچھل کر گرے... اور پھر کھڑے نظر آئے... ان کے منہ سے پھر نکلا :

''خوب خوب!''

''کیا خوب خوب !'' ہونق ہنسا۔

'' مطلب یہ کہ آپ ضرورت سے زیادہ اچھے رہے ... آؤ بھئی چلیں۔''

یہ کہتے ہی انسپکٹر کامران مرزا جلدی سے باہر نکل گئے ... انہوں نے ہونق کا قہقہہ سنا... لیکن انہوں نے دیکھا، محمود ، فاروق ، فرزانہ، خان رحمان، پروفیسر داؤد، منور علی خان اور شوکی برادرز میں سے کوئی بھی باہر نہیں آیا تھا :

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

کالا پہاڑ

باقی لوگ ساکت کھڑے رہ گئے ۔ ان کے چہروں پر ایک رنگ آکر گزر گیا:

"کیا سوچ رہے ہو ... تمہارے ساتھی نے کہا ، آؤ بھئی چلیں... تو پھر گئے کیوں نہیں ۔"

"اپنے ساتھی کا یہ فیصلہ ہمیں ناگوار گزرا ہے ... ہم تم سے دو دو ہاتھ کریں گے ۔" خان رحمان مسکرائے۔

"خوب خوب!" اس نے خوش ہو کر کہا ۔

محمود نے ایک نظر کمرے سے باہر ڈالی... انسپکٹر کامران مرزا نظر نہ آئے۔ اس کا مطلب تھا... انہوں نے ان کا انتظار نہیں کیا تھا... بس نکلتے چلے گئے تھے :

"تم سب مجھ پر حملہ کرو ... اگر تم نے مجھے گرا لیا تو میں خود ہی اپنی ہار کا اعلان کر دوں گا ... ورنہ ۔" یہاں تک کہہ کر وہ رک

گیا ۔

"ورنہ کیا ۔"

"ورنہ پھر یہاں ٹھہرنے کی سزا ملے گی ۔"

"انکل کسی وجہ سے چلے گئے ... تم سے ڈر کر نہیں گئے ۔"

"وہ عقل مند ثابت ہوئے ۔" وہ ہنسا ۔

"ہم تمہیں تگنی کا ناچ نچا کر جائیں گے ... اور اپنے انکل کو یہ خبر سنائیں گے ...اس وقت وہ خوش ہوں گے ۔"

"اوکے ... آؤ... کر وحملہ ۔"

"ترکیب نمبر 13۔" محمود نے جلدی سے کہا ۔

"تیرہ کیا ... تم ترکیب نمبر26 استعمال کرو ... کوئی اعتراض نہیں ۔"

وہ اس کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے ۔ کمرہ بہت کشادہ تھا اور اس قسم کی جنگ وہاں بخوبی لڑی جا سکتی تھی ۔

پھر انہوں نے ایک ساتھ اس پر حملہ کیا ... اور ایک دوسرے سے بہت تیزی سے ٹکرائے...وہ ان کے درمیان سے نکل کر کمرے کے ایک کونے میں کھڑا نظر آیا...اس کے چہرے پر ایک شریر مسکراہٹ تھی:

Uploaded By Nadeem

"کوئی پروا نہیں ... ہم تمہارا کچومر نکال کر ہی جائیں گے ... کیوں انکل۔" فرزانہ نے تیز لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک فرزانہ..."

"تو پھر آؤ... ایک کوشش اور کرو۔"

وہ اس پر پھر حملہ کرنے کے لیے تیار ہوگئے... شوکی برادرز البتہ اس حملے میں شریک نہیں تھے...ان کی طبیعت ابھی تک پوری طرح سنبھلی نہیں تھی... اس مرتبہ وہ کمرے کے کونے میں کھڑا تھا ... مطلب یہ کہ وہ چاروں طرف سے اس پر وار نہیں کرسکتے تھے... لیکن پھر بھی چونکہ وہ کونے میں کھڑا تھا ،اس لیے ان کے وار سے بچ بھی نہیں سکتا تھا ... لہٰذا اس بار انہوں نے سوچ سمجھ کر حملہ کیا۔ قدم سے قدم ملا کر ایک ہی بار حملہ کیا... انہوں نے سوچا، وہ سب مل کر اسے چھاپ لیتے ہیں ... اس وقت ان کی حیرت بہت بڑھ گئی جب اس نے اس مرتبہ بچنے کی کوشش نہیں کی اور ان کے نیچے دب کر رہ گیا...اس حالت میں اس نے کہا:

"مجھے اچھی طرح قابو میں کرلو ...پھر نہ کہنا خبر نہیں ہوئی۔"

"کیا مطلب؟"

"میں تم لوگوں کو خبردار کر رہا ہوں... تم سب مل کر زور لگا لو

...میں تمہارے نیچے سے نکل جاؤں گا۔"

"اوہ اچھا! یہ بات ہے۔"

اب انہوں نے اسے خوب مضبوطی سے جکڑ لیا۔ہاتھوں، پیروں، سر اور سینے کے مقام کو خوب قابو میں کر لیا، پھر محمود نے کہا:

"مسٹر... لو نام تو ہم نے پوچھا ہی نہیں۔"

"نام کو چھوڑو... کام کی بات کرو۔"

"اچھی بات ہے ... ہم تمہیں قابو میں کر چکے ، زور لگا لو ...اگر لگا سکتے ہو۔" خان رحمان بولے۔

"اوکے ... یہ لو۔"

اور پھر نہ جانے انہیں کیا ہوا... سب کے سب اچھل اچھل کر اِدھر اُدھر گرے اور وہ دوسرے کونے میں کھڑا نظر آیا:

"اب بھی وقت ہے ... یہاں سے نو دو گیارہ ہو جاؤ ... اسی میں تمہاری عزت تھی... تمہارا ساتھی عقل مند تھا... اپنی عزت بچا کر چلتا بنا۔"

"کیا خیال ہے انکل ..." فرزانہ نے پروفیسر داؤد اور خان رحمان اور منور علی خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ... آؤ چلیں۔" خان رحمان بولے۔

Uploaded By Nadeem

"نہیں!" انہوں نے پروفیسر داؤد کی آواز سنی۔

"نہیں کیا انکل۔"

"ہم اس طرح نہیں جائیں گے ...اسے سبق سکھا کر جائیں گے۔" پروفیسر اس کے چہرے پر نظریں جما کر بولے۔یوں لگتا تھا جیسے وہ پلکیں جھپکنا بھول گئے ہوں۔ان کے چہرے پر اس وقت بہت ہی عجیب سی کیفیت نظر آرہی تھی۔

"انکل! آپ کو کیا ہو گیا ہے۔" محمود گھبرا گیا۔

"تم چپ رہو... یہ شخص اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے۔"

"خوب خوب! یہ ہوئی نا بات۔" وہ ہنسا۔

ساتھ ہی پروفیسر صاحب کا ہاتھ جیب سے نکلا ... ان کے ہاتھ میں ایک بہت چھوٹی سی گیند تھی... زرد رنگ کی گیند ... اس سے پہلے وہ جو گیندیں پھینک چکے تھے... وہ سرخ رنگ کی تھیں۔

انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... گیند پوری قوت اور تیزی سے اس پر دے ماری۔ اس نے اس گیند سے بچنے کی بھی کوئی کوشش نہیں کی۔گیند اس کی ٹھیک پیشانی پر لگی ... اور ایک دھماکے سے پھٹ گئی:

"باہر نکل آؤ۔" پروفیسر چلائے۔

وہ فوراً کمرے سے نکل آئے اور دروازہ بند کر دیا:

"کیا یہ اس گیند کی گیس سے مر جائے گا۔" فرزانہ نے بوکھلا کر پوچھا۔

"نہیں... لیکن بے ہوش ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔" وہ بولے۔

"تو کیا ہم چلیں۔"

"نہیں! اس بے ہوش دیکھ کر جائیں گے۔" پروفیسر بولے۔

"اور نیچے انکل ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔" محمود مسکرایا۔

اور پھر ٹھیک تین منٹ بعد پروفیسر داؤد نے دروازہ کھول دیا ...ہونق انہیں کمرے کے درمیان میں کرسی پر بیٹھا نظر آیا... اس کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

اس وقت پروفیسر داؤد چلا اٹھا:

"بھاگو!"

اور وہ لفٹ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے ... انہوں نے وہاں سے نکل کر اپنے کمروں میں پہنچ کر دم لیا...سامنے بڑے صوفے پر

Uploaded By Nadeem

انسپکٹر کامران مرزا نہایت اطمینان کافی کا کپ ہاتھ میں تھامے نیم دراز نظر آئے:

"تو کر آئے اس سے دو دو ہاتھ... بہت عقل مند نکلے۔"

انسپکٹر کامران مرزا کے لہجے میں طنز کی آمیزش تھی۔

"ہمیں افسوس ہے انکل... ہم نے آپ کی بات نہیں مانی۔"

"اب افسوس کرنے کا کیا فائدہ۔" انہوں نے خشک لہجے میں کہا۔

"ہمیں معاف کر دیں انکل۔"

"چلو چھوڑو... کوئی بات نہیں۔" آخر انہوں نے مسکرا کر کہا، تب کہیں جا کر انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے انکل... ہم ابھی تک سمجھ نہیں پائے... اور نہ آفتاب، آصف اور فرحت پہنچے۔"

"ان سے بات کرنے کی کوشش کر چکا ہوں... لیکن رابطہ نہیں ہو رہا... وہ گھر سے آچکے ہیں... یہیں اس وادی میں ہیں... لیکن کہاں ہیں... کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"اور ہم نے اپنے گھر والوں کی خبر بھی نہیں لی۔" محمود نے کہا۔

"واقعی... پہلے تو ان سب کو خیموں سے یہاں لانا چاہیے تھا... تم انہیں فون کرو۔"

محمود نے اپنی والدہ کا نمبر ڈائل کیا... فون بند ملا... پھر باقی سب کے نمبروں پر کوشش کی... سب کے سب نمبر بند ملے۔ آخر وہ ہوٹل سے نکل آئے۔ اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر خیموں تک پہنچے... خیمے خالی پڑے تھے... ان میں کوئی نہیں تھا۔ اور نہ ہی ان کے لیے کوئی پیغام چھوڑا گیا تھا... اب تو ان کی الجھن بہت بڑھ گئی۔ ابھی وہ مُڑ ہی رہے تھے کہ ایک آدمی تیزی سے ان کی طرف آتا نظر آیا... وہ پریشانی کے عالم میں اس کی طرف دیکھنے لگے... اس کے نزدیک آنے کا انتظار کرنے لگے... آخر وہ نزدیک آگیا... اس نے نزدیک آکر ایک کاغذ ان کی طرف بڑھا دیا۔ اور بولا:

"آپ کی ساتھی خواتین اور بچے یہاں سے جانے سے پہلے یہ رقعہ دے گئے ہیں۔"

"اوہ۔" ان کے منہ سے نکلا۔

رقعہ لے کر پڑھا، اس پر لکھا تھا: "کالا پہاڑ..."۔

ان سب کے منہ سے نکلا: "کالا پہاڑ تو اس پوری وادی کا نام

Uploaded By Nadeem

ہے ... پھر ہم کالا پہاڑ کہاں جائیں۔''

'' کالا پہاڑ یہاں ایک مخصوص مقام کا نام بھی ہے ...اور پوری وادی کا نام بھی کالا پہاڑ ہے ... مطلب یہ کہ وادی کے مقامات کے الگ الگ نام ہیں ۔اسی طرح ایک مقام کا نام کالا پہاڑ ہے ۔'' رقعہ دینے والے نے بتایا۔

'' تب پھر آپ ہمیں بتائیں... کالا پہاڑ کس طرف ہے۔''

'' خیموں کے درمیان جو راستہ ہے ، اس پر سیدھے چلتے جائیں... یعنی ہوٹلوں کی طرف نہیں ۔غیر آباد علاقے کی طرف ... بس آپ کالا پہاڑ پہنچ جائیں گے۔''

'' آپ کا مطلب ہے ، وہ غیر آباد جگہ ہے۔''

'' ہاں!''

'' حیرت ہے ... ہماری خواتین کو ادھر جانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔''

''وہ خود نہیں گئیں... انہیں لے جایا گیا ہے ۔''

'' کیا!!!'' مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا۔

''جی ہاں! کوئی شخص ان کے پاس آیا تھا... اس نے انہیں بتایا تھا ، ان کے کچھ ساتھی کالا پہاڑ میں پھنس گئے ہیں... ان کی مدد

کے لیے وہاں آجائیں۔آپ کی خواتین میں سے ایک نے رقعہ لکھا اور چل دیں ان کے ساتھ۔''

'' اوہ !'' ان کے منہ سے نکلا۔

مارے حیرت اور پریشانی کے ان کا بُرا حال ہو چکا تھا... وہ اسی وقت اس سمت میں روانہ ہوگئے:

'' پتا نہیں اس وادی میں کیا ہو رہا ہے ۔'' فاروق بڑ بڑایا ۔

'' ہاں! جب سے آئے ہیں... بس الجھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔'' انہوں نے خان رحمان کی آواز سنی۔

'' ہم نے ابھی تک شوکی برادرز سے یہ نہیں پوچھا کہ یہ اس ہوٹل میں کیسے پہنچ گئے تھے... اب تو ان کی ذہنی حالت بھی ٹھیک ہے ۔''

'' اوہ ہاں! دراصل واقعات اوپر تلے اس تسلسل سے پیش آتے رہے ہیں کہ ان سے بات کرنے کی فرصت ہی نہیں ملی ...ہاں شوکی... کالا پہاڑ تک پہنچنے میں ابھی وقت لگے گا... اس دوران تم اپنی کہانی مکمل کر لو ۔''

'' اچھی بات ہے ...ویسے ابھی تک ہماری دماغی حالت درست نہیں ہوئی... سر بہت بھاری محسوس ہو رہے ہیں...اور چکر

Uploaded By Nadeem

بھی آرہے ہیں۔"

"خیر کوئی بات نہیں... آہستہ آہستہ اثر دور ہو جائے گا... میں ایک دوا سنگھاتا ہوں۔" پروفیسر داؤد نے کہا اور انہیں دوا سنگھائی۔

"ہاں! اب شروع کرو... کچھ تو پتا چلے... آخر تم یہاں کیسے پہنچے۔"

"جب ہم تمہارے پیچھے کھڑے سرکس کا اشتہار دیکھ رہے تھے تو اسی وقت ہمیں وہی شخص نظر آیا جو ہمیں یہاں لایا تھا... ہم اس کے پیچھے دوڑے اور اس کے پاس پہنچے تو اس نے ہمیں بتایا کہ وہ تو خود ہمیں کب سے تلاش کرتا پھر رہا ہے... اس کا کہنا تھا کہ جب وہ ہمیں اس ہوٹل کے لان پر چھوڑ کر کسی دوسرے ہوٹل میں کمرے کی تلاش میں نکلا اور دو ہوٹلوں میں ناکامی کا منہ دیکھنے کے بعد جب تیسرے ہوٹل کی طرف جا رہا تھا تو ایک شخص تیزی کے ساتھ اس کی طرف آیا اور اس کی جیب میں ایک پرچہ ڈالتا ہوا دیکھتے ہی دیکھتے دوبارہ مجمع میں غائب ہوگیا... اس پرچے پر لکھا تھا:

"بھائی کے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو وادی کے پوسٹ آفس کے ساتھ والی گلی سے نیچے کی طرف اتر آؤ... وہاں تمہاری ملاقات اپنے بھائی سے ہو جائے گی"۔

اس کے بعد میں واپس وہیں گیا جہاں آپ لوگوں کو چھوڑ کر آیا تھا... لیکن آپ لوگ وہاں نہیں تھے... اس وقت سے میں آپ لوگوں کو تلاش کرتا مارا مارا گھوم رہا ہوں... شکر ہے یہاں آپ سے ملاقات ہوگئی... اس کے بعد ہم اس کے ساتھ اس کی بتائی ہوئی گلی میں پہنچے... وہ گلی بالکل سنسان تھی اور ایک قبرستان پر جا کر ختم ہوگئی تھی... ابھی ہم کھڑے کھڑے حیران ہی ہو رہے تھے کہ کیا کریں تو اچانک ہم نے کسی گیس کی دماغ پر چڑھنے والی تیز بو محسوس کی اور ہمارے ذہن تاریکی میں ڈوب گئے... ہمیں کچھ پتا نہیں کیا ہوا... ہوٹل کے ہال میں جو کچھ ہوا، اس کا بھی پتا نہیں... اب اندازہ ہوا کہ وہ ہمیں اس تماشے کی بھینٹ چڑھانا چاہتے تھے۔"

یہاں تک بتا کر شوکی برادرز خاموش ہوگیا۔

"اور وہ آدمی کہاں گیا جو تمہیں یہاں لایا تھا۔"

"میں نے کہا نا... کچھ پتا نہیں۔"

"حیرت ہے... صرف اتنے سے کام کے لیے انہیں خاص طور پر تم لوگوں کو یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی... وہ تو چار لڑکے آس پاس سے بھی لا سکتے تھے۔ خیر... اس شخص کا نام کیا ہے...

Uploaded By Nadeem

اور اس کا حلیہ بھی ۔"

" اس نے اپنا نام فرخان جمالی بتایا تھا... وہ لمبے قد کا سڈول بدن والا سرخ و سفید آدمی ہے ۔آنکھوں کا رنگ نیلا ہے ...بال سنہری رنگ کے ہیں... چہرہ گول... ناک بھی گول سی ہے ..."

انہوں نے غور کیا... اس شکل کے کسی آدمی سے ابھی تک اس کا واسطہ نہیں پڑا تھا:

" ہوں خیر۔"

عین اس وقت انہوں نے ایک ہیبت ناک آواز سنی...انہیں یوں لگا جیسے کوئی آتش فشاں پہاڑ پھٹا ہو... انہوں نے بوکھلا کر سامنے دیکھا اور پھر ساکت رہ گئے:

☆☆☆☆☆

سوراخ بند کردو

ان کے سامنے اب ایک کالا سیاہ پہاڑ تھا...اور وہ آواز اس پہاڑ میں سے نکل تھی :

" یہ... یہ کیسا پہاڑ ہے ۔" فرزانہ کے منہ سے مارے خوف کے عالم میں نکلا ۔

" چیختا پہاڑ۔" محمود کے منہ سے نکلا۔

" یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے ۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

" توبہ ہے تم سے ۔"

" اوہو ! یہ... یہ کون لوگ کھڑے ہیں... اس کے دہانے کے پاس ۔" انسپکٹر کامران مرزا بری طرح چونکے، پھر پروفیسر داؤد سے بولے :

" پروفیسر صاحب... دوربین سے دیکھیے گا ذرا ۔"

Uploaded By Nadeem

انہوں نے دوربین نکالی اور اسے آنکھوں سے لگائی ... دوسرے ہی لمحے ان کے منہ سے بوکھلاہٹ کے عالم میں نکلا :

"ارے باپ رے۔"

"کک... کیا ہوا؟" انسپکٹر کامران مرزا کانپ گئے۔

"یہ ...یہ آفتاب، آصف اور فرحت ہیں ...ان کے ساتھ ہماری خواتین اور بچے ہیں...ان کے ہاتھ پشت پر بندھے ہیں اور یہ سب پہاڑ کی چوٹی کا رخ کر رہے ہیں... اور یہ لگتا ہے ... آتش فشاں پہاڑ ہے ... شاید کبھی اس سے آگ نکلی تھی... کیونکہ اس کے اردگرد لاوا جمع نظر آرہا ہے۔"

"لیکن یہ لوگ اوپر کیوں جا رہے ہیں۔"

"ظاہر ہے ... ان کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے ہیں... کچھ لوگ انہیں اوپر چڑھنے پر مجبور کر رہے ہوں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"لیکن وہ لوگ نظر نہیں آرہے۔"

"وہ ہماری نظروں سے چھپے ہوئے ہوں گے لیکن انہیں نظر آرہے ہوں گے، صورتحال سنگین ہے اور ہماری خواتین اور بچے بھی یہاں موجود ہیں... اور میری پریشانی لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی ہے۔"

"حیرت ہے ... آفتاب، آصف اور فرحت بھی ان کے قابو میں آگئے۔" فاروق بڑبڑایا۔

"تم... ان کی بات کر رہے ہو ... ہم سب ان کے قابو میں ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے... آپ تو ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں۔"

"ابھی کیا... ڈرنے کے موقعے تو آگے آئیں گے کیونکہ..." وہ کہتے کہتے رک گئے۔

"کیونکہ کیا انکل... آپ کہتے کہتے رک کیوں گئے... ہمیں آپ کا یہ کیونکہ بہت خوفناک لگ رہا ہے۔"

"ہاں! لگنا بھی چاہیے ... اور ہم پہاڑ کے دامن میں پہنچ چکے ہیں۔ اب گاڑی سے اتر کر اوپر جانا ہوگا... اس ساری کارروائی سے ان لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ ہم بھی اوپر پہنچ جائیں... اور ہم اوپر جانے پر مجبور ہیں، بالکل مجبور۔" انسپکٹر کامران مرزا نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

"اور... اور۔" فرزانہ کے منہ سے مارے خوف کے نکلا۔

"اور اور کیا... ایک بار نہیں کہہ سکتی تھیں۔" فاروق جل گیا۔

Uploaded By Nadeem

"اور... ابا جان کا اب تک دور دور تک پتا نہیں۔"

"تم سمجھیں نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا عجیب سے انداز میں مسکرائے۔

"کیا نہیں سمجھی۔"

"یہ کہ..." وہ کہتے کہتے رک گئے... اسی وقت ایک آواز ابھری تھی۔

"بالکل ٹھیک ہے... اب تم لوگ اوپر آجاؤ... ہم تمہیں کالا پہاڑ کی سیر کرانا چاہتے ہیں۔"

"ارے باپ رے۔" شوکی کے منہ سے نکلا۔

"تمہیں کیا ہوا۔" انسپکٹر کامران مرزا اس کی طرف مڑے۔

"یہ اسی شخص کی آواز ہے... جو ہمیں اس وادی میں لایا تھا۔"

"اوہو... اچھا۔" انسپکٹر کامران مرزا کے منہ سے نکلا، پھر وہ بولے:

"خیر آؤ... دیکھا جائے گا۔"

وہ گاڑی سے اتر کر اوپر چڑھنے لگے... اونچائی کافی تھی اور ان کا خیال تھا کہ چوٹی تک پہنچنے میں انہیں ایک گھنٹا لگ جائے

گا... وہ کر بھی کیا سکتے تھے... دشمن اس وقت پوری طرح انہیں شکنجے میں لے چکا تھا۔ انہیں زیادہ فکر خواتین اور بچوں کی تھی... اس وقت اگر وہ ساتھ نہ ہوتے تو وہ اس حد تک فکر مند نہ ہوتے۔"

وہ اوپر چڑھتے رہے... اور اس طرح اپنے اوپر والے ساتھیوں کے نزدیک ہوتے رہے... انہوں نے بھی اپنے رخ اب ان کی طرف کر لیے تھے... اور وہ ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ رہے تھے... ان سبھی کے چہروں پر پریشانی تھی۔

"آخر یہ ہمیں اس مقام پر کیوں جمع کر رہے ہیں۔"

"ہا... آ۔" انسپکٹر کامران مرزا نے سرد آہ بھری۔

"آپ کی سرد آہ سمجھ میں نہیں آئی۔"

"ان لوگوں کی شروع سے ایک کوشش رہی ہے۔" انہوں نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ... ہم سب لوگ ایک جگہ انہیں مل جائیں... لیکن یہ ابھی تک اس میں کامیاب نہیں ہو سکے... اور لگتا ہے... اب یہ کامیاب ہو جائیں گے... لیکن اب بھی اس بات کا امکان ہے کہ یہ کامیاب نہ ہو سکیں۔"

Uploaded By Nadeem

"جی ... کیا مطلب؟" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"اب بھی تم نہیں سمجھے۔"

"آپ کا مطلب ہے... یہ ہم سب کو ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش میں ہیں... اب تک انہوں نے بار بار کوشش کی ہے، لیکن ابھی تک یہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے... اور اب اس بات کا امکان ہو چلا ہے کہ یہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو جائیں... اور اس بات کا امکان کہ وہ کامیاب نہ ہو سکیں... بس آپ کی یہ آخری بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"تب تم اس بات کو یوں سمجھو... جب ہم اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جائیں گے ... تو کیا ہم سب وہاں ہوں گے۔"

"نن نہیں۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"لیکن کیوں نہیں ہوں گے۔"

"اس... اس لیے کہ ابا جان یہاں نہیں ہیں۔" فرزانہ فوراً بولی۔

"بالکل ٹھیک ... یہی ہے وہ بات ... شروع سے اب تک یہ ناکام اسی لیے ہوتے رہے ہیں کہ انسپکٹر جمشید ان کے منصوبے بھانپ گئے تھے ... اس لیے وہ مشکل سے مشکل وقت میں بھی

سامنے نہیں آئے... انہوں نے اپنے آپ کو الگ ہی رکھا ... اور یہی ہمارے دشمنوں کی ناکامی تھی... اب دیکھنا یہ ہے کہ انسپکٹر جمشید ان کی اس زبردست چال کا کیا جواب دیتے ہیں ... کیونکہ ان کے علاوہ وہ سب کو جمع کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور ظاہر ہے، اب ہم سب ان کے نشانہ پر ہوں گے ... بے بس ہوں گے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔

اب ان پر سکتے کا عالم طاری تھی... وہ خاموشی سے اوپر چڑھتے رہے ... ظاہر ہے ... خود کو روک نہیں سکتے تھے... باقی لوگ جو اوپر موجود تھے... اور پھر وہ سب اپنے ساتھیوں تک پہنچ گئے... وہ عین آتش فشاں کے دہانے کے پاس کھڑے تھے... دہانے کے پاس سیڑھیاں سی بنی نظر آئیں... لیکن یہ سیڑھیاں قدرتی نہیں تھیں۔ انسانی ہاتھوں کی بنائی ہوئی تھیں... اسی وقت ایک آواز سنائی دی:

"تم سب لوگ ہماری زد پر ہو... ہم ایسی جگہ ہیں جہاں سے تم سب کو آسانی سے نشانہ بنا سکتے ہیں... لہٰذا انسپکٹر جمشید کے لیے اب بھی وقت ہے... سامنے آ جائیں... ورنہ۔"

ورنہ کے بعد خاموشی چھا گئی ... اب ہر کوئی جاننا چاہتا تھا کہ

Uploaded By Nadeem

ورنہ کیا پھر کہا گیا :

'' ورنہ پھر وہ ہو گا جس کے بارے میں تم لوگوں نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا۔''

اب پھر خاموشی چھا گئی ... آخر وہی آواز پھر ابھری:

'' ٹھیک ہے... انسپکٹر جمشید تم لوگوں کو بچانے کے لیے درمیان میں نہیں آنا چاہتے ۔ اب تم ایک ایک کر کے یہ سیڑھیاں چڑھو اور عین دہانے پر پہنچ کر پہاڑ کے سوراخ میں چھلانگ لگا دو۔''

'' نن نہیں ۔'' ان کے منہ سے نکلا۔

'' تم قدم نہیں اٹھاؤ گے تو ہم تم لوگوں کی پشت کی طرف تمہارے عین قدموں پر گولیاں ماریں گے ... تم خود بھڑک کر اوپر پہنچ جاؤ گے ... لیکن یہ سب کچھ نہیں ہوگا اگر انسپکٹر جمشید سامنے آجائیں ۔''

ایک بار پھر خاموشی چھا گئی... آخر ایک آواز ابھری... اور وہ آواز تھی انسپکٹر جمشید کی... انہوں نے کہا تھا :

'' میں آرہا ہوں۔''

وہ بڑی طرح اچھلے ... انہوں نے آواز کی طرف دیکھا... پہاڑ کے دامن میں انہیں انسپکٹر جمشید نظر آئے... وہ بہت تیزی سے اوپر

آرہے تھے :

'' افسوس ! '' انسپکٹر کامران مرزا کے منہ سے نکلا۔

''آپ کا مطلب ہے ... جمشید کو سامنے نہیں آنا چاہیے تھا ۔'' خان رحمان بولے۔

'' ہاں! '' انہوں نے سر ہلایا۔

'' لیکن انکل... وہ بھی کیا کرتے ۔''

''آنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ... ان کے اوپر آنے کی صورت میں بھی وہ یہی حکم دیں گے ۔'' انہوں نے جواب دیا ۔

'' ہوں!'' وہ صرف یہ کہہ کر رک گئے ۔

پھر انسپکٹر جمشید اوپر آگئے... ان کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ شاید وہ اس وقت بہت بے بسی محسوس کر رہے تھے لیکن بے چینی کے تاثرات کو چہرے پر ظاہر نہیں کرنا چاہ رہے تھے کہ کہیں وہ سب لوگ ہمت نہ چھوڑ بیٹھیں :

'' بہت خوب انسپکٹر جمشید... تم نے ہمارا منصوبہ آخر اس مرحلے پر مکمل کر دیا ... کیا ہوا جو ہم اب تک ناکام ہوتے رہے... اور تم سامنے نہیں آئے... لیکن آخر ہم کامیاب ہو گئے ... اب تم لوگوں کے لیے ایک ہی باعزت راستہ ہے ...اور وہ یہ ہے کہ آتش فشاں

Uploaded By Nadeem

کے دہانے میں چھلانگیں لگا دو۔'' اس آواز کے ساتھ ہی ان کے پیچھے گولیاں برسنے لگیں :

'' اچھی بات ہے ۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا اور آگے بڑھ گئے...

اس وقت ان کے ساتھیوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا :

'' نہیں... نہیں۔''

انہوں نے جیسے ان کی آوازیں سنی ہی نہیں...ان پر عجیب سی کیفیت طاری تھی... ایک ایک کرکے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگے... آخر عین دہانے پر پہنچ گئے...انہوں نے مڑ کر ان سب پر ایک نظر ڈالی اور نیچے کود گئے :

'' ابا جان ۔'' وہ پوری قوت سے چلائے۔

'' انکل ۔''

'' میرے دوست ۔'' خان رحمان اور پروفیسر داؤد چیخ اٹھے ۔

بیگم جمشید پر تو جیسے سکتے کا عالم طاری ہوگیا...وہ جہاں کھڑی تھیں... وہیں دھپ سے بیٹھ گئیں۔

'' اب ہم اوپر ٹھہر کر کیا کریں گے ... یوں بھی... یہ لوگ ہمیں کہاں رکنے دیں گے ۔'' کامران مرزا کی آواز انہیں بہت دور سے آتی محسوس ہوئی۔

Uploaded By Nadeem

نیچے برسنے والی گولیوں کی وجہ سے انہیں آگے بڑھنا پڑ رہا تھا... اور پھر ایک ایک کرکے وہ سب دہانے میں کود گئے... اوپر کوئی بھی نہیں رہ گیا ... اس وقت ایک آواز ابھری :

'' بند کردو یہ سوراخ ... آگئے یہ سب قابو۔''

☆☆☆☆☆

پہاڑ کے اندر

سب سے پہلے محمود کی آنکھ کھلی ...اس نے دیکھا... وہ ہلکی سی سرخی مائل سخت جمی ہوئی مٹی کے ایک کافی لمبے چوڑے میدان کے بیچوں بیچ پڑا ہوا تھا...اس کے سر کے عین اوپر ایک گول سوراخ تھا اور میدان کے کناروں سے اٹھنے والی عمودی دیواریں اوپر پہنچ کر گولائی کی صورت میں اس دہانے سے جا کر مل رہی تھیں جس میں سے شاید سورج کی روشنی نظر چھن چھن کے اندر آرہی تھی۔ درحقیقت ایسا تھا یا نہیں یہ اور بات ہے...لیکن کم از کم محمود کو ضرور ایسا محسوس ہورہا تھا۔اسے یہ بھی لگ رہا تھا کہ وہ کسی صراحی کے اندر پڑا ہو۔ آہستہ آہستہ اس کے حواس بیدار ہوئے تو اس نے دیکھا کہ اس کے سارے ساتھی ادھر ادھر بکھرے پڑے تھے... اس نے دائیں بائیں اوراوپر نیچے دیکھا...اوپر اسے ایک جال تنا نظر آیا... گویا آتش فشاں کے دہانے سے کودنے پر وہ اس جال پر

گرے تھے۔ اور اس کے بعد فرش پر کیسے پہنچے ، یہ انہیں معلوم نہیں تھا...انہیں اتنا ضرور یاد آیا کہ اوپر سے وہ نرم چیز پر گرے تھے ... یعنی وہ یہی جال تھا ۔اس نے سوچا کہ آخر دشمنوں کو انہیں زندہ چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی... جبکہ اس موقع پر وہ انہیں آسانی سے ٹھکانے لگا سکتا تھا۔

اب اس نے اپنے ساتھیوں کو ہلانا جلانا شروع کیا ... آخر باری باری سب کی آنکھیں کھل گئیں:

''یہ...یہ ہم کہاں ہیں ۔'' شوکی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اسی آتش فشاں کے پیٹ میں ۔'' محمود گنگنایا۔

''آتش فشاں کا پیٹ ایسا ہوتا ہے ۔'' مارے حیرت کے فرحت کے منہ سے نکلا۔

''یہ تو مجھے معلوم نہیں... میں کون ساروز روز آتش فشاں کے پیٹ میں اُترتا ہوں۔'' محمود نے جل کر کہا۔

''اس وقت سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم اس غار سے نکلیں گے کیسے ۔''

''کیا مطلب انکل ۔''

Uploaded By Nadeem

"غار کا دہانہ بہت اوپر ہے ... پتھروں کی دیواریں درزوں کے بغیر ہیں...گویا دہانے تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"بالکل یہی بات ہے ... لیکن۔" منور علی خان کہتے کہتے رک گئے۔

"لیکن کیا..."

"اگر ہم کسی طرح اس جال تک پہنچ جائیں تو اس صورت میں شاید ہم دہانے تک پہنچ جائیں۔"

"اوہو انکل منور علی خان... جال تک بھی آخر ہم کس طرح پہنچ سکتے ہیں۔"

"یہی تو اس وقت کا سوال ہے۔"

"انسانی سیڑھی بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتی... یہ اونچائی بہت زیادہ ہے۔"

"ابا جان! آپ کیوں چپ ہیں... آپ بھی تو کچھ بتائیں نا... آخر آپ کیوں اتنی دیر تک غائب رہے... اور آپ کے اس طرح غائب رہنے کا فائدہ کیا ہوا۔" فرزانہ نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

Uploaded By Nadeem

"ابھی انسپکٹر جمشید نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ وہی خوفناک آواز سنائی دی جو پہلے بھی آتش فشاں کا دہانہ کھلنے کے وقت سنائی دی تھی۔ ان سب نے ایک ساتھ اوپر دیکھا۔ آتش فشاں کا دہانہ کھل گیا تھا... ساتھ ہی یوں لگا جیسے کسی کو اوپر سے نیچے دھکا دیا گیا ہو ... اوپر سے گرنے والا پہلے جال پر گرا... جال نے پہلے اسے اوپر اچھلا... پھر وہ جال پر آ گرا... اس طرح آہستہ آہستہ جال ساکن ہوگیا ...پھر جال کے درمیان میں کچھ گرہیں خود بخود کھلیں... اور وہ شخص لگا نیچے گرنے... نیچے موجود لوگوں اور جال میں کافی فاصلہ تھا... اگر وہ شخص جال پر سے نیچے جا گرتا تو بچ نہیں سکتا تھا۔ یہ بات محسوس کرتے ہی اس نے جال کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا... ساتھ ہی وہ نیچے گرتا چلا گیا۔ اس نے جال کی رسیوں کو مضبوطی سے تھاما ہوا تھا... نیچے گرتے گرتے وہ اس حد تک نیچے آ گیا کہ نیچے کھڑے لوگوں کے سروں سے کچھ ہی اوپر رہ گیا... ساتھ ہی اس نے محسوس کیا کہ اب وہ نیچے چھلانگ لگا سکتا ہے ... چنانچہ انہوں نے رسی چھوڑ دی اور ان کے درمیان آ گرا... فاروق کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا:

"ارے ... یہ تو انسپکٹر تیموری ہیں۔"

"اوہ ... اوہ۔" سب کے منہ سے نکلا۔

انسپکٹر تیموری نے حیرت زدہ انداز میں ان سب پر نظر ڈالی، پھر بولے:

"یہ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں ... آپ لوگ یہاں۔"

"ہاں انسپکٹر صاحب! ہم یہاں... یہ سب قدرت کے کام ہیں..." پروفیسر مسکرائے۔

"لیکن آپ... آپ یہاں کیسے آگئے۔"

"میں آپ لوگوں کی تلاش میں نکلا تھا... کچھ لوگوں نے مجھے بتایا کہ ان حلیوں کے لوگ کالا پہاڑ کی طرف جاتے دیکھے گئے ہیں... بس میں اس طرف چلا آیا... پہاڑ کے دامن میں پہنچا ہی تھا کہ کچھ لوگوں نے پیچھے سے آکر مجھے چھاپ لیا... وہ تعداد میں دس کے قریب تھے... میں بھلا ان سب کے مقابلے میں اکیلا کیا کرسکتا تھا... بس پھر وہ مجھے آتش فشاں کی چوٹی پر لائے اور وہاں سے نیچے دھکا دے دیا۔"

"اوہ اوہ۔" ان سب کے منہ سے نکلا۔

"مطلب یہ ہوا کہ ہم سب کے سب اب یہاں ان لوگوں کے قیدی ہیں۔"

"اس قسم کی جیل تو کبھی دیکھی نہ سنی۔" شوکی آواز بدستور بھیک مانگ رہی تھی۔

"چلو آج تو دیکھ لی اور سن لی۔" فاروق نے فوراً کہا ... شوکی نے اسے گھور کر دیکھا۔

"ہم نے اس جگہ کا ابھی جائزہ نہیں لیا... گھوم پھر کر دیکھ تو لیں ذرا..."

وہ اٹھے اور ادھر ادھر گھومنے لگے ... جگہ بہت زیادہ چوڑائی میں تھی اور جگہ جگہ لاوے کی پہاڑیاں سی بنی ہوئی تھیں... یا پھر اس کے ٹیلے نظر آرہے تھے۔ان چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں اور ٹیلوں کے درمیان سے چلتے وہ دور نکل گئے... ان کے نیچے زمین بھی بالکل ناہموار تھی ... جگہ جگہ لاوا جما ہوا تھا... ایسے میں انہوں نے انسپکٹر کامران مرزا کی آواز سنی:

"یہ... یہ کیسے ہوسکتا ہے۔"

"کیا کیسے ہوسکتا ہے۔" انسپکٹر جمشید ان کی طرف مڑے۔ لیکن وہ خاموش رہے...شاید کچھ محسوس کرنے کی کوشش کررہے تھے۔

"آپ نے یہ نہیں بتایا کہ کیا کیسے ہوسکتا ہے۔"

Uploaded By Nadeem

"ہاں! دراصل میرے جسم کو ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا محسوس ہوا ہے... جب کہ اس جگہ ٹھنڈی ہوا کا کوئی امکان نہیں۔"

"تب پھر اس پہاڑ میں نیچے کوئی سوراخ وغیرہ ہے ... اس سے ٹھنڈی ہوا اندر آئی ہوگی۔" پروفیسر بولے۔

"ہاں! اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔"

"تب تو ہم جھونکے کے رُخ پر چل سکتے ہیں۔" خان رحمان جلدی سے بولے۔

"بالکل ٹھیک۔" انسپکٹر کامران مرزا نے تائید کی۔

اور پھر انسپکٹر کامران مرزا کے یہ بتانے پر کہ انہوں نے جھونکا کس طرف سے آتا محسوس کیا تھا...وہ اس سمت میں چل پڑے:

"آخر اس پہاڑ کے پیٹ میں روشنی کہاں سے آرہی ہے ... یہاں تو اندھیرا ہونا چاہیے ... اور یہ بھی پتا نہیں چل رہا کہ روشنی کس طرف سے آرہی ہے۔"

"ایک تو اوپر والے سوراخ سے آرہی ہے۔"

"نہیں! میرا خیال ہے کہ وہ روشنی بھی قدرتی نہیں ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"انسپکٹر تیموری! جب آپ کو اوپر سے دھکا دیا گیا تو کیا

سورج نکلا ہوا تھا۔"

"جی نہیں! اندھیرا پھیل چکا تھا..ویسے بھی سردیوں کی شامیں ہیں اور پھر وادیوں میں تو سرِشام ہی اندھیرا چھا جاتا ہے۔"

"اس کا مطلب یہ کہ اوپر کے دہانے سے جو روشنی ہمیں چھن چھن کر آتی محسوس ہورہی ہے وہ غیر قدرتی یعنی کسی الیکٹریکل سسٹم کی پیدا کردہ ہے۔"

"اوہ...اوہ..."

"یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر ہم اوپر پہنچ بھی جائیں تو غار کی قید سے آزاد ہوسکیں۔"

"بالکل یہی بات ہے۔"

"غار کی قید..." اس بار کھوئے کھوئے لہجے میں یہ الفاظ دہرانے کی باری آفتاب کی تھی۔

"اب تم کہو گے...یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔" فرزانہ تنک کر بولی۔

"کیوں نہیں! یہ کہنے کے جملہ حقوق کیا صرف فاروق کے نام محفوظ ہیں..." آفتاب نے آنکھیں نکالیں۔

"ناراض کیوں ہوتے ہو بڑے بھائی ...کہہ لیا کرو ...مجھے کوئی

Uploaded By Nadeem

اعتراض نہیں۔'' فاروق نے صلح کا جھنڈا لہرا دیا۔

'' مجھے بھی ایک ناول کا نام سوجھا ہے...'' مکھن چونکا۔

'' لو بھئی...مینڈکی کو بھی زکام ہوا...'' فرحت نے منہ بنایا۔

'' مینڈکی نہیں...مینڈک کہو فرحت.. یعنی مینڈک کو بھی زکام ہوا۔'' فاروق چڑانے والے انداز میں بولا۔

'' تم نے مجھے مینڈک کہا...'' مکھن جھلا کر فرحت کی طرف پلٹا۔

'' نہیں...میں کیوں کہنے لگی مینڈک...توبہ کرو...میں نے تو مینڈکی کہا تھا...اس نے کہا تھا مینڈک...''

'' ٹھیک ہے...سمجھ لوں گا تم دونوں سے بھی۔''

'' سمجھنے بعد میں رہنا...یہ سوچو...اب ہمارے سامنے راستہ کیا ہے۔''

'' ہمارے لیے ایک ہی راستہ ہے ، یہ کہ جھونکے کے رخ آگے بڑھتے رہیں۔'' انسپکٹر جمشید بولے۔

ان کے قدم اٹھتے رہے۔

''میں ابھی تک وہی بات محسوس کر رہا ہوں ...یعنی کوئی نظر نہ آنے والا شخص مسلسل ہمیں نظروں میں رکھے ہوئے ہے اور ہم اسی

کے پروگرام کے تحت اس وقت اس پہاڑ کے پیٹ میں ہیں۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

''پپ پیٹ... پہاڑ کا پیٹ۔'' فاروق نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

'' کیوں... کیا ہوگیا تمہیں۔'' آفتاب نے اسے گھورا۔

'' مم...میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔''

'' آج تو حد ہی ہوگئی...یہ ناولوں کے نام تمہارے سروں پر کیوں سوار ہوگئے ہیں... انہیں پہاڑ کے پیٹ میں بھی ناولوں کے نام سوجھ رہے ہیں۔'' آصف نے جھلا کر کہا۔

''آہا... ایک جھونکا اور۔'' انسپکٹر کامران مرزا خوش ہو کر بولے۔

'' کتنے عجیب جھونکے ہیں... جو صرف آپ کو محسوس ہو رہے ہیں۔'' آصف بڑبڑایا۔

''شاید ہم سب کو نزلہ ہوگیا ہے۔'' شوکی بولا۔

''حد ہوگئی ... ہوا کے جھونکے تو پھر انہیں زیادہ محسوس ہوتے ہیں جنہیں نزلہ ہوتا ہے۔''

'' اوہ... شاید میں غلط کہہ گیا۔'' شوکی نے بوکھلا کر کہا۔

Uploaded By Nadeem

"تو اب درست کہہ لو... کس نے روکا ہے۔" آفتاب مسکرایا۔

"شاید ہم سب کو بخار ہوگیا ہے اور انکل کو نزلہ۔" اس نے جملہ درست کہا۔

وہ مسکرا دیئے ... ایسے میں مکھن پکار اٹھا:

"مم... مجھے بھی۔"

"مجھے بھی کیا، پورا جملہ نہیں بول سکتے۔" آصف نے اسے گھورا۔

"میرا مطلب ہے، مجھے بھی ہوا کا جھونکا محسوس ہوا ہے..." مکھن نے گڑبڑا کر کہا۔

"اوہو اچھا... بھئی واہ... یہ ہوا کے جھونکے بھی عجیب ہیں، کسی کو محسوس ہورہے ہیں، کسی کو نہیں..." آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔

"شاید وہ جادو کے ہیں۔" مکھن کے منہ سے نکلا۔

"کیا کہا... جادو کے جھونکے؟" فاروق چلا اٹھا۔

"اوہو... کیا ہوگیا ہے۔" محمود اس کی طرف الٹ پڑا۔

"یہ... یہ بھی۔" فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"یہ... یہ بھی کیا۔" فرزانہ نے بھی اسے گھورا۔

"مم... میرا مطلب ہے، یہ بھی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔"

"اچھا یار چپ رہو... کیا ناول ناول لگا رکھی ہے... ناول نگار کہیں کے۔" آصف جل گیا۔

"انکل! سن رہے ہیں آپ۔" فاروق نے بڑوں کی طرف منہ کیا۔

"ہاں ہاں! بالکل سن رہے ہیں... آخر اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو دو دو کان دیئے ہیں... سنیں نہ تو اور کیا کریں..." پروفیسر داؤد بولے۔

"لیجیے یہ... بڑے بھی ہمارے انداز کو پکڑ کر بیٹھ گئے۔" محمود بولا۔

"اب... اب کیا ہوگا۔" آفتاب ڈر سا گیا۔

"کچھ نہیں ہوگا... فکر کی ضرورت نہیں۔" آصف جھلا کر بولا۔

"اچھا بھائی... کاٹ کھانے کو کیوں دوڑ رہے ہو۔" آفتاب بولا۔

"انکل! آپ نے مجھے دوڑتے دیکھا۔" آصف فوراً بولا۔

"نن نہیں... ویسے دوڑنا بھی ہو تو ذرا احتیاط سے دوڑنا... یہاں قدم قدم پر لاوا زمین پر جما ہوا ہے... ٹھوکر نہایت آسانی سے لگ سکتی ہے۔" پروفیسر داؤد نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

Uploaded By Nadeem

"اور سنیں... بات ہم کیا کر رہے تھے... یہ کہاں کی لے بیٹھے۔"

"ان باتوں میں بس یہی بات بُری ہے ..." خان رحمان نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیا بات بُری ہے۔" آصف نے پوچھا۔

"یہی کہ جب جی چاہے... کوئی بھی انہیں لے بیٹھتا ہے۔" خان رحمان نے کہا۔

"توبہ ہے آپ سے۔" بیگم خان رحمان بولیں۔

"توبہ تو خیر اچھی چیز ہے آنٹی... لیکن کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ سے۔" شوکی بولا۔

"اچھا بابا... اب تم سے کون مغز مارے۔" محمود جل گیا۔

"ایک اور جھونکا۔" اس بار انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

"اللہ کا شکر ہے ... اب جھونکے پر جھونکے آرہے ہیں۔"

"اور کیا چاہیے۔"

"لیکن لگتا ہے ... جھونکے کہیں بہت دور سے آرہے ہیں۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے... یہ پہاڑ ہے یا کیا ہے۔" پروفیسر داؤد نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"یہ پہاڑ کا پیٹ ہے۔" فاروق نے گویا یاد دلایا۔

"پتا نہیں پہاڑ کا یہ پیٹ ہمیں کہاں لے جا رہا ہے۔"

"سمندر میں۔" انسپکٹر کامران مرزا کے منہ سے نکلا

"کک... کیا کہا آپ نے ... سمندر سے آرہے ہیں یہ جھونکے۔"

"ہاں! یہ ذرا نمکین سے جھونکے ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"ہائیں انکل! آپ کو جھونکوں کا ذائقہ بھی معلوم ہوگیا۔"

"سمندری ہوا نمکین سی ہوتی ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سمندر کی طرف بڑھ رہے ہیں ... ویسے اس پہاڑ کے دوسری طرف ہے تو سمندر ہی۔" فرزانہ نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

"پپ... پپ۔" فاروق کہتے کہتے رک گیا۔

"کیا ہوا، رک کیوں گئے۔"

"پپ... پہاڑ کا سمندر۔" فاروق نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

"کیا!!!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

Uploaded By Nadeem

"اب خدا کیلئے یہ نہ کہنا کہ یہ بھی کسی ناول کا نام۔۔۔"

شائستہ کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا:

اسی وقت ان سب نے ایک ہولناک آواز سنی :

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

جھٹکا

"یہ... یہ کیسی آواز تھی ؟" مارے خوف کے پروفیسر داؤد کے منہ سے نکلا ۔

"مم... میں بھی نہیں سمجھ سکا ... لیکن بہرحال یہ کسی سمندری جانور کی آواز تھی اور اس کا مطلب ہے... یہ راستہ ہمیں سمندر کی طرف لے جا رہا ہے۔" منور علی خان بولے۔

"سس... سمندر؟" ان کے سب کے منہ سے سرسراتی آواز نکلی ۔

"ہاں سمندر ! اور ہمارے پاس سمندر کی طرف بڑھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ... کیونکہ آتش فشاں کی چوٹی سے ہم اس قدر نیچے ہیں کہ اس تک نہیں پہنچ سکتے... جب تک کہ کوئی ذریعہ نہ بنے۔"

"اللہ مالک ہے ... اس سے پہلے بھی ہمیں اس جیسے بے شمار

گیا۔

"اوہ ... اوہ۔" ان سب کے منہ سے حیرت کی زیادتی سے نکلا... گویا وہ ان کے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے۔

"گویا جہاز تک پہنچنے کے لیے بھی ہمیں خود کوشش کرنا پڑے گی۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"نہیں آنا چاہتے تو نہ آؤ... لوٹ جاؤ پہاڑ کے دوسرے دہانے کی طرف اور جانیں دے دو سسک سسک کر۔"

"ہوں... مطلب یہ کہ اگر ہم جہاز پر نہ آئیں تو تم کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا کی آواز ابھری۔

"نہیں ... کوئی خاص نہیں۔"

"اور جہاز پر آنے کی صورت میں تم لوگوں کو کیا پروگرام ہے۔"

"اس صورت میں ہم تمہاری حکومت سے کچھ مطالبات منوانے کی پوزیشن میں ہوں گے۔"

"ہوں۔" ان کے منہ سے نکلا۔

پھر وہ گہری سوچ میں گم ہو گئے۔ آخر جہاز پر جانے کا ہی فیصلہ ہوا... لیکن اب سوال یہ تھا کہ ان کے ساتھ عورتیں اور بچے

بھی تھے۔ یہ بات محسوس کر کے انسپکٹر کامران مرزا نے بلند آواز میں کہا۔

"لیکن اس مرتبہ ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی ہیں ... ان کا کیا جائے۔"

"یہ تم لوگوں کا مسئلہ ہے ... ہمارا نہیں۔"

"تو تم جہاز نزدیک لے آؤ...یا کوئی موٹر بوٹ اس طرف روانہ کر دو۔"

"دیکھا... تم نے دیکھا۔" ہنس کر کہا گیا۔

"یہ آپ نے کس سے کہا۔" محمود نے بلند آواز میں پوچھا۔

"اپنے ساتھیوں سے ... میں نے ان سے کہا تھا... وہ آنکڑے کی رسی کے ذریعے آنے کی بجائے یہ تجویز پیش کریں گے ... خیر... تم لوگ بھی کیا یاد کرو گے۔ ہم موٹر بوٹ بھیج رہے ہیں۔"

یہ سن کر انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا... کیونکہ عورتوں اور بچوں کی وجہ سے رسی پر سفر اتنا آسان نہیں تھا... ان میں سے کوئی بھی سمندر میں گر سکتا تھا ... اور پہاڑ سے ٹکرانے والی موجیں اس وقت بہت خوف ناک منظر پیش کر رہی تھیں... دل دہل جاتے تھے انہیں

Uploaded By Nadeem

دیکھ کر۔

انہوں نے جہاز کو حرکت کرتے دیکھا:

''نہ جانے ان لوگوں کا کیا پروگرام ہے۔'' خان رحمان نے الجھن کے عالم میں کہا۔

''جو پروگرام ہے... سامنے آنے ہی والا ہے۔''

پندرہ منٹ بعد ایک بڑی موٹر بوٹ کنارے پر آ لگی:

اب ایک ایک کر کے ان سب کو موٹر بوٹ میں سوار ہونا تھا...یہ بھی کافی مشکل مرحلہ تھا...کیونکہ یہاں کوئی ایسا ڈاک یا پلیٹ فارم نما بلاک تو بنا ہوا نہیں تھا جہاں موٹر بوٹ آ کر کنارے لگ جاتی اور وہ ایک قدم آگے بڑھا کر اس میں سوار ہو جاتے۔موٹر بوٹ ساحل سے بیس فٹ ہٹ کر کھڑی ہوئی تھی...کیونکہ اس سے آگے آنے کی صورت میں اس کے ریت میں پھنس جانے کا خدشہ تھا...اور بوٹ تک پہنچنے کیلئے انہیں سمندر میں اتر کر کمر کمر پانی میں جانا تھا...اور پھر اوپر اچک کر بوٹ پر سوار ہونا تھا...جنہیں اس طرح کشتی یا بوٹ میں بیٹھنے کا کبھی اتفاق ہوا ہو... وہ جانتے ہیں کہ خواتین اور بچوں کیلئے یہ جوئے شیر لانے کے برابر ہوتا ہے۔

''میں آگے چلوں گا ... انسپکٹر جمشید سب سے آخر میں آئیں

گے ... درمیان میں باقی لوگ ہوں گے ... عورتوں اور بچوں کے ہاتھ پکڑ لیے جائیں... کہیں کسی کا پاؤں غلط نہ پڑ جائے اور وہ سمندر میں ڈبکی نہ کھا جائے... پورے چاند کی تاریخیں ہیں اور اس وقت لہریں بہت تیز اور بے ترتیب ہیں...اس بات کا امکان ہے کہ توازن بگڑنے کی صورت میں ہم میں سے کوئی بھی ان لہروں کے ساتھ بہہ نہ جائے...ان اطراف میں شارک مچھلیوں کے حملے عام ہیں۔''

''ارے باپ رے...ہائے ہائے...ارے مجھے سنبھال لینا۔'' کئی خوف میں ڈوبی آوازیں سنائی دیں۔

آخر بڑی تگ و دو کے بعد وہ بوٹ پر آ گئے...بوٹ نے ایک چکر کاٹا اور جہاز کی طرف بڑھنے لگی...رات کے بارہ بجے کا وقت تھا...پورے چاند کی رات تھی اور چاندنی کی چادر نے پورے سمندر کو گویا چاندی کا سمندر بنایا ہوا تھا...فاروق کو شاید خیال نہیں آیا ورنہ وہ کہے بغیر نہ رہتا کہ چاندی کا سمندر بھی کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔ انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کسی الف لیلوی داستان کا حصہ ہیں اور موٹر بوٹ پر نہیں بلکہ کسی اڑن قالین پر سوار اڑتے چلے جا رہے ہیں...یکا یک موٹر بوٹ کا انجن بند ہوا تو وہ اپنی

Uploaded By Nadeem

اس جادوئی کیفیت سے باہر آئے...انہوں نے دیکھا کہ وہ اسی دیو ہیکل بحری جہاز کے عین نیچے کھڑے ہیں...جہاز کی یہ دیوار انہیں آسمان سے باتیں کرتی محسوس ہو رہی تھی...اس طرح بوٹ کا یہ سفر بیس منٹ میں مکمل ہو گیا...جہاز کی سیڑھیاں چڑھ کر اب سب عرشے پر جمع تھے...اس وقت وہی آواز ابھری... جس سے وہ اب تک بات چیت کرتے رہے تھے:

''خوش آمدید دوستو! آخر تم ہمارے جال میں آ ہی گئے۔''

O

انہوں نے چاروں طرف دیکھا... بولنے والا نظر نہیں آ رہا تھا:

''آواز قدرے جانی پہچانی ہے...'' انسپکٹر کامران مرزا بڑبڑائے۔

''چلو بوجھو تو جانیں۔'' آواز سنائی دی... یہ جملہ ہنس کر کہا گیا۔

''آپ آواز بدل کر بول رہے ہیں... لیکن۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا۔

''لیکن کیا۔''

''لیکن ہم پھر بھی بتا سکتے ہیں کہ آپ کون ہیں۔''

''چلو پھر بتاؤ... تاکہ اس کا بھی تجربہ ہو جائے... کہ تم کتنے پانی میں ہو۔''

''تھوڑی دیر پہلے تو کمر کمر پانی میں تھے بلکہ فرزانہ، فرحت اور شائستہ تو گردن گردن پانی میں ڈوبی ہوئی تھیں...بیچارہ مکھن تو ڈبکیاں کھاتا ہوا آ رہا تھا...پتا نہیں سمندر کا کتنا پانی اس کے پیٹ میں تیر رہا ہوگا۔'' فاروق کہتا چلا گیا...وہ ان بچوں میں سے تھا جو کوشش کے باوجود اپنی بات کو حلق میں دبانے میں ناکام ہو جاتے ہیں...یہ اور بات ہے کہ اس کی یہ عادت مشکل ترین حالات میں بھی ان سب کا حوصلہ بحال کر دیتی تھی:

لاؤڈ اسپیکر سے بلند و بانگ قہقہے کی آواز گونجی..ایک دفعہ پھر انہیں یوں لگا کہ وہ کسی دیو کی قید میں ہیں:

''بہت خوب! تمہاری بات پسند آئی فاروق! ہاں تو انسپکٹر کامران مرزا...یہ بات آپ بتائیں کہ میں کون ہوں۔''

''یہ کیا بات ہوئی... کامران مرزا انکل کیوں بتائیں... اور ابا جان کیوں نہ بتائیں۔'' فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

Uploaded By Nadeem

"بس ایسے ہی۔" آواز آئی۔

"کیوں نہیں... میں بتا سکتا ہوں... لیکن اس طرح مزہ نہیں آئے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے

"کیا مطلب؟"

"میں ایک نام لے دوں اور آپ کہہ دیں کہ نہیں... میں یہ نہیں۔"

"تب پھر؟" کہا گیا۔

"میں ایک کاغذ پر نام لکھ دیتا ہوں اور اس کاغذ کو تہہ کر کے جیب میں رکھ لیتا ہوں... آپ ہمارے سامنے آجائیں... سب آپ کو دیکھ لیں... پھر میں کاغذ پر لکھا نام آپ کو دکھا دوں گا۔"

"چلو! یونہی سہی۔"

انسپکٹر کامران مرزا نے کاغذ پر نام لکھ کر رکھ لیا... پھر بولے:

"میں نام لکھ چکا ہوں... آپ سامنے آسکتے ہیں۔"

"میں آرہا ہوں۔"

انہوں نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا... پھر عرشے کی سیڑھیوں پر ایک سر اُبھرا۔ اس شخص کو دیکھ کر انہیں ایک زبردست جھٹکا لگا:

☆☆☆☆☆

نام

وہ اذکر جاقیہ تھا... وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتے رہے... ادھر وہ ان کی طرف دیکھ کر برابر مسکرا رہا تھا:

"کیا دیکھ رہے ہو دوستو!"

"آپ کو دیکھ رہے ہیں... آخر یہ سب ہے کیا۔"

"تم لوگوں کو جونہی اس وادی میں آنے کا حکم ملا، مجھے مطلع کر دیا گیا تھا... میں تم لوگوں کے استقبال کے لیے تیار ہوگیا... لیکن میں چاہتا تھا... تم سب لوگوں پر ایک بار ہی ہاتھ ڈالوں... جب کہ انسپکٹر جمشید تمہارے ساتھ نہیں تھے... اس معاملے میں وہ واقعی تیز نکلے... یعنی جونہی انہیں حکم ملا... وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے اور کسی ایسے شخص کے میک اپ میں پہنچے کہ میرے آدمی دیکھ نہ سکے... اب مجھے فکر تھی تو انسپکٹر جمشید کی... اور یہ سامنے نہیں آرہے تھے۔ اس سلسلے میں سر توڑ کوشش کی گئیں۔

Uploaded By Nadeem

بڑے گھماؤ پھراؤ والے راستے اختیار کیے گئے... لیکن انسپکٹر جمشید بہت گھاگ نکلے ... سامنے آکر نہ دیئے... اب جب تک وہ سامنے نہ آجاتے ... ہم خود کو کامیاب نہیں مان سکتے تھے... آخر سب کو گھیر کر کالا پہاڑ تک لایا گیا... اور سب کو اس کے دہانے میں گرانے کی دھمکی دے کر انسپکٹر جمشید پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ سامنے آجائیں ... کیونکہ اس اقدام کے بعد انسپکٹر جمشید چھپے نہیں رہ سکتے تھے اور یہی ہوا... انہوں نے خود کو ظاہر کردیا اور نتیجہ تم سب کے سامنے ہے۔'' یہاں تک کہہ کر اذکر جاقیہ خاموش ہوگیا۔

'' چلو مان لیا... سوال یہ ہے کہ تم لوگوں کا منصوبہ کیا ہے۔''

'' منصوبے کی تو خیر ہوا تک تم لوگوں کو نہیں لگنے دی جائے گی۔''

'' آپ کی مرضی...ویسے بھی ہم منصوبے کی ہوا کا ہم کیا کریں گے۔'' شوکی نے منہ بنایا۔

'' آپ ہمیں یہاں سے کہاں لے جائیں گے۔''

'' ہاں !اس سوال کا جواب دے سکتا ہوں... لیکن پہلے تم کاغذ پر لکھا نام دکھاؤ۔'' اس نے کہا۔

انسپکٹر کامران مرزا نے جیب سے کاغذ نکالا ، اس کی گولی سی

بنائی اور اذکر جاقیہ کی طرف اچھال دی ۔ اس نے گولی کو کیچ کر لیا اور اسے کھول کر اس پر لکھا نام پڑھا... دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں:

'' تو میں نے تمہارا بالکل درست نام کاغذ پر لکھا ہے۔'' انسپکٹر کامران مرزا مسکرا کر بولے۔

'' نن نہیں... یہ...یہ کیسے ممکن ہے۔'' اس نے کھوئے کھوئے انداز لہجے میں کہا۔

'' کیا کیوں ممکن نہیں۔'' پروفیسر داؤد نے حیران ہو کر کہا۔

'' ان صاحب کا خیال تھا کہ میں درست اندازہ نہیں لگا سکوں گا، لیکن چٹ پر لکھا نام پڑھ کر انہوں نے جان لیا کہ میں نے بالکل درست اندازہ لگایا تھا۔''

'' اوہ! تو آپ نے اذکر جاقیہ لکھا تھا۔''

'' نہیں!'' انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

'' آپ نے یہ کیا کہا... نہیں۔'' مارے حیرت کے آصف چلا اٹھا۔

'' ہاں! میں نے یہی کہا ہے ... نہیں۔''

'' یہ کیا بات ہوئی... ہمارے سامنے اذکر جاقیہ کھڑے ہیں...

Uploaded By Nadeem

اور آپ نے چٹ پر اذکر جاقیہ نہیں لکھا تھا... تو آپ کا اندازہ تو پھر غلط ہوگیا... اس پر اذکر جاقیہ کیوں حیران ہیں۔''

''اس لیے کہ میں نے بالکل درست اندازہ لگایا ہے۔'' وہ مسکرائے۔

''کیا کہا آپ نے... آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا ہے اور نام آپ نے اذکر جاقیہ نہیں لکھا...'' مارے حیرت کے آصف چلایا۔

''ہاں! یہی بات ہے۔''

''اوہ ... اوہ ... آپ کا مطلب ہے ... یہ صاحب کوئی اور ہیں... اذکر جاقیہ ان کا جعلی نام ہے اور یہ میک اپ میں ہیں۔'' شوکی کچھ سمجھ جانے کے انداز میں بولا۔

''ہاں شوکی... تم درست نتیجے پر پہنچے ہو۔'' انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

''تب یہ کون ہیں۔''

''یہ گڑنگا ہے...وہی گڑنگا جس کی تلاش میں تم لوگ سرکس دیکھنے گئے تھے...لیکن یہ وہاں نہیں ملا تھا...اور ملتا بھی کیسے...اس کا مقصد تو صرف تمہیں الجھانا تھا...اس نے وادی میں اپنا ایک گینگ

بنایا ہوا تھا...یعنی یہ ایک ایسا غیر ملکی ایجنٹ ہے...جو ایک گینگسٹر کر روپ میں پولیس کے سامنے رہ کر کے اپنا اصل کام کر رہا تھا۔'' انسپکٹر کامران مرزا جلدی سے بولے۔

''اوہ! تو یہ ہے گڑنگا...ایسا ہوتا ہے گڑنگا...'' اشفاق کے منہ سے نکلا۔

''کیا مطلب!'' فرزانہ نے اسے گھورا تو وہ گڑبڑا گیا۔

''نہیں میرا مطلب ہے...ان کا نام سُن کر ایسا لگتا ہے جیسے بہت سارے چنے منہ میں ڈال کر دانتوں سے چبائے جا رہے ہوں۔''

''خیر...ہم نے ان سے پوچھا تھا ... ہمیں کہاں لے کر جائیں گے۔''

''اس سوال کا جواب بھی سامنے کی بات ہے۔'' انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

''ارے! یہ کیا ... کمال ہے ... حیرت ہے ...'' فرزانہ کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''کس بات کا کمال ہے ... کس بات پر حیرت ہے۔'' محمود نے اسے گھورا۔

Uploaded By Nadeem

"تم نے ایک بات پر غور نہیں کیا۔"

"فرزانہ... جو بات ہو رہی ہے ... پہلے اسے ہو جانے دو... نئی پھلجڑیاں نہ چھوڑو۔" انسپکٹر کامران مرزا نے ڈانٹنے کے انداز میں کہا۔

"جج... جج... جی اچھا۔" وہ ڈر گئی۔

"پپ پتا نہیں... کیا خفیہ بات ہو رہی ہے۔"

"وہ آپ لوگ سامنے کی بات کر رہے تھے۔" اذکر جاقیہ ہنسا۔

"ہاں! یہ بات بالکل سامنے کی ہے کہ یہ لوگ ہمیں کہاں لے جائیں گے ... ظاہر ہے، شارجستان لے جائیں گے۔"

"اوہ... اوہ۔" ان سب کے منہ سے نکلا۔

"مسٹر اذکر جاقیہ... کیا یہی بات ہے۔" فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں یہی بات ہے۔"

"چلو یہ تو طے ہوا کہ ہم لوگ شارجستان لے جائے جا رہے ہیں۔"

"اور اس وادی... یعنی کالا پہاڑ میں کیا ہو رہا ہے۔"

"بس یہی وجہ ہے کہ ہم شارجستان لے جائے جا رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی ... کیا مطلب؟"

"انسپکٹر کامران مرزا ... آپ بتائیں انہیں۔" انہوں نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

"بہت بہتر... میں بتائے دیتا ہوں... بات دراصل یہ ہے کہ یہ نہیں چاہتے کہ ہم یہ بات جان لیں کہ اس وادی میں کیا ہو رہا ہے، لہٰذا ہم سبھی کو وادی سے نکال لیا گیا ہے۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"پتا نہیں... میرا خیال ہے ہمیں یہ بات بھلا دینی چاہیے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"یہ آپ نے کیا کہا... ہمیں یہ بات بھلا دینی چاہیے..."

"میرا مطلب ہے ... اس وادی میں جو کچھ ہو رہا ہے ... یہ جان کر ہم پریشان ہی ہوں گے۔ جب کہ اس وقت ہمارے سامنے مرحلہ ہے شارجستان کا ... صاف الفاظ میں بات یہ ہے کہ ہم اس وقت شارجستان کے قیدی ہیں۔"

"کک... کیا کہا آپ نے... شارجستان کے قیدی ...

Uploaded By Nadeem

یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔"

"اب میں اپنے بال نوچ لوں گا۔" محمود نے جل کر کہا۔

"نیکی اور پوچھ پوچھ ..." فاروق مسکرایا۔

عین اسی وقت انہوں نے جہاز کو حرکت میں آتے محسوس کیا:

"دوستو! ہمارا سفر شروع ہو رہا ہے۔"

"کیا یہ جہاز... اسی سفر کے لیے مخصوص تھا۔" شوکی نے کسی خیال کے تحت کہا۔

"کیا مطلب؟" اذکر جاقیہ چونکا۔

"بہت اچھا سوال پوچھا شوکی ... مسٹر اذکر جاقیہ کے کان کھڑے ہوگئے۔" انسپکٹر کامران مرزا ہنسے۔

"شش شکریہ انکل ..." شوکی شرما گیا۔

"آپ نے جواب نہیں دیا مسٹر اذکر جاقیہ۔"

"ہاں! یہ جہاز اسی سفر کے لیے خاص ہے... یہاں سے شارجستان اور شارجستان سے یہاں۔" اذکر جاقیہ نے سر ہلایا۔

"اب یہ بات ثابت ہوگئی کہ شارجستان سے کچھ لوگوں کو اس وادی تک پہنچایا جاتا ہے اور اس وادی سے کچھ لوگوں کو شارجستان پہنچا دیا جاتا ہے اور راستہ یہی اختیار کیا جاتا ہے ... کیوں ٹھیک

ہے نا مسٹر جاقیہ۔" انسپکٹر کامران مرزا نے پرسکون آواز میں کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

"تب پھر..." فرزانہ نے پرزور انداز میں کہا۔

"تب پھر کیا؟"

"تب پھر واپسی کا راستہ بھی اسی پہاڑ سے جاتا ہے ... یعنی اس دہانے تک یہ لوگ شارجستان سے لائے جانے والوں کو یہاں پہنچا دیتے ہوں گے اور اسی سے آگے وادی تک جانے کا بھی راستہ ہوگا ... یہی بات ہے نا مسٹر اذکر جاقیہ۔"

"ہاں! لیکن! تم لوگ اس راستے سے نہیں آئے... لہٰذا تمہیں وہ راستہ معلوم نہیں اور نہ تم اس راستے کو تلاش کر سکتے ہو۔"

"اللہ مالک ہے... مسٹر اذکر جاقیہ پروگرام کیا ہے۔"

"تم لوگوں کو قید کریں گے ... فائدے اٹھائیں گے اور جہاں تک ممکن ہوگا، فائدہ اٹھا کر تم لوگوں کو دوسری دنیا کے سفر پر روانہ کر دیا جائے۔"

"بہت بہت شکریہ مسٹر اجکر ذاقیہ۔" مکھن نے خوش ہو کر کہا۔

"بے وقوف کہیں کے ... دوسری دنیا کے سفر پر روانہ کیے جانے کے ذکر پر خوش ہو رہے ہو۔" آفتاب جل گیا۔

Uploaded By Nadeem

"اور ہم کر ہی کیا سکتے ہیں... اب خوش بھی نہ ہوں۔" مکھن نے اسے گھورا۔

"ٹھیک ہے بھائی... ہو لو خوش۔ کس نے روکا ہے۔" فرحت مسکرائی۔

"اور میں نے اعلیٰ حکام کو خبر سنا دی ہے کہ تم سب لوگ قابو میں آگئے ہو... انہوں نے اس پر بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا ہے... اور ہمارے لیے بہت بڑے بڑے انعامات کا اعلان کیا ہے... ہمیں بڑی بڑی جائیدادیں اور کروڑوں ڈالر دیئے جائیں گے... کیونکہ تم لوگوں کی گرفتاری کی ساری منصوبہ بندی میری اور میرے ساتھیوں کی تھی۔"

"چلیے... اس طرح آپ لوگ جائیدادوں کے تو مالک ہو گئے"۔ محمود نے منہ بنایا۔

ایسے میں نچلی منزل سے کوئی اوپر آتا نظر آیا... پہلے اس کا سر نظر آیا... پھر چہرہ... چہرے پر ان کی نظریں کیا پڑیں کہ وہیں چپک کر رہ گئیں... وہ ایک عجیب وغریب سا آدمی تھا... انہوں نے اتنا گول مٹول آدمی اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسے ایک گیند کہا جاسکتا تھا۔ وہ بالکل گولائی میں تھا... اس کے جسم کا

ہر عضو گولائی لیے ہوئے تھا... گویا گیند پر سر رکھا تھا۔ وہ چند لمحے حیرت زدہ انداز میں اس کی طرف دیکھتے رہے... اسی وقت اذکر جاقیہ کی آواز ابھری:

"آؤ آؤ... سورنگا آؤ... ان لوگوں سے ملو..." اذکر جاقیہ نے خوش ہو کر کہا۔

اس نے آنے والے گیند نما انسان کو سورنگا کہہ کر پکارا تھا... سورنگا اپنا نام سن کر مسکرایا... اس کی مسکراہٹ بھی عجیب ترین تھی... انہیں یوں لگا جیسے اس کی مسکراہٹ بھی گول ہو:

"کشی مشی۔" اس کے منہ کا سوراخ بھی گول تھا... اس گول سوراخ میں سے یہ لفظ کشی مشی سن کر انہیں حیرت ہوئی... اس ساری گولائی میں اس کا بس سر ابھرا ہوا تھا... یا نیچے سے دو پاؤں باہر کو نکلے ہوئے تھے اور ٹانگیں اس قدر مختصر تھیں کہ گویا تھیں ہی نہیں... دور سے اگر کوئی اسے دیکھتا تو بس ایک گیند ہی خیال کرتا... جس میں سر اور پیر باہر کو ابھرے ہوئے تھے:

"یہ... یہ اس نے کیا کہا... اور یہ کیا چیز ہے۔" فاروق نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ سورنگا ہے... ایک اور ہی سیارے کی مخلوق... وہ مخلوق

Uploaded By Nadeem

ایک مرتبہ ہماری زمین کی طرف نکل آئی تھی... ان کے خلائی جہاز میں کوئی خرابی ہو گئی تھی... بس انہیں جہاز کو زمین پر اتارنا پڑا... باقی ساتھی تو جہاز کی خرابی دور کرنے میں لگ گئے... یہ ان کا بچہ تھا... جہاز سے اتر کر سیر کرتا دور نکل آیا...اور ادھر خرابی دور ہونے پر وہ جہاز کو پھر سے اڑا لے گئے... اس طرح سورنگا زمین پر رہ گیا۔ یہ ہے اس کی کہانی ... سورنگا نام اسے ہم نے دیا ہے ...ویسے یہ ہماری زبان سمجھنے لگا ہے ... اور ہم اس کی ... لیکن معاملہ صرف سمجھنے کی حد تک ہے... یہ ہماری زبان بول نہیں سکتا ... اس کے ہونٹوں کی بناوٹ ہی ایسی ہے... کہ یہاں کے الفاظ نہیں نکل پاتے۔''

اس کی کہانی سُن کر سب کا مارے حیرت کے بُرا حال تھا...سوائے انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور پروفیسر داؤد کے...ان تینوں کے چہروں کی طنزیہ مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ اس کہانی کو دیوانے کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہیں دے رہے...بلکہ پروفیسر داؤد کے چہرے پر تو اکتاہٹ بھی نمایاں تھی۔

''یہ تو تھا تعارف سورنگا کا ... اسے یہاں بلانے کا مقصد بھی بتا دیں۔'' آخر انسپکٹر جمشید بولے۔

''اس کے کرتب دکھائیں گے آپ کو۔''

''آپ کا مطلب ہے... سورنگا کرتب بھی دکھا سکتا ہے۔''

''کوئی ایسے ویسے ... اس کے کرتب آپ لوگوں کو حیرت میں ڈال دیں گے۔''

''اگر بات حیرت میں ڈالنے کی ہے ... تب ہم اس کے کرتب ضرور دیکھیں گے، کیونکہ ہم حیرت میں ڈالے جانا بہت پسند کرتے ہیں۔''

''تب تم آج اس قدر حیران ہو گے کہ کیا کبھی زندگی میں ہوئے ہو گے...'' اذکر جاقیہ ہنسا۔

''تب پھر اس سے کہیں... یہ ہمیں حیرت میں ڈال دے۔'' فاروق نے پرشوق انداز میں کہا۔

''سورنگا۔''

''رشم۔''

''اس نے کہا ہے ...جی ہاں۔'' اذکر نے ان کی طرف دیکھ کر کہا ... پھر سورنگا کی طرف مڑا:

''انہیں اپنے کمال دکھا دو... جو تم نے میڈاسی کو دکھایا تھا۔''

''شی۔'' اس نے فوراً کہا۔

Uploaded By Nadeem

"تیار ہوجائیں... اب یہ اپنا کمال دکھانے کے لیے بالکل تیار ہے۔" اذکر کے لہجے میں ہلکی سی گھبراہٹ تھی۔

"کمال تو یہ ہمیں دکھانے والا ہے ... آپ کیوں گھبرا رہے ہیں۔"

"ہمیں بھی اپنا بچاؤ کرنا ہوگا ... کیونکہ اس کی لپیٹ میں کوئی بھی آسکتا ہے۔"

"کیا کہا ... آپ اسے ہم سے لڑوانا چاہتے ہیں۔" منور علی خان چلائے۔ ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

عین اس لمحے انہوں نے ایک عجیب ہولناک منظر دیکھا:

☆☆☆☆☆

خلائی مخلوق

اس نے اپنے دونوں پاؤں زور سے زمین پر مارے تھے... اس کے اس عمل کا ردعمل یہ ہوا تھا کہ وہ اونچا اچھلا تھا، اور بالکل سیدھ میں اچھلا تھا۔ ساتھ ہی اس کا جسم پھرکی کی مانند گھومنے لگا تھا۔ ان کی آنکھیں مارے خوف کے پھیل گئیں:

"بچو!" انسپکٹر کامران مرزا چلائے۔

اس آواز کے ساتھ ہی وہ گرے اور ادھر ادھر لڑھکتے چلے گئے۔ ادھر سورنگا پورے عرشے پر کسی مشین کی مانند گردش کر رہا تھا:

"یہ... یہ کوئی مخلوق نہیں... روبوٹ قسم کی کوئی چیز ہے ... اذکر جاقیہ نے فرضی کہانی سنائی ہے ..." پروفیسر داؤد نے بلند آواز میں انہیں خبردار کیا۔

عین اسی وقت وہ گیند نما انسان فرزانہ پر گرا۔ اس کے منہ سے

Uploaded By Nadeem

ایک چیخ نکل گئی... تاہم وہ بال بال بچی تھی...کیونکہ ادھر اس نے اسے اپنی طرف آتے دیکھا تھا...ادھر اس نے اپنی جگہ سے حرکت کی تھی اور بس وہ صرف ایک انچ کے فاصلے پر عرشے پر گرا تھا... اس کے عرشے سے ٹکرانے کی آواز اس قدر ہولناک تھی کہ ان کے دل ہل گئے :

"ہاہاہا" اذکر جاقیہ ہنسا۔

"آپ... مسٹر جاقیہ ... یا جو بھی آپ کا نام ہے... کس لیے ہنسے۔" شوکی نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

"میں ہنسا اس لیے ہوں کہ پھرکی نما یہ مخلوق انتھک ہے ... اور تم سب تھک جانے والی مخلوق ہو۔"

"تب ہمارا خیال ٹھیک ہے ...یہ انسان نہیں روبوٹ ہے۔" انسپکٹر تیموری کی آواز سنائی دی ... ان کی آواز میں خوف ہی خوف تھا۔

"چلو روبوٹ سہی... لیکن یہ بھی تو دیکھو... کس قدر کاریگری سے کام لیا گیا ہے، اس کے بنانے میں۔"

"اگر یہ روبوٹ ہے تو پھر اسے ہمارے مقابلے پر لانا ناانصافی ہے۔" آصف نے بھنا کر کہا۔

"اب یہاں انصاف اور ناانصافی کو کون دیکھے... ہمیں تو اپنا کام کرنا ہے۔"

"اپنا کام ... کون سا کام۔"

"تم لوگوں سے کھیلنے کا کام۔"

"کھیلنے کا کام۔" مارے حیرت کے فرحت کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! کھیلنے اور تمہاری بے بسی کے مزے لینے کا کام... یہ سارا سفر مزے لیتے گزرے گا... سورنگا تو پہلا آئٹم ہے... ابھی تو ہم نہ جانے ایسی کتنی چیزیں پیش کریں گے۔"

"خوب خوب! پروگرام بھرپور ہے۔" خان رحمان مسکرائے۔

"سنبھلو... وہ پھر بلند ہوگیا۔" پروفیسر داؤد چلائے۔

"پپ... پروفیسر انکل ... کیا آپ اس کا کچھ علاج نہیں کرسکتے۔"

"ہاں کیوں نہیں... لیکن میرے پاس تو لے دے کر وہی گیندیں ہی ہیں...مجھے پتا ہوتا تو کہ واسطہ روبوٹ سے پڑے گا تو لے آتا مزید خطرناک ہتھیار اور نکال دیتا اس کا بھرکس۔" پروفیسر داؤد نے ہنس کر کہا۔

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات انکل۔"

Uploaded By Nadeem

''انکل ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔'' مکھن کی آواز ابھری۔

''کیا... کیا دیکھنا چاہتے ہیں۔''

''جی... بھرکس۔''

سورنگا اب پھر بلند ہو چکا تھا... اور بہت تیزی سے گھوم رہا تھا... اس کے گھومنے کی رفتار پہلے کی نسبت زیادہ تیز محسوس ہو رہی تھی:

''انکل کچھ کریں۔'' شوکی نے گویا انہیں یاد دلایا۔

''اوہ ہاں!'' ان کے منہ سے نکلا۔

انہوں نے جیب سے شیشے کی ایک گیند نکالی اور سورنگا کی طرف کھینچ ماری... گیند سیدھی اس کی طرف گئی... اس سے ٹکرائی اور ٹوٹ گئی۔ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکا ہوا... لیکن سورنگا بدستور گھومتا رہا... پروفیسر صاحب کی گیند اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکی تھی... اور پھر وہ تیر کی طرح انسپکٹر جمشید کی طرف آیا... وہ پہلے ہی اپنے جگہ چھوڑ چکے تھے... سورنگا عین اس جگہ گرا جہاں وہ ایک لمحے پہلے موجود تھے:

''مسٹر جاقیہ! آپ کا دوسرا وار خالی گیا۔'' محمود مسکرایا۔

''یہی تو تم لوگ سمجھے نہیں۔'' اذکر ہنسا۔

''آپ سمجھا دیں... ہم کیا نہیں سمجھے۔''

''یہ تھکے گا نہیں... تم لوگ تھک کر چور ہو جاؤ گے... پھر کس طرح اتنی پھرتی سے چھلانگیں لگا سکو گے۔''

''لیکن!'' انسپکٹر کامران مرزا بلند آواز میں بولے۔

''لیکن کیا؟'' اذکر جاقیہ ہنسا۔

''یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ ہم تھکنے سے پہلے اسے ٹھکانے لگا دیں۔''

''تم لوگ اور سورنگا کو ٹھکانے لگادو گے... ناممکن؟'' وہ زور سے ہنسا۔

''اچھی بات ہے... دیکھا جائے گا، آپ ہمیں نہیں جانتے۔''

''غلط... بالکل غلط... میں تو تم لوگوں کی الف بے بھی جانتا ہوں۔''

''اللہ مالک ہے۔''

ادھر سورنگا گھوم رہا تھا... اچانک اسے بریک لگا... اس کا چہرہ ایک سمت میں رکا... اس کی آنکھوں سے شعائیں سی نکلیں اور وہ تیر کی طرح محمود کی طرف آیا... عین اسی لمحے محمود نے چھلانگ لگائی اور دوسری طرف جاگرا... سورنگا عین اس جگہ آکر گرا، جہاں

Uploaded By Nadeem

محمود کھڑا تھا... اگر اس سے ایک لمحے کی دیر ہوجاتی تو وہ گیا تھا کام سے۔"

" تم لوگ ذرا ہوش وحواس قائم رکھو۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی سے کہا۔

" اور اگر ہم اس کے مقابلے میں تھک گئے تو یہ ہم سبھی کو موت کے منہ میں دھکیل دے گا۔"

" لیکن..." انسپکٹر کامران مرزا بول اٹھے۔

" آپ پھر ایک عدد لیکن لے آئے درمیان میں!" آصف کے لہجے میں حیرت تھی۔

" میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کا پروگرام تو ہم سب کو شارجتان لے جانے کا ہے ... اگر ہم سب جہاز پر ہی مارے گئے تو کیا یہ ہماری لاشیں وہاں لے کر جائیں گے۔"

" ہاں بالکل! ہمارے افسران کو تم لوگوں کی لاشوں کا تحفہ بھی قبول ہوگا۔"

" اوہ!..."

ادھر سورنگا پھر گھوم رہا تھا ... گھومتے گھومتے وہ اچانک رکا، اس کی آنکھوں سے شعاعیں نکلیں اور ایک سیدھ میں گئیں... ادھر

خان رحمان کھڑے تھے... روبوٹ سیدھا ان کی طرف آیا... لیکن وہ اس سے پہلے نیچے گر کر لڑھک چکے تھے:

" بہت خوب۔" پروفیسر داؤد نے خوش ہو کر کہا۔

" اس طرح آخر کب تک تم لوگ اس کے حملوں سے بچ سکو گے ... کیونکہ۔" اذکر جاقیہ نے طنزیہ لہجہ اختیار کیا۔

" کیونکہ کیا؟"

" کیونکہ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی رفتار میں تیزی آتی جائے گی... پھر یہ پھرکی سی تیزی سے تم لوگوں کی طرف آئے گا... اس حالت میں یہ اچھل کود تمہارے کام نہیں آئے گی۔"

" ہاں یہ تو ہے!" مارے گھبراہٹ کے ان کے منہ سے نکلا... ساتھ میں وہ یہ سن کر خوفزدہ بھی ہو گئے تھے۔

" گھبراؤ نہیں ساتھیو... اب میں اس کا مقابلہ کروں گا... ایسے میں پروفیسر داؤد کی آواز سنائی دی۔

" لیکن کیسے انکل... یہ ہماری مرضی سے تو حملہ آور ہو نہیں رہا ہے ... جس کی طرف چاہتا ہے... چلا جاتا ہے... آپ کیسے اسے اپنے اوپر حملہ کرنے کی دعوت دیں گے بھلا۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

Uploaded By Nadeem

"بس تم دیکھتے جاؤ۔"

یہ کہتے ہی انہوں نے جیب سے ایک ٹارچ نکالی... اور اس کا بٹن دبا دیا... ٹارچ میں سے نیلے رنگ کی تیز روشنی نکلی... انہوں نے اس روشنی کا رخ اس کی طرف کر دیا... شعاع سیدھی سورنگا سے ٹکرائی... اسے ایک جھٹکا لگا... اور وہ دھڑام سے عرشے پر عین اس جگہ گرا، جہاں گھوم رہا تھا:

"وہ مارا... پروفیسر داؤد زندہ باد۔" وہ سب خوش ہو کر چلا اٹھے۔

ان سب کے چہروں پر خوشی پھیل گئی ... نظریں گرتے ہوئے روبوٹ پر جمی تھیں... دوسری طرف اذکر جاقیہ اور اس کے ساتھیوں کے چہرے دھواں ہو رہے تھے:

"یہ... یہ کیا ہوا۔" اذکر کے منہ سے نکلا۔

"ہونا کیا تھا... تمہارا روبوٹ گیا کام سے۔"

"سورنگا... کیا ہوا تمہیں۔"

اچانک اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا ... پھر انہوں نے اسے اٹھتے دیکھا... یہ دیکھ کر اذکر اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر خوشی دوڑ گئی... اور تینوں پارٹیاں دھک سے رہ گئیں:

"یہ کیا ہوا انکل۔" شوکی نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔

"فکر نہ کرو... ابھی میرے ترکش میں اور تیر موجود ہیں۔"

"یہ سن کر خوشی ہوئی، اللہ آپ کے ترکش کو آباد رکھے۔" مکھن نے بلند آواز میں کہا۔

ادھر سورنگا پھر بلند ہو چکا تھا اور تیزی سے گھوم رہا تھا۔

عین اس لمحے پروفیسر داؤد کی آواز ابھری:

"اوہو! میں سمجھ گیا۔"

ساتھ ہی روبوٹ آصف سے ٹکراتا محسوس ہوا... لیکن آصف اس کے نیچے سے پہلے ہی نکل چکا تھا ... ایک بار پھر ٹھک کی خوفناک آواز گونج گئی:

"اور آپ کیا سمجھ گئے انکل۔"

"جو سمجھا ہوں... وہ ذرا اچھی طرح سمجھ لوں... پھر بتاؤں گا ... ویسے اب یہ میرے ہاتھ سے بچ نہیں سکے گا..." وہ بولے۔

ادھر روبوٹ پھر بلند ہو چکا تھا اور بلا کی رفتار سے گھوم رہا تھا۔ اس بار اس کے گھومنے کی آواز سنسنی خیز تھی ... انہیں اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے ... اب اگر وہ کسی سے ٹکرا جاتا تو اس کا تو کچومر ہی نکل جاتا... ایسے میں پروفیسر داؤد نے اپنی

Uploaded By Nadeem

جیب سے پھر کوئی چیز نکالی... اس چیز کو انہوں نے سورنگا کی طرف نہیں اچھالا بلکہ ایک اور سمت میں پھینک دیا... جونہی وہ چیز عرشے پر گری، سورنگا سیدھا اس طرف آیا...وہ ٹھک کی آواز سے عرشے کے عین اس جگہ گرا جہاں وہ چیز گری تھی... ایک ہولناک دھماکا ہوا اور روبوٹ بڑی طرح اچھلا اور بہت اونچا اچھلا... اونچائی پر جا کر وہ گھوما اور سیدھا عرشے پر آکر گرا۔ اور گرتے ہی پھر اچھلا اور اپنی جگہ جا کر گھومنے لگا ... یہ دیکھ کر پروفیسر داؤد کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا:

"کیا آپ کا وار ناکام ہوگیا انکل۔" فرزانہ کی سرسراتی آواز سنائی دی۔

"ہاں! میں اس روبوٹ کے مقابلے میں ناکام ہوگیا۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"آپ نے کیا کیا تھا... اور روبوٹ اس چیز کی طرف کیسے آگیا تھا..." انسپکٹر کامران مرزا نے پوچھا

"اب جبکہ حربہ ناکام ہی ہوگیا تو اس کے بارے میں کیا بتاؤں۔"

"لیکن وہ سیدھا اس چیز کی طرف کیسے آیا تھا۔"

"گھومتے گھومتے اچانک اسے ایک بریک لگتا ہے اور اس وقت اس سمت میں جس کی آنکھوں سے اس کی آنکھیں ٹکراتی ہیں، یہ بس اس کی طرف آتا ہے... جونہی اسے بریک لگی تھی... میں نے ڈیوائس اچھال دی تھی۔"

"اوہ اوہ۔" ان سب کے منہ سے نکلا۔

"تب پھر میں اسے دیکھ لوں گا۔" انسپکٹر کامران مرزا کی آواز سنائی دی۔

"لیکن کیسے۔"

"بس ... دیکھتے جائیں۔" انہوں نے سورنگا پر نظریں جما دیں۔

وہ مسلسل گھوم رہا تھا... انسپکٹر کامران مرزا اس پر نظر جمائے ہوئے تھے...اور غیر محسوس طور پر ایک طرف کھسک رہے تھے ... آخر وہ عرشے پر ایک جگہ جا کر رک گئے ... انہوں نے ایک نظر نیچے کی طرف ڈالی... وہاں جہاز کی سیڑھیاں موجود تھیں اور جونہی روبوٹ کو بریک لگا... انسپکٹر کامران مرزا نے اس کے منہ کی سمت میں چھلانگ لگا دی...ادھر روبوٹ تیر کی طرح ان کی طرف آیا، کیونکہ وہ اس کے منہ کی طرف تھے... ادھر روبوٹ نے چھلانگ

Uploaded By Nadeem

لگائی ، ادھر انہوں نے سیڑھی پر چھلانگ لگا دی ... سیڑھی پر چھلانگ لگانے کی وجہ سے ان کا سر عرشے سے نیچے ہوگیا۔ روبوٹ سیدھا آیا... یہاں عرشے پر کوئی رکاوٹ نہیں تھی... روبوٹ کسی چیز سے نہ ٹکرا سکا... سیڑھی کے لیے بنائے گئے خلا میں لڑھک گیا... انسپکٹر کامران مرزا اس وقت تک پانی میں چھلانگ لگا چکے تھے ...روبوٹ سیڑھی پر گرا اور نیچے کی طرف لڑھکتا چلا گیا... لڑھکنے کی وجہ سے اس کے پیر نیچے نہ لگ سکے ... جبکہ وہ اپنے پیروں کے بل پر اچھلتا تھا ... اب وہ اچھل نہ سکا اور سیدھا پانی میں جا گرا... کامران مرزا نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ... سیڑھی پر آگئے اور اوپر چڑھنے لگے... ان کے سب ساتھی... اور اذکر جاقیہ اور اس کے ساتھی... سب کے سب یہ عجیب ترین منظر دیکھ رہے تھے۔

روبوٹ پانی میں گھوم رہا تھا ... اب وہ پیر کس چیز پر مارتا... پاؤں نیچے سخت چیز پر ٹکراتے تو وہ اوپر اچھلتا ... اب چونکہ وہ تھا بھی لوہے کا اور لوہا پانی میں تیر نہیں سکتا بلکہ ڈوب جاتا ہے ، اس لیے وہ لمحہ بہ لمحہ نیچے جاتا نظر آیا... نیچے جانے کی کم رفتار بھی اس کے گھومنے کی وجہ سے تھی... اور آخر وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے... سب سے زیادہ حیرت اذکر جاقیہ کی آنکھوں میں تھی... شاید وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے :

'' مسٹر جاقیہ ... آپ کی زندگی کا یہ منظر کیسا رہا۔'' آفتاب اس کا مذاق اڑانے والے انداز میں بولا۔

'' انوکھا... حد درجے انوکھا۔'' اس کے منہ سے نکلا۔

'' اب آپ کے حق میں بہتر یہی ہے کہ آپ جہاز کو واپس اس دہانے تک لے چلیں... یعنی کالے پہاڑ کے سمندری دہانے کی طرف اور ہمیں خفیہ راستے سے وادی میں پہنچا دیں۔''

''نہیں!'' اس نے زور دار انداز میں سر کو جھٹکا مارا۔

'' آپ کا مطلب ہے ... آپ ایسا نہیں کریں گے۔''

'' بلکہ میں ایسا نہیں کرسکتا... یعنی میں چاہوں ، تب بھی نہیں کرسکتا... حکم یہ ہے... تم لوگوں کو زندہ یا مردہ حالت میں شارجستان پہنچانا ہے۔''

'' اوہ اچھا... لیکن وہ ہمارا کیا کریں گے۔''

'' بتا چکا ہوں... تم لوگوں کو یرغمال بنا کر کئی فائدے اٹھائیں گے... یا پھر ان کا کیا منصوبہ ہے... مجھے معلوم نہیں... میں تو ان

Uploaded By Nadeem

کا ادنیٰ خادم ہوں۔"

"آپ بھی خادم ہیں... اچھا۔" مارے حیرت کے شوکی بولا۔

"ہاں! میں ان لوگوں کا ادنیٰ خادم ہوں... تم لوگوں کو جو مُردہ دیکھنا چاہتے ہیں یا اپنا قیدی بنانا چاہتے ہیں... وہ بہت بڑے لوگ ہیں۔"

"تو کیا منصوبے کے تحت ہمیں گھیر کر کالا پہاڑ تک لایا گیا تھا۔"

"نہیں! یہ بات نہیں... تم لوگوں کو کالا پہاڑ پہنچنے کا حکم ملا تو ہمارے ایک خاص جاسوس نے ان بڑے لوگوں کو اطلاع دے دی... انہوں نے مجھے خبردار کر دیا... اور بس میں نے تم لوگوں کی نگرانی شروع کر دی... لیکن جیسا کہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں... مشکل یہ پیش آئی کہ انسپکٹر جمشید تمہارے ساتھ نہیں تھے... اور ان کے بغیر اگر میں سب لوگوں کو گرفتار کر لیتا اور شارجستان پہنچا دیتا تو وہ بڑے لوگ مجھے خوب جھاڑ پلاتے... ادھر انسپکٹر جمشید اس طرح غائب تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ... میں نے ہر موڑ پر کوشش کی... یہ سامنے آجائیں... لیکن یہ سامنے نہ آئے اور میری الجھن بڑھتی رہی... لیکن آخر کار میں نے انہیں

سامنے آنے پر مجبور کر دیا۔"

"ہاں! واقعی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اچھا چھوڑیں ان باتوں کو... مسٹر جاقیہ... بہت بھوک لگی ہے... آخر ہم آپ کے مہمان ہیں... ہمارے کھانے پینے کا بندوبست کریں۔" پروفیسر داؤد نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہاں ہاں... کیوں نہیں... کھانا ہم آپ لوگوں کو کھلائیں گے... مہمان نوازی پوری پوری کریں گے... چلو بھئی... ان کے لیے کھانا لگاؤ۔

اور پھر جونہی وہ کھانے کی میز پر پہنچے، انہیں ایک زور دار جھٹکا لگا۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

جہاز کے قیدی

انہوں نے دیکھا، دستر خوان پر عجیب و غریب کھانے سجائے گئے تھے... ان میں کچھ سمندری کھانے تھے تو کچھ خشکی کے... لیکن وہ سب کے سب عجیب و غریب تھے۔ انسپکٹر کامران مرزا نے جھلا کر کہا:

''مسٹر اذکر جاقیہ... یہ کس قسم کے کھانے ہیں۔''

''جیسے ہم کھاتے ہیں۔''

''ہم جاننا چاہتے ہیں... آپ بتائیں۔''

''مجھے نہیں معلوم...۔''

''تو ہم یہ چیزیں نہیں کھا سکتے۔''

''لیکن آج تو یہی چیزیں ہمارے پاس ہیں۔''

''لیکن ہمیں ان چیزوں پر شک ہے کہ یہ حلال نہیں ہیں۔''

''اگر آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے جان بوجھ کر ایسی چیزیں رکھی ہیں جو آپ لوگ نہیں کھاتے تو میں یہ واضح کردوں کہ ایسی کوئی چھچھوری حرکت ہم نہیں کرتے... کھانا نہ کھانا آپ کی مرضی ہے۔''

''ہاں! یہ ٹھیک ہے... لیکن ہمیں ان پر شک ہے... آپ پر نہیں... پروفیسر صاحب البتہ چاہیں تو کھا سکتے ہیں۔'' انسپکٹر کامران مرزا کہتے چلے گئے۔

''ہرگز نہیں۔'' پروفیسر چلائے۔

''کیا مطلب؟'' اذکر جاقیہ نے حیران ہو کر کہا۔

''مجھ میں ابھی اتنی طاقت ہے کہ بھوک برداشت کر سکوں۔''

''تم لوگوں کی مرضی... یہاں تو پھر یہی کھانا ملے گا۔''

''تو ہم سمندر سے مچھلیاں پکڑ لاتے ہیں۔'' محمود نے جلدی سے کہا۔

''آپ لوگوں کو اس کی اجازت نہیں... آپ اس جہاز پر قیدی ہیں۔'' اس نے کہا۔

''جج... جہاز کے قیدی۔'' فاروق کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

Uploaded By Nadeem

''ہاں ہاں! کہہ دو... یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے...بور کرنے کی بھی انتہا ہوتی ہے۔'' آصف چلا اٹھا۔

''بس! تم نے کہہ تو دیا۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''ہم جہاز کے قیدی ہیں... لیکن قیدیوں کو بھی تو کھانا کھلایا جاتا ہے۔'' خان رحمان نے بڑا سا منہ بنایا۔

''یہ کھانا تم لوگوں کے سامنے رکھا تو ہے۔''

''نہیں! ہم یہ نہیں کھائیں گے۔''

''اس صورت میں بھوک برداشت کرتے رہو۔''

''نہیں۔'' پروفیسر بولے۔

''کیا نہیں۔''

''ہم کھانا کھائیں گے ... حلال کھانا ...''

''وہ کیسے ...''

پروفیسر داؤد نے کوٹ کی جیب سے گولیوں کی ایک ڈبیا نکالی اور بولے :

''سب لوگ مجھ سے ایک ایک گولی لے لو۔''

''جی اچھا!''

''اس سے کیا ہوگا۔'' اذکر جاقیہ ہنسا۔

''جو ہوگا ... تم دیکھ ہی لو گے۔''

انہوں نے ایک ایک گولی لے کر منہ میں رکھ لی :

''گولی کو چوستے رہو۔'' انہوں نے کہا۔

وہ گولیوں کو چوسنے لگے ... چند منٹ بعد انسپکٹر کامران مرزا کے منہ سے نکلا :

''حیرت انگیز۔''

''کیا حیرت انگیز۔''

''یہ گولیاں... ہماری بھوک بالکل ختم کر چکی ہیں۔''

''اوہو اچھا ... کمال ہے۔''

''اور اب ہمیں تمہارے کھانے کی ضرورت نہیں رہی۔''

''لیکن کب تک... یہ گولیاں کب تک کام آئیں گی۔''

''ہم سمندر کی مچھلیاں پکڑیں گے۔''

''اور میں کہہ چکا ہوں... تم لوگ جہاز کے قیدی ہو۔''

''ہم تم لوگوں کا مقابلہ اب جہاز پر ہی کریں گے ... ''

''تم لوگوں نے سنا... یہ کیا کہہ رہے ہیں... انہیں چاروں طرف سے پوری زد میں لو... ان میں سے کوئی حرکت بھی نہ کرنے پائے۔''

Uploaded By Nadeem

فوراً ہی ان پر کلاشن کوفیں تان دی گئیں... ان سب نے چاروں طرف دیکھا... گویا جائزہ لیا:

"میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا کی آواز گونجی۔

"اور وہ کیا؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"یہ کہ ہم شارجستان نہیں جائیں گے... وادی میں رہ کر اپنا کام کریں گے۔"

"ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"کیا یہ تم لوگوں کی مرضی پر منحصر ہے۔" اذکر جاقیہ نے انہیں گھورا۔

"ہمیں پتا نہیں... ہم ایسا کر سکیں گے یا نہیں... میں نے تو یہ کہا ہے کہ ہم نہیں جائیں گے... اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم اپنے ارادے میں کامیاب ہوتے ہیں یا تم۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"مجھے پہلے ہی اندازہ تھا... اسی لیے۔" اذکر جاقیہ کہتے کہتے رک گیا۔

"اسی لیے کیا؟"

"اسی لیے ہم بھی انتظام کر کے چلے ہیں... تم کو یا تمہاری

لاشوں کو شارجستان پہنچانا میری ذمے داری ہے ...اس کام کے لیے مجھے ہیلی کاپٹر منگوانا پڑیں اور مزید جنگی بحری جہاز منگوانا پڑیں... یا باقاعدہ بحری فوج منگوانی پڑی... مجھے یہ حق حاصل ہیں... اور میں اپنے حقوق پہلے ہی استعمال کر چکا ہوں... جلد ہی فضا میں دو ہیلی کاپٹر نظر آئیں گے ... اور اس بحری جہاز کے چاروں طرف چار جنگی بحری جہاز نظر آئیں گے ... اور ہم..." اذکر جاقیہ کہتے کہتے رک گیا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

ان میں سے کسی نے منہ سے کچھ نہ کہا ... کیونکہ وہ جانتے تھے، جو وہ کہنا چاہ رہا ہے ... کہے بغیر تو وہ رہے گا نہیں ... آخر انہیں سنانے کے لیے ہی وہ کہہ رہا تھا نا... چنانچہ چند لمحے کے انتظار کے بعد اس نے کہا:

"اور ہم تم لوگوں کو بالکل الگ الگ بند کریں گے... کیونکہ جب تم ایک جگہ جمع ہو جاتے ہو تو کچھ نہ کچھ کر گزرتے ہو ... ہم تمہیں اس قابل نہیں چھوڑیں گے ... کہ کچھ کر سکو ... تم لوگوں میں سب سے زیادہ خطرناک دو افراد ہیں... انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا ... تم دونوں کو خاص طور پر خاص

Uploaded By Nadeem

کمروں میں رکھا جائے گا... باقی لوگوں کے لیے بھی مضبوط انتظام کیا گیا ہے... رہ گئے یہ بے چارے... عورتیں، بچے ... انسپکٹر تیموری یہ لوگ بے ضرر ہیں... ان سے کوئی خطرہ نہیں... انہیں ایک کمرے میں بند کر دیں گے... کیونکہ اتنے بہت سے کمزور لوگوں کے لیے الگ الگ انتظام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں...انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کے کمروں کے باہر ہر وقت مسلح لڑاکے موجود رہیں گے ... مطلب یہ کہ انہیں کچھ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں چھوڑا جائے گا... یہ تمام انتظامات سابقہ ناکامیوں کے تجربات کی روشنی میں کیے جائیں گے ... ہم نے انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور ان کے خاص ساتھیوں کے لیے ایسی ڈوری تیار کرائی ہے ... جسے تم لوگ کسی طرح کھول نہیں سکو گے... تمہارے دانت بھی کام نہیں کر سکیں گے ... تمہارے دانت ٹوٹ تو سکتے ہیں... ڈور نہیں کھلے گی ... تم بہت جلد جان لوگے کہ اس بار تم ایسے پھنسے ہو کہ کیا کبھی پھنسے ہوگے...ہمارا سفر صرف بارہ گھنٹے کا ہے... ہم تمہیں اپنے ملک کے مشرقی ساحل کے ایک شہر لے جائیں گے ...بارہ گھنٹے تک تم مسلسل بندھے رہے ہوگے... جب تک ہم تمہیں اپنے وطن کے محافظوں کے حوالے نہیں

کر دیں گے ، اس وقت تک تمہیں کھولا نہیں جائے گا... پھر وہاں والے جانیں... تم جانو۔ ہمارا کام بحری جہاز سے تم لوگوں کو اتار دینے کے بعد ختم ہو جائے ... اور یہ جہاز پھر کالا پہاڑ کے دہانے پر چلا آئے گا ۔ اس کے بعد وہاں ہمارا کام آسانی سے جاری رہے گا ... تم لوگوں کا خطرہ ہمیشہ کے لیے ٹل جائے گا۔''

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہوگیا ...اس کے چہرے پر سفاکی نظر آنے لگی ... سمندر کی موجیں الگ خوف پیدا کر رہی تھیں... ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا:

''تم لوگ خاموش ہو گئے... سانپ سونگھ گیا ... ہم نے تو سن رکھا ہے ...تم ہر حال میں چہکنا جانتے ہو۔''

''ہم صورت حال پر غور کر رہے ہیں... یہ سوچ رہے ہیں... ان حالات میں ہم کیا کر سکتے ہیں... تم نے ہمیں کچھ کرنے کے قابل چھوڑا ہے یا نہیں...اگر ہمیں کوئی پہلو نظر آ گیا تو ہم اپنا کام دکھا جائیں گے ... اور اگر تم لوگوں نے کوئی پہلو کوئی رخنہ نہیں چھوڑا ہوگا تو ہم بے بس ہوجائیں گے...ہم لوگ تو بس رخنے تلاش کرتے ہیں رخنے۔'' پروفیسر داؤد نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے ... تم ان بارہ گھنٹے کے دوران رخنے تلاش

Uploaded By Nadeem

کرتے رہنا، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔'' اس نے ہنس کر کہا۔

'' ان لوگوں کو باندھنے کا عمل شروع کر دیا جائے ... کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جائے گی... اس قدر سختی سے باندھا جائے گا کہ ڈوری ان کے گوشت میں دھنس جائے... خون نکل آئے۔''

'' عورتوں اور بچوں کے لیے بھی کیا آپ یہی حکم دے رہے ہیں... ۔'' اذکر جاقیہ کے ایک ساتھی نے پوچھا۔

'' ٹھیک ہے... عورتوں اور بچوں کو اس قدر سختی سے باندھنے کی ضرورت نہیں، البتہ... ان کے ساتھ انسپکٹر تیموری کو رکھا جائے گا... اس کے ساتھ نرمی کی ضرورت نہیں۔''

'' اوکے سر۔''

اور پھر انہیں باندھنے کا کام شروع کیا گیا ... اور واقعی ان کے ساتھ نرمی نہیں کی گئی :

'' اور ہاں! میں بھول گیا ... ان میں سے انسپکٹر جمشید کے بیٹے محمود کے جوتے کی ایڑی میں ایک خاص قسم کا چاقو ہوتا ہے ... یہ لوگ ایسے موقعوں پر اس چاقو سے بہت کام لیتے ہیں...اس کے جوتے کی ایڑی میں سے وہ چاقو نکال لیا جائے۔''

'' اوکے باس۔''

دو آدمی محمود کی طرف بڑھے... اس وقت اس کے چہرے پر گھبراہٹ صاف نظر آئی... کیونکہ چاقو ہاتھ سے نکل جانے کی صورت میں ان کے لیے مشکلات ہی مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں... لیکن وہ اس وقت کر ہی کیا سکتے تھے... سب کے سب کلاشن کوفوں کی زد میں تھے...اور کلاشن کوفوں والے مستولوں تک پر چڑھے ہوئے تھے... نیچے موجود دشمنوں پر تو وہ وار کر سکتے تھے ... لیکن اوپر موجود مسلح دشمن ان کے لیے ان حالات میں بہت خطرناک تھا۔

ان میں سے ایک نے محمود کے جوتے کی ایڑی سرکائی... ایڑی آسانی سے سرک گئی... اس میں خانہ موجود تھا... اس خانے پر نظر پڑتے ہی اس کے منہ سے نکلا :

'' یہاں... کوئی چاقو نہیں ہے۔''

'' کیا!!!'' مارے حیرت کے اذکر جاقیہ کے منہ سے نکلا۔

'' جی ہاں! آپ خود دیکھ لیں۔''

'' دوسرا جوتا دیکھو۔''

دوسرے جوتے کی ایڑی سرکانے کی کوشش کی گئی... لیکن وہ

Uploaded By Nadeem

ایڑی تو سرکنے کے قابل تھی ہی نہیں۔"

"نہیں باس! اس جوتے کی ایڑی اپنی جگہ فکس ہے۔"

"تب پھر چاقو کہاں گیا۔"

"یہ تو یہی بتائے گا۔"

"انسپکٹر جمشید کے بیٹے ... چاقو کہاں ہے۔"

"م... میں... میں خود حیران ہوں۔" وہ بولا۔

"تمہاری حیرت تو خیر ہم دور کر دیں گے ... فکر نہ کرو۔"

اذکر جاقیہ غرایا۔

"کیا مطلب؟"

"تمہیں بتانا ہوگا ... چاقو کہاں ہے۔"

"مجھے معلوم نہیں۔"

"تم سب لوگ سن لو ... ہم اس سوال کا جواب چاہتے ہیں... چاقو کہاں ہے۔" اذکر جاقیہ کی آواز گونج گئی۔

عرشے پر خوف پھیل گیا:

☆☆☆☆☆

اگر

اب سب کے چہروں پر حیرت دوڑ گئی... پھر انسپکٹر جمشید نے محمود کی طرف دیکھا، مگر اس نے فوراً زور دار انداز میں کہا:

"مجھے معلوم نہیں چاقو کہاں ہے... مجھے تو ابھی معلوم ہوا ہے کہ چاقو جوتے کی ایڑی میں نہیں ہے، ہوسکتا ہے ... گھر سے روانہ ہوتے وقت میں نے چاقو ایڑی میں رکھا ہی نہ ہو ... لیکن مجھے یہ بات یاد نہیں۔"

"ہم تم لوگوں کو یاد کرا دیں گے ... فکر نہ کرو۔" اذکر جاقیہ کا چہرہ اب پوری طرح تنا نظر آرہا تھا... پھر اس نے کہا:

"ان سب کی تلاشی لو بہت اچھی طرح... چاقو انہی میں کسی کے پاس ہونا چاہیے، خاص طور پر انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کی تلاشی لی جائے۔"

"اوکے باس۔"

Uploaded By Nadeem

ان کی تلاشی شروع ہوئی...ایک ایک کی خوب اچھی طرح تلاشی لی گئی ،لیکن چاقو کسی کے پاس سے نہ ملا :

''باس! چاقو نہیں ملا۔''

''یہ کیسے ممکن ہے ... اگر چاقو نہ ملا تو کسی وقت بھی... کچھ بھی ہوسکتا ہے، جس وقت یہ لوگ عرشے پر اترے تھے... اس وقت چاقو کا کسی کو خیال تک نہیں تھا... میرا خیال ہے... ان میں سے کسی نے اس وقت چاقو غائب کیا ہے... اور ظاہر ہے...وہ انسپکٹر جمشید کے پاس ہوگا ... ان کی ایک بار پھر تلاشی لی جائے۔''

''بہت بہتر باس۔''

ایک بار پھر انسپکٹر جمشید کی تلاشی لی گئی... پھر باقی سب کی بھی تلاشی لی گئی... لیکن چاقو نہ ملا :

''یوں بات نہیں بنے گی ... اب وقت آگیا ہے۔'' یہاں تک کہہ کر اذکر جاقیہ خاموش ہوگیا۔

''وقت آگیا ہے ... کس بات کا؟''

''اس بات کا کہ تم لوگوں پر سختی کی جائے ... ان میں سے ایک بچے کو پکڑ کر آگے لایا جائے... چیکو اس بچے کی ناک کی نوک اپنے چاقو سے اڑائے گا... کیونکہ یہ اس قسم کے کاموں کا بہت

ماہر ہے۔''

''اوکے باس!''

انھوں نے ان میں سے ایک خوفناک شکل والے شخص کو آگے آتے دیکھا... پھر ان میں سے دو ایک بچے کی طرف بڑھے اور اسے پکڑ کر آگے لے آئے... وہ شائستہ تھی... پروفیسر داؤد کی بیٹی :

''نن نہیں۔'' مارے خوف کے ان کے منہ سے نکلا۔

''فکر نہ کرو بیٹی ... گھبراؤ نہیں۔'' انسپکٹر کامران مرزا پکارے۔ پھر اذکر جاقیہ سے بولے۔

''اذکر جاقیہ... ان معصوم بچوں پر ظلم نہ ڈھاؤ، ہمارے غصے کو تاؤ نہ دو...'' ان کا لہجہ کافی سرد تھا۔

''یہ ظلم نہیں... عین انصاف ہے...'' اذکر ہنسا۔

''تب پھر تم بھی سن لو... میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں... اگر اس بچی پر ظلم ہوا تو اس جہاز پر ہر طرف تم لوگوں کا خون ہی خون ہوگا۔'' انسپکٹر کامران مرزا غرائے۔

''تم لوگ کچھ نہیں کرسکتے ... کچھ بھی نہیں ... چاروں طرف دیکھ لو... عرشے کے چاروں طرف مستول ہیں... ان پر ہمارے آدمی موجود ہیں... ان کے ہاتھوں میں کلاشن کوفیں ہیں... اور ان

Uploaded By Nadeem

کلاشن کوفوں کی زد میں تم سب ہو ...''

'' ہاں! ہم یہ بات جانتے ہیں...اس کے باوجود مسٹر اذکر جاقیہ تم سن لو ... اگر اس بچی کے جسم پر خنجر سے خراش بھی ڈالی گئی تو یہاں خون کی ندیاں بہہ جائیں گی۔''

'' ہم ان ندیوں کو بہتے دیکھ کر خوش ہوں گے، کیونکہ وہ تم لوگوں کا اپنا خون ہو گا...ہمارا نہیں... چیکو تم اپنا کام کرو... اس بچی کی ناک کاٹ ڈالو۔''

'' بہت اچھا باس۔'' چیکو نے کہا... اس کا چاقو والا ہاتھ آگے بڑھا۔باقی لوگ چیخ اٹھے :

'' نہیں نہیں۔''

'' چیکو... تم ان کی ایک نہ سنو۔''

'' اوکے باس!''

'' ٹھہرو! چاقو میرے کوٹ کی بغلی جیب میں ہے۔'' انہوں نے انسپکٹر جمشید کی آواز سنی۔

'' کیا !!!'' سب کے سب چلائے۔

'' بہت خوب! یہ ہوئی نا بات ... دیکھا تم لوگوں نے ہمارا کمال ، چاقو نکال لو۔''

چیکو نے چاقو نکال لیا ۔ وہ ایک ننھا سا چاقو تھا ... اور یہ جیب خفیہ تھی۔

'' اب ان لوگوں کو پروگرام کے مطابق الگ الگ کمرے میں بند کردو... انسپکٹر قائم خان تیموری کو ان عورتوں اور بچوں کے ساتھ بڑے کمرے میں بند کردو... ان سب کے ہاتھ پیر رسیوں سے خوب جکڑے ہوئے ہونے چاہییں... رسیوں کو ایک بار پھر چیک کرلو ... زیادہ کھانا اور پانی نہیں دیا جائے گا ... تاکہ یہ اسی طرح بندھی حالت میں ہمارے ملک تک پہنچ جائیں اور کوئی مسئلہ کھڑا نہ ہو۔''

'' آپ فکر نہ کریں باس... ہم ان لوگوں کے بدترین دشمن ہیں... اس جہاز پر سب کے سب ان کے خون کے پیاسے ہیں۔''

''ارے باپ رے ... خ... خون کے پیاسے۔'' فاروق نے گھبرا کر کہا۔

'' کیوں... تمہیں کیا ہوا۔''

'' مم... میرا مطلب ہے۔''

'' اچھا بس! اب یہ نہ کہنا کہ یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔'' محمود نے گویا اسے خبردار کیا۔

Uploaded By Nadeem

"اب کیا کروں گا کہہ کر، تم نے جو کہہ دیا۔" فاروق مسکرایا۔

"اب تم سے ان حالات میں کون مغز مارے ... سب لوگوں کی جان پر بنی ہے ... اور ان حضرات کو سوجھ رہی ہے ... ناولوں کے ناموں کی۔" آصف نے اسے گھورا۔

"اسی کو زندگی کہتے ہیں۔"

"ان کی باتیں ختم نہیں ہوں گی... انہیں کمروں میں منتقل کر دو۔" اذکر جاقیہ نے منہ بنایا۔

"اوکے باس۔"

اور پھر انہیں اٹھا اٹھا کر کمروں میں ڈالا جانے لگا ... جیسے ڈال دیا جاتا ... اس کمرے کے دروازے کو بند کر کے تالا لگا دیا جاتا ... آخر میں انسپکٹر قائم خان اور عورتوں کو ایک کمرے میں بند کیا جانے لگا۔تو اچانک چیکو بول اٹھا:

"لیکن ہم تیموری کو بھی کیوں ان عورتوں کے ساتھ بند کریں... اسے بھی الگ کمرے میں کیوں نہ بند کیا جائے۔"

"اس کی وجہ ہے... عورتیں اور بچے اکیلے ہوں گے تو خوف کی وجہ سے چیخنا چلانا شروع کر دیں گے ... اور ہماری پریشانی کا سبب بنیں گے ... جب کہ ان کا ایک ساتھی ان کے ساتھ ہوگا تو یہ

چیخیں گے نہیں اور ان کے اس ساتھی سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں... اصل خطرناک یہ لوگ ہیں ۔ انہیں ہم پہلے ہی الگ الگ بند کر چکے ہیں... آج تک ان کے تمام مخالفین انہیں قید کرتے وقت یہ غلطی کرتے رہے ہیں کہ انہیں ایک ہی کمرے میں بند کر دیتے ہیں اور یہ ایک دوسرے کی مدد سے قید سے نجات حاصل کر کے پانسہ پلٹ دیتے ہیں لیکن میں یہ غلطی نہیں کروں گا۔"

"بالکل ٹھیک کہا آپ نے باس۔" ایک اور ساتھی بولا ۔

سب سے آخر میں عورتوں اور بچوں اور انسپکٹر تیموری کو ایک ہی کمرے میں بند کیا گیا ۔ اس کے بعد اذکر جاقیہ بولا :

"اب ہم فارغ اور اپنے مشن میں کامیاب ...ہماری ڈیوٹی یہی لگائی گئی تھی کہ ان لوگوں کو شارجستان پہنچانا ہے ... اور بس... پھر یہ جانیں...وہ جانیں۔"

"لیکن باس ! ابھی جہاز صرف شارجستان کی سمندری حدود میں ہے ...شارجستان کی سرزمین پر...یعنی شارجستان نہیں پہنچا... اس کام میں ابھی دس گھنٹے اور لگیں گے۔"

"کوئی بات نہیں... یہ دس گھنٹے بھی گزر جائیں گے ... اور ادھر دس گھنٹے گزریں گے ... ادھر ہم شارجستان کے ساحل پر ہوں

Uploaded By Nadeem

گے ... بس رات رات کی بات ہے، اس طرح ان کی حکومت یہ نہیں جان سکے گی کہ ہم لوگ کالا پہاڑ میں کر کیا رہے ہیں... لہٰذا ہم مکمل طور پر کامیاب ہو گئے ہیں... لہٰذا آج رات جہاز کے عرشے پر خوب جشن منایا جائے گا ... جشن کا آغاز اسی وقت سے ہوگا... سب کو بلا لو ... پینے پلانے کا بندوبست کرلو... اور ہاں ... خاص قسم کا میوزک بھی ... جو ہم پر خوب مستی طاری کر دے... جو ہمیں خوب اچھلنے کودنے پر مجبور کر دے۔"

"اوکے باس۔"

جلد ہی جہاز جشن کی آوازوں کی لپیٹ میں آگیا... میوزک کی دھمک دماغوں میں ہل چل مچانے لگی۔

اور ادھر وہ سب الگ الگ کمروں میں بند تھے...انہیں درمیان والی منزل کے کمروں میں بند کیا گیا تھا... جشن منانے کے سلسلے میں ان کے دروازوں پر جو لوگ مقرر کیے گئے تھے ... انہیں بھی عرشے پر بلا لیا گیا تھا... کیونکہ ان سبھی کو یقین تھا کہ ان میں سے کوئی بھی آزاد نہیں ہو سکے گا۔

O

"عزیز خواتین اور بچو... اگر آج ہم کچھ نہ کر سکے... تو ہم سب موت کے منہ میں چلے جائیں گے ... ہماری حکومت کو یہ تک معلوم نہیں ہو سکے گا کہ ہم پر کیا بیتی۔" انسپکٹر تیموری ان کا حوصلہ بحال رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"لیکن انسپکٹر صاحب! ہم کر ہی کیا سکتے ہیں... ان ظالموں نے ہمیں اس بری طرح باندھا ہے کہ بس رسیاں گوشت میں دھنس گئی ہیں اور خون رس رہا ہے ... اس قدر تکلیف میں ہیں کہ بیان سے باہر ہے۔"

"ہمت مرداں مددِ خدا...اور یہ بھی تو دیکھیں کہ ہمیں عام رسیوں سے باندھا گیا ہے جبکہ آپ کے دیگر ساتھیوں کیلئے خاص ناقابلِ شکست ڈوری استعمال کی گئی ہے۔" انسپکٹر قائم خان تیموری کی آواز ابھری...یہ لوگ سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے... آوازیں کمرے سے باہر نہیں جا رہی تھیں۔

"وہ تو ٹھیک ہے ... لیکن سوال تو یہی ہے کہ ... ہم ہمت کر کے بھی کیا کر لیں گے...ہمیں عام رسی سے اسی لئے باندھا گیا ہے کہ ہم یہ رسیاں بھی کھولنے کے قابل نہیں ہیں۔"

"اپنا فرض تو ادا کریں گے ... مرتے دم تک کوشش تو کر

Uploaded By Nadeem

سکتے ہیں نا۔''

'' آپ بتائیں... ہمیں کیا کرنا ہے ... ہم کیا کر سکتے ہیں۔''

خان رحمان کے بیٹے حامد کی سرگوشی سب نے سنی... کمرے میں ایک زیرو کا بلب جل رہا تھا۔ اس لیے وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔

'' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔'' انسپکٹر تیموری کے منہ سے نکلا۔

اس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں نے نہ جانے کیا جادو تھا... ان سب کے جسموں میں کرنٹ دوڑ گیا ... اور بیگم جمشید فوراً انسپکٹر تیموری کے طرف کھسکنے لگیں۔ اور ادھر تیموری ان کی طرف سرکنے لگے ... آخر دونوں بالکل نزدیک آگئے۔ اور پھر انسپکٹر تیموری کا منہ بیگم جمشید کے کان کے بالکل قریب ہوگیا... اس وقت انہوں نے جو کہا، وہ اس قدر آہستہ تھا کہ بیگم جمشید کے علاوہ کوئی نہ سن سکا۔

وہ بہت زور سے اچھلیں:

☆☆☆☆☆

رہائی

انسپکٹر تیموری نے ان سے کہا تھا:

'' میرے جوتے کی ایڑی میں ایک چاقو موجود ہے، آپ کو وہ ایڑی سرکانی ہے اور یہ کام آپ صرف منہ سے لے سکتی ہیں۔''

انہوں نے اوں کرکے اشارہ کیا کہ وہ یہ کام کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اب انسپکٹر تیموری لڑھک کر اپنے پاؤں ان کے منہ کی طرف لے آئے... اس کام میں بھی انہیں کئی منٹ لگ گئے۔ تاہم ان کے جوتے کی ایڑی بیگم جمشید کے منہ کے پاس آگئی... انہوں نے کوشش شروع کردی... ایڑی کا سرکنے والا حصہ زیادہ سخت نہیں تھا... لیکن وہ ان سے پوری کوشش کے باوجود کھل نہ سکا... آخر وہ بری طرح تھک گئیں... چند منٹ بعد انہوں نے ایک کوشش اور کی لیکن اس بار بھی ناکام رہیں... ایڑی کا کھسکنے والا حصہ شاید اندر ہی ٹیڑھا ہو کر اٹک گیا تھا۔

Uploaded By Nadeem

انہوں نے آنکھ کے اشارے سے بیگم جمشید سے پوچھا کہ کیا رہا تو انہوں نے مایوسی سے سر ہلا دیا کہ وہ ایڑی نہیں سرکا سکیں...اب انسپکٹر تیموری کھسکتے ہوئے حامد کی طرف بڑھے اور اس کے کان میں کہا:

''میری پتلون کی بیلٹ کے پچھلے حصے میں چمڑے کی ایک چھوٹی سی پاکٹ ہے...اس میں ایک شیونگ بلیڈ ہے، اگر تم کسی طرح وہ بلیڈ نکال سکو تو شاید وہ ہمارے کسی کام آجائے...تم کو وہ بلیڈ نکالنی ہے اور یہ کام تم صرف دانتوں سے لے سکتے ہو...تم کو بیلٹ دانتوں سے کاٹنی ہے ...یہ حد درجے مشکل کام بلکہ قریب قریب ناممکن۔''

حامد نے اوں کر کے اشارہ کیا کہ وہ یہ کام کرنے کے لیے تیار ہے۔ اب انسپکٹر تیموری لڑھک کر اور گھسٹ کر اور سرک کر اپنی کمر اس کے منہ کی طرف لے آئے...اس کام میں بھی انہیں کئی منٹ لگ گئے ۔ تاہم ان کی کمر کی بیلٹ حامد کے منہ کے پاس آگئی... اس نے کوشش شروع کردی... آدھے گھنٹے تک بھی کوشش کرنے کے بعد اس کے ہونٹ چھل گئے اور منہ سے خون رسنے لگا...لیکن بیلٹ کا بال بھی بیکا نہ ہوا...اب خان رحمان کا دوسرا بیٹا سرور

آگے کی طرف کھسکتا نظر آیا...لڑھکنے اور کھسکنا کا یہ عمل ہی بہت تکلیف دہ تھا...ہر حرکت پر رسیاں گوشت میں دھنستی معلوم ہوتی تھیں...کہنے کو تو اذکر جاقیہ نے ان سے نرم سلوک کی بات کی تھی لیکن رسیاں باندھنے میں کسی کے ساتھ بھی رعایت نہیں برتی گئی تھی...اب سرور نے کوشش شروع کی...لیکن وہ تو ویسے بھی عمر میں چھوٹا تھا...جلد ہی تھک کر چور ہوگیا...اس کے بھی دانتوں سے خون بہنا شروع ہوگیا...آخر چمڑے کی بیلٹ تھی جس میں نوکیلی سلاخ سے سوراخ کرنا بھی زور آزمائی کے بغیر نہیں ہو پاتا۔

اب باری باری سب نے کوشش شروع کردی... خان رحمان کی بیٹی ناز، بیگم خان رحمان، پروفیسر داؤد کی بیٹی شائستہ، اور بیگم جمشید...سب ہی نے بیلٹ پر دانتوں کے ذریعے زور آزمائی کر ڈالی...اور پھر تھک ہار کر بیٹھ گئے... ایسے میں اچانک حامد کی نظر شائستہ کے سینڈل پر پڑی....وہ چونک پڑا....اور اس نے شائستہ کے قریب پہنچ کر اس کے کان میں کچھ کہا...اس نے اپنے سینڈل کی نوک پر نظر ڈالی...اس کا چہرہ جوش سے تمتما اٹھا...

حامد نے اس کے کان میں کہا تھا:

''تمہارے جوتے کی نوک بیلٹ میں چیرا لگانے کا کام آسکتی

Uploaded By Nadeem

ہے۔"

شائستہ کا فیشن ایبل جوتا کچھ اس ڈیزائن کا تھا کہ اس کے سامنے کے حصے میں ایک نوک کا ابھار تھا...اور یہ نوک واقعی ایسی ہی تھی کہ کسی کو لگ جائے تو کھال کو پھاڑ کر ہی ہٹے...اب شائستہ کو ایک بار پھر انسپکٹر تیموری کے قریب لایا گیا اور اس نے جوتے کی نوک بیلٹ پر رگڑنا شروع کردی...اس کوشش میں جوتا کئی بار پھسل کر انسپکٹر تیموری کی کمر میں جا چبھا...اور ان کی قمیض لہولہان ہو کر رہ گئی...لیکن ناز کی کوشش اور انسپکٹر تیموری کی برداشت آخر رنگ لائی اور بیلٹ کٹنے لگی...یہ دیکھ کر ان کے مایوسی بھرے چہروں پر رونق بحال ہونے لگی...اور پھر بیس پچیس منٹ کی جدوجہد کے بعد بیلٹ ٹوٹنے کی آواز نے ان کو جیسے نئی زندگی عطا کردی...لیکن اب مرحلہ تھا بیلٹ کی پاکٹ میں سے بلیڈ کا ٹکڑا نکالنے کا...اور یہ کام بھی ان کو دانتوں کے ذریعے انجام دینا تھا۔

حامد اور سرور ایک بار پھر آگے آئے...دانتوں سے بلیڈ کھینچنا بیلٹ کاٹنے سے کم تکلیف دہ ثابت نہیں ہوا... دانتوں پسینے آنے کا محاورہ حامد اور سرور کو اس روز سمجھ میں آیا...آخر جب سرور نے بلیڈ پاکٹ سے کھینچ کر دانتوں میں دبا لینے کا بعد سر اوپر اٹھایا تو اس کی

حالت دیکھ کر سب کی چیخیں نکل گئیں...اس کا منہ، زبان اور ہونٹ جگہ جگہ سے کٹ چکے تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا...یہی حال حامد کا بھی تھا...ناز اور بیگم خان رحمان نے تو ان کی حالت دیکھ کر باقاعدہ رونا شروع کر دیا... شدید تکلیف کے باوجود حامد اور سرور خوش تھے کہ آج وہ بھی ایک کارنامہ انجام دینے میں کامیاب ہو چکے تھے...ناز آگے بڑھی اور کھسکتے کھسکتے بھائیوں کے پاس آکر اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں کی آستین سے اپنے بھائیوں کے منہ سے خون پونچھنے لگی...

لیکن ابھی اصل کام باقی تھا...یعنی رسیاں کاٹنے والا...یہ ذمے داری انسپکٹر تیموری نے اٹھائی...کیونکہ یہ کام بھی بلیڈ دانتوں میں پھنسا کر ہی کرنا تھا اور حامد اور سرور کے منہ اب اس قابل نہیں تھے کہ وہ یہ کام کرسکتے...اب انسپکٹر تیموری نے لڑھکنی کھائی اور منہ فرش کی طرف لے آئے، انہوں نے بلیڈ کو اپنے دانتوں میں پکڑ لیا اور بیگم جمشید کی طرف آئے۔ انہوں نے بلیڈ کے پھل کو دانتوں میں پکڑا اور بلیڈ کی دھار ان ہاتھوں پر بندھی رسی پر چلانا شروع کی۔ اور پھر رسی کٹ گئی... انہوں نے دانتوں کی مدد سے ڈوری کے بل کھولنا شروع کیے... جلد ہی بیگم جمشید کے ہاتھ آزاد

Uploaded By Nadeem

ہو گئے... اب کام آسان تھا۔ انہوں نے اپنے پیروں سے بھی پہلے انسپکٹر تیموری کے ہاتھوں کی رسیاں کاٹ دیں۔ کیونکہ اس موقع کے ہیرو انسپکٹر تیموری تھے... باقی لوگ حیرت زدہ انداز میں ان کی طرف دیکھ رہے تھے... کیونکہ ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا ہوسکتا ہے ...وہ اتنی بڑی کامیابی بھی حاصل کرسکتے ہیں... لیکن یہ وقت ان باتوں کو سوچنے کا نہیں تھا... نہ وہ اس بارے میں بات چیت کر سکتے تھے ...اب انسپکٹر تیموری نے اپنے جوتے کی ایڑی کو ٹھوک بجا کر کھولا اور اس میں سے ویسا ہی چاقو نکالا جیسا محمود کے پاس تھا۔

ان سب نے حیران ہو کر چاقو کی طرف دیکھا...شاید وہ سوچ رہے تھے کہ ایسا چاقو تو پروفیسر داؤد کی ایجاد ہے اور انہوں نے صرف محمود کو ایک ہی بنا کر دیا تھا اور محمود کا چاقو تو پہلے ہی اذکر جاقیہ نے ان کے سامنے انسپکٹر جمشید سے لے کر اپنے قبضے میں کرلیا تھا تو پھر یہ دوسرا کہاں سے آگیا اور وہ بھی انسپکٹر تیموری کے پاس...لیکن اس وقت وہ حیران ہونے سے زیادہ اور کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔

انسپکٹر تیموری نے چاقو سے ان سب کی رسیاں کاٹ ڈالیں، پھر

سرگوشی میں بولے:

''آپ سب اسی کمرے میں اسی طرح لیٹے رہیں... جیسے بندھے ہوئے ہی پڑے ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ دروازہ کھول کر باہر کی طرف رینگ گئے... دروازہ بھی چاقو کی دھار کے آگے مکھن کی ٹکیہ ثابت ہوا...پھر ہاتھ باہر نکال کر تالا بھی انہیں چاقو کے ذریعے کھولنا پڑا تھا... انہوں نے دیکھا... کسی کمرے کے باہر کوئی گارڈ نہیں تھا... ان کے لیے میدان صاف تھا... انہوں نے سامنے والے کمرے کا دروازہ کھولا ... اندر انسپکٹر جمشید نظر آئے... وہ انہیں دیکھ کر مسکرا دیئے ، جیسے کہہ رہے ہوں:

''بہت خوب! یہی امید تھی۔''

اب دونوں آگے بڑھے... اگلے کمرے میں انسپکٹر کامران مرزا نظر آئے... وہ بھی انہیں دیکھ کر مسکرائے... جیسے کہہ رہے ہوں:

''میں آپ کا انتظار ہی کر رہا تھا۔''

اب وہ تینوں آگے بڑھے... اس طرح خان رحمان، منور علی خان اور پروفیسر داؤد کو بھی آزاد کرا لیا گیا ... پھر ایک ایک کر کے سب آزاد ہو گئے۔ انہوں نے چند لمحے سرگوشیاں کیں...اب سب

Uploaded By Nadeem

کے سب رینگتے ہوئے عرشے پر آئے... وہاں زبردست قسم کی ہاؤ ہو جاری تھی... وہ بے تحاشہ اچھل کود کر رہے تھے...انہیں کسی چیز کا کوئی ہوش نہیں تھا... بے تحاشہ شراب پی رہے تھے... گارڈز کی اور دوسرے لوگوں کی کلاشن کوفیں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔ انہوں نے ان سب پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت مستولوں پر بھی کوئی نظر نہ آیا... انسپکٹر تیموری نے محمود، فاروق اور فرزانہ کے کانوں میں کچھ کہا... وہ مستولوں پر چڑھ گئے... کلاشن کوفیں ان کے ہاتھوں میں تیار تھیں... ادھر پروفیسر داؤد، خان رحمان اور انسپکٹر کامران مرزا ایک خاص سمت میں رخ کر رہے تھے۔

باقی لوگوں نے عرشے کے مختلف مقامات پر پوزیشنیں سنبھال لیں۔ وہ خاموشی سے اذکر جاقیہ اور اس کے ساتھیوں کو اچھل کود کرتے دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ رات کا پچھلا پہر شروع ہوگیا ...وہ تھک تھک کر لیٹنے لگے۔ وہ اچھل اچھل کر اس قدر تھک گئے تھے کہ گر گر کر سوتے چلے گئے۔لیکن ان کی نیند بے ہوشی کے قریب تھی۔ کوئی انہیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگاتا، وہ تب بھی نہ جاگتے... ہاں البتہ وقت کے ساتھ جب ان کا نشہ ختم ہو جاتا، تب وہ ضرور جاگتے۔

انسپکٹر کامران مرزا اور ان کے ساتھیوں کو انہیں جگانے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اب انہوں نے ان سب کو رسیوں سے باندھنا شروع کیا۔ ایک ایک کرکے وہ ان سب کو باندھتے چلے گئے... ان کی تعداد ایک سو کے قریب تو ضرور رہی ہو گی ... اس طرح انہیں باندھتے باندھتے دن نکل آیا۔ ادھر جہاز تیزی سے رواں دواں تھا اور سمندر میں اونچی لہریں اٹھ رہی تھیں... کبھی کبھی تو ان لہروں کو دیکھ کر ان کے دلوں میں ہول پیدا ہونے لگتا تھا۔

اور پھر جہاز رک گیا... اس وقت تک انسپکٹر جمشید اپنا کام شروع کر چکے تھے۔

اور پھر ان کے جاگنے کی ابتدا ہوگئی... ان کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں... ان میں حیرت ہی حیرت نظر آنے لگیں...اذکر جاقیہ کی بھی آنکھیں کھل گئیں:

"کیا دیکھ رہے ہو مسٹر اذکر جاقیہ۔" انسپکٹر کامران مرزا نے شوخ آواز میں کہا۔

"یہ... یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔"

"جو کایا پلٹ ہو چکی ہے ... وہ دیکھ رہے ہیں اور کیا دیکھ رہے ہیں۔" انسپکٹر تیموری مسکرائے۔

Uploaded By Nadeem

"لل... لیکن یہ سب کیسے ہوگیا اور میں دیکھ رہا ہوں... جہاز وہیں کھڑا ہے، جہاں سے چلا تھا، یعنی کالا پہاڑ کے دہانے پر۔"

"یہ اللہ کی مہربانی سے ممکن ہوا... مجھے اندازہ تھا کہ اس وادی میں کیا کچھ حالات پیش آئیں گے ... لہٰذا میں نے اس مرتبہ بالکل نیا انداز اور نیا طریقہ اختیار کیا۔ مجھے اندازہ تھا کہ کالا پہاڑ کی وادی کی پراسرار سرگرمیاں بلاوجہ نہیں ہوسکتیں... اور یہاں کوئی بہت گہرا چکر چل رہا ہے ... سو میں یہاں آگیا... اپنے ساتھیوں سے الگ... ان سے کچھ پہلے آگیا... میں ایک عام آدمی کے روپ میں آیا تھا۔"

"یہ... یہ تم کیا کہہ رہے ہو ...انسپکٹر تیموری ... تم ہوش میں تو ہو ... تم کن لوگوں سے پہلے آگئے تھے... تم تو ایک انسپکٹر ہو... اس علاقے کے جو پہلے انسپکٹر جلال دین کی جگہ پر تبدیل ہو کر آئے تھے۔"

"پہلے سن لو مسٹر اذکر جاقیہ... یہ داستان بہت دلچسپ ہے ...میں یہاں ایک عام آدمی کے روپ میں آگیا ... میں نے حالات کا بغور جائزہ لینا شروع کیا... کسی کی توجہ میری طرف نہیں تھی... البتہ جب محمود ، فاروق ، فرزانہ ، خان رحمان اور

پروفیسر داؤد یہاں پہنچے ... تو گویا سب کی توجہ ان کی طرف ہو گئی... لیکن ان کے ساتھ انسپکٹر جمشید نہیں تھے اور ان سب کی پریشان یہی تھی کہ انسپکٹر جمشید کہاں ہیں... یہ چاہتے تھے ... میں انہیں نظر آجاؤں... اور بس... لیکن میں انہیں نظر نہیں آرہا تھا۔"

"اوہو ... بات انسپکٹر جمشید کی ہو رہی ہے ... تمہاری نہیں ... اور تم کہہ رہے ہو ... تم انہیں نظر نہیں آرہے تھے ...یہ کیا بات ہوئی۔ کوئی تک ہے اس بات کی۔"

"بھئی تمہیں تک ہی تک نظر آئے گی... پہلے سن تو لو ... راستے میں خادم رضا گڈریے کا ملنا... اس کا راستہ روکنا... اس کے بعد ہونے والے واقعات، یہ سب اشارہ کر رہے تھے کہ ان کا استقبال وادی میں داخل ہونے سے پہلے ہی شروع ہو چکا ہے ... گویا گڈریا خادم رضا بھی اذکر جاقیہ کا آدمی ہے۔"

"کیا !!!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ہاں جناب! ادھر تم لوگ اپنے شہر سے روانہ ہوئے ، ادھر وہاں موجود ان کے ایجنٹ نے یہ خبر اذکر کو دے دی ... اور اس شخص نے تم لوگوں کا قدم قدم پر استقبال شروع کر دیا ... لیکن جیسا کہ میں بتا چکا ہوں... کہ یہ انسپکٹر جمشید انہیں نظر نہیں آرہے

Uploaded By Nadeem

تھے اور یہ مجھ سمیت سب پر ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے۔"

"آپ سمیت... لیکن آپ تو انسپکٹر قائم خان تیموری ہیں۔" آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔

"بس اب کیا بتاؤں... یہ سراغرسانی کام ایسا ہے کہ اس میں انسان کو نہ جانے کیا کیا کچھ بننا پڑتا ہے۔"

"کک... کیا مطلب ... آپ... آپ انسپکٹر جمشید ہیں۔" اذکر جاقیہ چلا اٹھا۔

"ابا جان!" تینوں چلا اُٹھے۔

"بہت دیر سے سمجھے ... چلو خیر سمجھ تو گئے...لیکن تمہاری امی تو اسی وقت سمجھ گئیں تھی جب میں نے قید کے دوران کہا تھا ...بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...میرا یہ مخصوص انداز تمہاری والدہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔

"خیر! ہم تو آپ کے ساتھ نہیں تھے...ورنہ شاید ہم بھی سمجھ جاتے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"ارے باپ رے ...اگر آپ ابا جان ہیں تو پھر یہ کون ہیں... جو آپ کے میک اپ میں ہیں اور آپ کی آواز کی نہایت کامیابی سے نقل کرتے رہے ہیں۔"

"یہ خفیہ فورس کے انچارج۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اوہ! اوہ۔"

"اوہو! میں پوچھ رہا ہوں... یہ ممکن کیسے ہوگیا ... تم لوگ تو سب کے سب بندھے ہوئے تھے اور تمہارا چاقو ہم پہلے ہی حاصل کر چکے تھے ... پھر یہ کیسے ممکن ہو گیا۔"

"اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ممکن ہوگیا... کیونکہ وہ ہر چیز کا مالک ہے، ہر چیز پر قادر ہے ... اسی کے ہاتھ میں ہے سارے جہاں کا نظام۔" اشفاق نے جذباتی انداز میں کہا۔

"ہاں واقعی... اشفاق۔" منور علی خان مسکرائے۔

"میں نے پوچھا ہے .... یہ کیسے ہوگیا۔"

"چاقو صرف محمود کے پاس ہی نہیں ہوتا ہے ... ایک چاقو احتیاطاً میں بھی اپنے پاس رکھتا ہوں... کیونکہ محمود کا چاقو تو اب مشہور ہوگیا ہے ... اور تم لوگوں نے میری تلاشی خاص انداز سے لی ہی نہیں ... ورنہ چاقو تم کو مل جاتا اور اس وقت صورت حال مختلف ہوتی۔"

"گویا ایک چاقو نے سارا کھیل خراب کر دیا۔" اذکر جاقیہ نے نفرت کے لہجے میں کہا۔

Uploaded By Nadeem

"کہنے کو آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں... لیکن۔" انسپکٹر جمشید یہاں تک کہہ کر رک گئے۔

"لیکن کیا؟"

"لیکن ... اگر میرے پاس چاقو تھا بھی اور نہیں بھی ... تب بھی ہم نے ان رسیوں سے نجات حاصل کرلی... اگرچہ اس صورت میں ہمیں کئی گھنٹے محنت کرنا پڑی... ہم اپنے دانتوں کو کام میں لائے ... لیکن خیر اب اس سے کیا بحث ... بس ہمیں آزادی مل گئی اور ہماری جگہ اس وقت تم قیدی ہو ..."

"اس میں شک نہیں ... لیکن۔" اذکر جاقیہ نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"اب تم یہ لیکن کہاں سے لے آئے۔"

"یہ لیکن ایسا لیکن ہے کہ تم لوگوں کے ہوش اڑا دے گا۔" اذکر جاقیہ نے ہنس کر کہا۔

☆☆☆☆☆

اس کے بعد کیا ہوگا

ان سب نے پریشان ہو کر اذکر جاقیہ طرف دیکھا ... کیونکہ اس نے یہ بات بہت عجیب انداز میں کہی تھی اور ان کے لیے حد درجے خوفناک تھی۔ پریشان کن بھی تھی۔ آخر انسپکٹر کامران مرزا نے کہا:

"تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"وہی جو تم سننا گوارا نہیں کرو گے...یعنی پانسہ اس وقت بھی ہمارے ہاتھ میں ہے ... اور تم لوگوں کے پلے کچھ بھی نہیں ، اگر یقین نہیں تو اب بتاؤ... آپ لوگ کیا کرو گے۔"

"ہم ... ہم یہاں سے دہانے تک جائیں گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"موٹر بوٹ کے ذریعے تم لوگ دہانے تک ضرور چلے جاؤ گے ، اس کے بعد کیا کرو گے۔"

Uploaded By Nadeem

انسپکٹر جمشید نے ایک لمحے کے لیے سوچا... پھر بولے:

"ہم موٹر بوٹ کے ذریعے نہیں جائیں گے۔"

"تو پھر؟"

"ہم اس سسٹم سے جائیں گے جس سے تم جاتے ہو...اور میں جانتا ہوں تم لوگ موٹر بوٹ استعمال نہیں کرتے۔"

"اوہ! تو تم یہ بھی جانتے ہو۔"

"تمہارا یہ آٹو میٹک سیڑھی کا نظام...جو اتنی لمبی ہے کہ سیدھا غار کے دہانے تک پہنچ جاتی ہے..اور تم لوگ باآسانی اس پر سے چلتے ہوئے غار کے دہانے تک پہنچ جاتے ہو۔"

اذکر جاقیہ کا چہرہ یکا یک تاریک پڑ گیا:

"اور غار کے دہانے کے پاس جو خفیہ راستہ ہے... اس کے ذریعے ہم پہاڑ کے دامن سے دوسری طرف نکلیں گے...ہم وہ راستہ تلاش کرلیں گے۔"

"میں مان لیتا ہوں ... تم لوگ وہ خفیہ راستہ تلاش کر لو گے ... اور دامن کی طرف پہنچ جاؤ گے ... اس کے بعد کیا ہوگا۔"

"کیا ہوگا... اس کے بعد۔" انہوں نے منہ بنایا۔

"اس کے بعد وہ ہوگا ... جو تم لوگوں نے ذہنوں میں نہیں

آیا ہوگا۔"

"دیکھا جائے گا... تم لوگوں کے لیے بہتر ہوگا کہ وہ راستہ خود ہی کھول دو۔"

"ضرور کیوں نہیں" وہ پھر عجیب انداز سے مسکرایا...پھر بولا:

"جہاز کا عملہ سیڑھی دہانے کے ساتھ لگا سکتا ہے، لہٰذا عملے کے چند لوگوں کی رسیوں کو تو کھولنا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے... جنہیں کھولنا ہے، ان کی طرف اشارہ کر دو۔"

اس نے چار نام بتا دیے ...انھوں نے چار کی رسیاں کاٹ دیں... وہ لگے جلدی ہاتھ پاؤں ہلانے... کیونکہ کئی گھنٹے کے بندھے ہوئے تھے:

"جہاز کی سیڑھی دہانے سے لگا دو... اور دیکھو! اگر کوئی چال چلی تو نتیجے کی ذمے داری خود تم پر ہوگی۔"

انہوں نے کچھ نہ کہا...بس جاقیہ کی طرف دیکھا جیسے اجازت طلب کر رہے ہوں...اس نے اشارہ کیا کہ جیسا یہ کہہ رہے ہیں کرتے جاؤ ... وہ ایک سمت میں چل پڑے ... انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا ان کے ساتھ چل پڑے... وہ سیڑھی کے نظام کے پاس آئے اور اپنا کام کرنے لگے۔ جلد ہی سیڑھی اٹھتی نظر

Uploaded By Nadeem

آئی۔

اس وقت انسپکٹر جمشید نے جیب سے موبائل فون نکالا... یہ ان لوگوں کی تلاشی لینے پر انہیں اپنے موبائل فون واپس مل گئے تھے... انہوں نے کسی کے نمبر ڈائل کیے اور بولے:

''اس وقت آپ کی کیا پوزیشن ہے۔''

''ہم... اپنا کام مکمل کر چکے ہیں۔''

''بہت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے... کیونکہ ہم پر حملہ ہوگا۔''

''آپ فکر نہ کریں۔''

''شکریہ!''

انسپکٹر جمشید نے یہ بات چیت بہت دبی آواز میں کی تھی۔ سیڑھی اوپر اٹھانے والے نہ سن سکے... یوں بھی درمیانی فاصلہ کافی تھا۔ آخر سیڑھی دہانے سے جا لگی:

''اور ان لوگوں کا کیا کرنا ہے... یہ تو بندھے ہوئے ہیں۔''

''پہلے ان میں سے اس شخص کو لے کر جائیں گے... جو غار میں خفیہ راستہ کھول سکتا ہے۔''

وہ واپس وہاں آئے... جہاں سب موجود تھے:

''غار کے اندر خفیہ راستہ کون کھول سکتا ہے۔'' انسپکٹر جمشید

نے پوچھا۔

''یہ کام صرف میں کر سکتا ہوں۔'' اذکر جاقیہ بولا۔

''بہت خوب ہم تمہاری رسیاں کھول دیتے ہیں۔''

''اور باقی لوگ۔''

''باقی لوگ فی الحال جہاز پر اسی حالت میں رہیں گے... پہلے ہم خفیہ راستے کے ذریعے پہاڑ کے دامن میں پہنچیں گے، اس کے بعد ان لوگوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔''

''ٹھیک ہے۔'' اس نے کہا۔

''انسپکٹر کامران مرزا آپ پہلے غار میں پہنچ جائیں۔''

''میں سمجھ گیا۔'' وہ مسکرائے اور سیڑھی کی طرف بڑھے۔

''کیا سمجھ گئے تم۔'' اذکر جاقیہ نے الجھن کے عالم میں ان کی طرف دیکھا۔

کیوں بتائیں... کیا تم نے بتایا ہے کہ دامن میں پہنچنے پر کیا کرنے کا ارادہ ہے۔''

''یہ تو خیر میں نہیں بتا سکتا۔''

''تو ہم کیوں بتانے لگے۔''

''کوئی پروا نہیں... بازی پہلے بھی ہمارے ہاتھ میں تھی...

Uploaded By Nadeem

اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی ... یہ بازی تم اسی وقت ہار گئے تھے انسپکٹر جمشید جب تم دارالحکومت سے چلے تھے ... ہمیں اسی وقت بتا دیا گیا تھا۔"

"اور وہ کون ہے ... جس نے تم لوگوں کو خبردار کر دیا تھا۔"

"یہ بھلا ہم کیوں بتانے لگے۔"

انسپکٹر جمشید نے اس کی طرف دیکھا اور پھر سر کو جھٹک دیا، گویا کہہ رہے تھے:

"کوئی پروا نہیں۔"

وہ انسپکٹر کامران مرزا کو سیڑھی پر دہانے کی طرف جاتے دیکھتے رہے... آخر وہ وہاں پہنچ گئے... اس وقت اذکر جاقیہ کی رسیاں کاٹ ڈالی گئیں اور اس سے کہا گیا:

"اب تم وہاں پہنچ جاؤ... جہاں انسپکٹر کامران مرزا کھڑے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

اب وہ سیڑھی پر روانہ ہوا اور بالآخر دہانے پر پہنچ گیا۔ کامران مرزا نے فوراً اس پر پستول تان دیا:

"اب تمہیں اس خفیہ راستے کی طرف چلنا ہے ... اور اس

راستے کو کھولنا ہے، اور یہ بات یاد رکھو... راستہ کھلنے پر ہمارے ساتھ چاہے کچھ کیوں نہ ہو جائے تم بچ نہیں سکو گے ... کیونکہ جونہی راستہ کھلے گا ... مجھ پر حملہ ہوگا، لیکن اس سے پہلے میں تم پر گولی چلا چکا ہوں گا۔ اس طرح میں بچوں یا نہ بچوں... تم نہیں بچو گے ... اس بات کو نوٹ کر لو ... اور فیصلہ کر لو کہ اب تمہیں کیا کرنا ہے ... ہاں تمہاری زندگی صرف ایک طرح بچ سکتی ہے..."

یہاں تک کہہ کر انسپکٹر کامران مرزا خاموش ہو گئے۔

ان کی نظریں اذکر جاقیہ پر جمی تھیں... ان کی بات سن کر اس کے چہرے پر فکر کے بادل منڈلاتے نظر آئے تھے... گویا یہ پہلو اب تک اس کی نظروں سے اوجھل تھا۔ اس دوران انسپکٹر جمشید اور خان رحمان بھی یہاں پہنچ چکے تھے۔

آخر اذکر جاقیہ نے کہا:

"تم لوگ بہت چالاک ہو ... خیر سنو... دہانے کے دوسری طرف ایک پوری فورس موجود ہے ... اس کی کمان میرے ہاتھ میں نہیں ہے... جونہی راستہ کھلے گا ... وہ لوگ تم سب کو ہتھیار ڈالنے دینے کا حکم دیں گے ... باہر اتنی فوج کو دیکھ کر تم لوگ کیا کرو گے ... تم مجھے مار بھی دو یا مار ڈالنے کی دھمکی بھی دو... اب یہ معاملہ

Uploaded By Nadeem

میرے اختیار سے بلند ہے...تم کو اس لئے بتایا کہ ابھی فیصلہ کرلو...لڑنے کی صورت میں تم سب حرام موت مارے جاؤ گے...کیونکہ اتنی بڑی فوج سے لڑنا اور لڑتے ہوئے مارے جانا شہادت نہیں حماقت ہے...بس مرنے کے بعد یہ سوچ کر خوش ہوتے رہنا کہ شہید ہو کر جنت میں پہنچ گئے ہو...اور یہاں تمہارے مرنے کے بعد ہمارا منصوبہ تو بہرحال کامیاب ہو ہی جائے گا...اور یہ بھی جان لو کہ وہ بھی ہمارے ہی ایجنٹ ہیں جو تمہارے لوگوں کو خودکش حملہ آور بنا رہے ہیں اور ان کو یہ ترغیب دے رہے ہیں کہ مقصد یہ نہیں کہ اپنے مذہب، ملک وقوم کو دشمن کی سازشوں سے بچاؤ بلکہ مقصد یہ ہے کہ خود کو بم سے اڑا لو اور اپنے تئیں جنت میں پہنچ جاؤ...لیکن تمہارے بیوقوف لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ان کے جنت میں چلے جانے سے ہمارے منصوبوں اور سازشوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا...بلکہ ہمیں فائدہ ہی ہوگا کہ تمہارے مخلص بہادروں میں سے چند اور کم ہوئے۔'' اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

'' میں کہہ چکا ہوں... ہمارے ساتھ چاہے کچھ ہو ... میں تم کو نہیں چھوڑوں گا ۔ ادھر راستہ کھلے گا ... ادھر تمہارا کام تمام ہو جائے گا ... ہاں تم صرف اس صورت میں بچ سکتے ہو... جب کوئی

اور راستہ بتاؤ...یا اس فورس کو راستے کے دوسری طرف سے ہٹا دو اور میں تم کو بتا دیتا ہوں... باہر چاہے کتنی فوج کیوں نہ ہو ... اس دہانے میں پوزیشن لے کر ہم اس فوج کا مقابلہ نہایت آسانی سے کرسکتے ہیں... آٹھ دس گھنٹے مسلسل گولیاں برسا سکتے ہیں... تم جانتے ہی ہو کہ تمہارے جہاز پر سے ہمیں اتنی دیر تک لڑنے کا اسلحہ مل گیا ہے... اور آٹھ دس گھنٹے کے اندر ہماری طرف سے بھی فوج آجائے گی ... اس وقت یہ تمہاری فورس کیا کرلے گی ''

''ہاہاہا۔'' اذکر جاقیہ ہنسا۔

''اس ہنسی کا مطلب ۔'' انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

'' جب تمہاری فوج آجائے گی تو شارجستان کی فوج کیوں پیچھے رہے گی۔ وہ بھی آئے گی... اس کے بعد جو ہوگا ... وہ تم دیکھ ہی لو گے... کیونکہ ۔'' وہ یہاں تک کہہ کر رک گیا ۔

''کیونکہ کیا ۔''

'' اب تم سے کیا چھپانا ... اس وادی پر قبضہ شارجستان نے اپنی مرضی سے نہیں کیا ۔''

'' تب پھر ۔'' کامران مرزا جلدی سے بولے ۔

Uploaded By Nadeem

"انشارجہ کے اشارے پر کیا ہے ...دوسرے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے... یہ وادی اب مکمل طور پر انشارجہ کے قبضے میں ہے ... چاہے ظاہر میں انشارجہ کا ایک آدمی بھی قابض نظر نہ آئے...اس صورت میں جب دارالحکومت کی فوج آئے گی ... تو پھر شارجستان کی بھی آئے گی... اور شارجستان کی فوج آئے گی تو انشارجہ کو اطلاع ہوگی... اس جنگ میں وہ غیر جانبدار نہیں رہے گا... تمہاری حکومت پر دباؤ ڈالے گا کہ اس جنگ سے باز آجاؤ۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"کیوں...ڈر گئے۔"

"نہیں! ہم وہ لوگ نہیں جو ڈر جائیں...ہم تو بس اپنے اللہ سے ڈرتے ہیں۔"

"کیا تمہاری حکومت کا ہر شخص صرف اللہ سے ڈرتا ہے۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہم نے اپنی بات کی ہے۔" انہوں نے منہ بنایا۔

"تب پھر تم نے کیا سوچا ہے۔"

"ہم مقابلہ کریں گے ...اگر آج ہم خاموشی اختیار کر لیتے ہیں تو کل حالات اس سے بڑھ کر سامنے آئیں گے ... اس وقت

پانی سر سے اونچا ہو چکا ہوگا... ابھی سر سے اونچا نہیں ہوا... اس وقت اس کا انتظام کر سکتے ہیں، بعد میں نہیں...لہٰذا جاقیہ راستہ کھول دو۔" انسپکٹر کامران مرزا یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے۔

"تت تو کیا تم اکیلے پوری فوج کا مقابلہ کرو گے۔"

"نہیں! میرے ساتھی بھی لڑیں گے اور دہانے کے باہر بھی ہماری خفیہ فورس موجود ہے ... وہ بھی لڑے گی... اس لیے کہ لڑے بغیر چارہ نہیں... اب فیصلہ ہمیں نہیں... تمہیں کرنا ہے ... تم باہر موجود اپنی فورس سے مشورہ کر لو۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔

اس وقت تک ان کے باقی ساتھی جہاز سے غار تک آچکے تھے، البتہ جہاز کی سیڑھی جوں کی توں دہانے سے لگی تھی۔

ادھر اذکر جاقیہ گہری سوچ میں ڈوب چکا تھا۔ اسے یقین ہوگیا تھا کہ یہ لوگ چاہے ان کے ساتھ کچھ ہو جائے ... اسے کسی صورت زندہ نہیں چھوڑیں گے، آخر اس نے کہا:

"میں فورس کے کمانڈر سے بات کرتا ہوں...اور شارجستان سے بھی۔"

"نہیں... تم صرف فورس کے کمانڈر سے بات کرلو... اور وہ

Uploaded By Nadeem

بھی صرف یہ کہ وہ کالا پہاڑ سے ہٹ جائیں... اتنی دور چلے جائیں... کہ ہم بحفاظت باہر نکل سکیں... بس اس صورت میں ہم تم کو جان سے نہیں ماریں گے...البتہ گرفتار ضرور رکھیں گے...اور اگر کمانڈر تمہاری بات نہیں مانتا تو تمہاری اپنے ملک کیلئے اتنی خدمات ضائع گئیں...جب تمہاری ان کی نظروں میں اتنی بھی قدر اور ضرورت نہ ہو۔"

"ہم بھی اپنے ملک وقوم کے اتنے ہی وفادار ہیں جتنے کے تم اپنے ملک کے...اس لئے یہ طعنہ آئندہ مت دینا...لیکن بہرحال میں فورس کے کمانڈر سے بات کرتا ہوں... لیکن اس کے لئے مجھے جہاز پر سے مخصوص ٹرانسیور منگوانا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے منگوا لو۔"

اس نے ہاتھ کی حرکات سے جہاز پر موجود اپنے چار آزاد ساتھیوں میں سے ایک کو اشارہ کیا...وہاں سے اسی اشاروں کی زبان میں جواب آیا کہ:

"یہ لوگ ہمیں ہلنے بھی نہیں دے رہے...ہم کیسے جائیں...ٹرانسیور تو انجن روم میں رکھا ہے۔"

جاقیہ نے یہ بات انسپکٹر جمشید کو بتائی...انہوں نے محمود کو فون کر

کے ہدایات دیں کہ اسے ٹرانسیور لانے کی اجازت دے دو...دس منٹ میں ٹرانسیور آ گیا۔

اب وہ تیزی سے چلتے دہانے تک آ گئے... اس جگہ پہنچ کر اذکر جاقیہ نے ٹرانسیور پر کمانڈر سے رابطہ کیا، فوراً ہی جواب ملا:

"...پاس ورڈ پلیز..."

"شارک آسمان کا ستارہ ہے۔" اس نے شاید پاسورڈ دہرایا۔

"اوکے A.J...ہمیں ساری صورتحال کا علم ہے...شارجستان کی طرف سے انشارجہ کو چوکنا کرنے کا کام انجام دیا جا چکا ہے ...ادھر پاک لینڈ کی حکومت بھی پوری طرح ہوشیار ہو چکی ہے ... اور وادی کے آس پاس پاک لینڈ کی فوج موجود ہے ... صورتحال بہت سنگین ہے ... لیکن۔" کمانڈر کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا سر؟"

"ان لوگوں کو نہیں چھوڑا جا سکتا ..."

"اس صورت میں، میں بھی زندہ نہیں بچوں گا۔"

"اوہ۔" کمانڈر کے منہ سے نکلا۔

"بات مجھ پر آ گئی ہے ... ادھر میں دہانہ کھولوں گا، ادھر آپ ان پر حملہ کریں گے ... لیکن مجھ پر یہ پہلے ہی فائر کھول

Uploaded By Nadeem

دیں گے۔ میں پوری طرح ان کی زد پر ہوں... اب فیصلہ کرنا آپ لوگوں کا کام ہے ... ہماری حکومت کا کام ہے۔"

"ہماری حکومت کا حکم یہ ہے کہ آپ خفیہ راستہ کھول دیں ... اور بس۔"

"اس طرح تو سب سے پہلے میں مارا جاؤں گا۔"

"ہاں! ایسا تو ہوگا۔" کمانڈر نے کہا۔

"کیا کہا ... ایسا تو ہوگا ...کیا مطلب؟" اذکر چونکا۔

"حکومت کا حکم ہے ... تم اپنے وطن پر قربان ہو جاؤ۔"

"کیا !!!" اذکر جاقیہ چلا اٹھا۔

"یہی فیصلہ ہے۔"

"رائٹ سر۔"

یہ کہہ کر اس نے موبائل بند کر دیا ... اس کا چہرہ دھواں ہو رہا تھا ... آخر اس نے کہا:

"وہ مجھے قربان کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں... اب ... اب میں کیا کروں۔"

"یہ سوچنا اور فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے ... ہمارا نہیں... ہم تم کو بتا چکے ہیں... دہانہ کھلتے ہی ہم پر حملہ ہوگا... لہٰذا ہم تم کو کس

خوشی میں زندہ چھوڑیں۔"

"تم... تم ٹھیک کہتے ہو... میں پھنس گیا...میرا خیال ہے کہ مجھے تم لوگوں کے ہاتھوں مرنے دینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی انہیں...اور بھی طریقے تھے مجھے بچا لے جانے کے...لیکن یہ کمانڈر...یہ بہت عرصے سے اس تاک میں تھا کہ مجھے راستے سے ہٹوا دے اور آج اس کو موقع مل ہی گیا...لیکن میں اپنے وطن کیلئے تو دس دفعہ جان دینے کو تیار ہوں...لیکن کسی کی دشمنی کی بھینٹ چڑھ کر حرام موت مرنے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہوں...اثاثہ ہوں میں اپنے ملک کا...اور میرے ملک کو میری موت سے نہیں میرے زندہ رہنے سے فائدہ ہوگا...اور میں وہی کروں گا جو میرے ملک کیلئے بہتر ہے۔" وہ جذبات کی رو میں کہتا چلا گیا۔

"کیا ہم مشورہ دیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تم... تم اور مجھے مشورہ دو گے۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! کیا حرج ہے ... چاہے عمل نہ کریں۔"

"ٹھیک ہے ... سنائیں۔"

"تم ہماری مدد کرو ...ہم تمہاری مدد کرتے ہیں۔"

Uploaded By Nadeem

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ تم بھی اپنے ملک و قوم کے وفادار ہو اور ہم بھی اپنے وطن کے..اس طرح ہم دونوں میں ایمانداری کا رشتہ ہے..اس صورتحال میں تمہیں اس وقت تک یہ راستہ نہیں کھولنا ہوگا...جب تک ہماری فوج اس راستے کے دوسری طرف موجود تمہارے کمانڈر پر حاوی نہ آجائے...اور اس کے بدلے ہم تمہیں محفوظ طریقے سے شارجستان واپس پہنچانے کا انتظام کر دیں گے یا جہاں اور جس ملک میں بھی تم چاہو ... مطلب یہ کہ اگر اس وقت راستہ کھولنے کی صورت میں تمہاری فوج یہاں قابض ہوگئی تو اس علاقے سے اسے دنیا کی بڑی سے بڑی فوج بھی روایتی جنگ میں شکست نہیں دے سکے گی...اور نہ ہی یہاں سے نکال باہر کر سکے گی...اس لئے ہمارے ملک کے مفاد میں ہے کہ ہم اس راستے پر شارجستان کا قبضہ نہ ہونے دیں۔" انسپکٹر جمشید نے ایک لمبی تقریر کر ڈالی۔

اذکر جاقیہ کچھ دیر سوچتا رہا...پھر بولا:

"میں تیار ہوں...مجھے آپ کی پیشکش قبول ہے... یہ تو خیر درست ہے کہ جب تک میں راستہ نہیں کھولوں گا ... آپ اس

فورس سے محفوظ رہیں گے... لیکن کب تک ... کیونکہ اس طرف شارجستان کی بحری فوج آنے ہی والی ہوگی... آپ کو اس سے پہلے پہلے کچھ کرنا ہوگا۔"

ان الفاظ کو سن کر غار میں سناٹا چھا گیا... صورتحال حد درجے مشکل ہوگئی تھی... ایسے میں انسپکٹر جمشید نے اپنی فورس کا نمبر ملایا، ادھر سے فوراً جواب ملا:

"یس سر۔"

"کیا خبریں ہیں۔"

"پوری وادی پر ان لوگوں کا قبضہ ہے ... سمندر میں شارجستان کا بحری جہاز آتا دکھائی دے رہا ہے... ہوسکتا ہے وہ پورا بحری بیڑہ ہو... جب کہ ہماری سمندری حدود یہاں سے بہت فاصلے پر ہیں۔ مطلب یہ کہ تھوڑی دیر بعد سمندر پر بھی ان کا قبضہ ہوگا ... آپ نہ تو سمندر کے راستے ہم تک آسکیں گے ... نہ کسی اور راستے سے ... آپ غار کے قیدی بن کر رہ گئے ہیں اور اگر اذکر جاقیہ کے ذریعے راستہ کھلواتے ہیں ... تو اس صورت میں آپ ویسے ہی مارے جائیں گے، گویا اب آپ کے پاس ایک ہی راستہ ہے۔" خفیہ فورس کا قائم مقام انچارج یہاں تک کہہ کر رک

Uploaded By Nadeem

گیا۔

''اور وہ کیا؟''

'' آپ ہتھیار ڈال دیں... خود کو ان کے حوالے کر دیں... اس کے بعد صورت حال دیکھ کر ہم حرکت میں آئیں گے۔''

'' میں ساتھیوں سے مشورہ کرتا ہوں... اس میں شک نہیں کہ ان حالات میں یہ مشورہ نیک ہے ... لیکن ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ایسا کرنے میں کیا خطرات ہیں... اچھا شکریہ۔''

انہوں نے موبائل بند کر دیا ... وہ سب سوچ میں ڈوب چکے تھے۔آخر ایک آواز ابھری:

'' ایک بات میں بھی کہنا چاہتا ہوں۔''

وہ فوراً آواز کی طرف مڑے:

☆☆☆☆☆

لیکن

یہ جملہ کہنے والے خان رحمان تھے ۔ ان سب کی نظریں ان پر جم گئیں۔ آنکھوں میں امید کے دیے جل اٹھے:

'' اللہ کا شکر ہے ... ان حالات میں کسی کے پاس تو کہنے کے لیے کچھ ہے۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''اس مہم میں ہمارا مسئلہ عورتوں اور بچوں کا ہے ... کاش ہم اس مہم پر روانہ ہوتے وقت انہیں ساتھ نہ لاتے۔''

'' لیکن انکل ! اب کیا ہوسکتا ہے ... یہ ساتھ آچکی ہیں۔'' شوکی نے اداس لہجے میں کہا۔

اس دوران میں سب لوگ جہاز سے اتر کر ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔

'' آپ لوگ ہماری فکر نہ کریں... یوں سمجھ لیں کہ ہم ساتھ نہیں ہیں... اس کے علاوہ ایک اور بات۔'' بیگم جمشید کہتے کہتے

Uploaded By Nadeem

رک گئیں۔

"اور ایک اور بات کیا۔" وہ بولے۔

"رسیاں کھولنے کے سلسلے میں میں آپ کے کام آئی ہوں... حامد، سرور، شائستہ بلکہ سب ہی کسی نہ کسی طرح آپ کے مددگار رہے ہیں...اگر اس وقت آپ بھی کمرے میں اکیلے ہوتے تو اس وقت سب لوگ شارجستان کی قید میں ہوتے۔" ان کا لہجہ ناخوش گوار تھا۔

"واقعی بیگم... تم نے درست بات کہی... ہمیں تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس مہم میں آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ ہیں۔" انہوں نے جلدی سے کہا۔

"چلیے شکریہ... آپ نے یہ کہا تو سہی۔"

"ہمارے پاس وقت بہت کم ہے ...شارجستان کا بحری بیڑہ اگر یہاں تک آگیا اور ہم اس وقت تک کچھ نہ کرسکے... تو حالات اور زیادہ خراب ہو جائیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے گویا سب کو خبردار کیا۔

"اوہ ہاں... انکل جلدی بتائیں...کیا کرنا ہے۔"

"دہانے پر مجھے مقرر کر دیں... دہانے کی اوٹ سے میں ان

لوگوں کا مقابلہ کروں گا اور آپ لوگ غار سے نکل جائیں۔" خان رحمان بولے۔

"لیکن کیسے نکل جائیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے انہیں گھورا۔

"یہ بتانا میرا نہیں... فرزانہ کا کام ہے۔" وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب؟"

"ترکیبیں فرزانہ بتایا کرتی ہے ...ہم نہیں۔"

"لل... لیکن انکل!" فرزانہ ہکلائی۔

"خدا کا خوف کرو فرزانہ! تم ان حالات میں بھی لیکن دیکن کررہی ہو۔" فاروق جھلا اٹھا۔

"میرا خیال ہے ... ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں... کھڑے کھڑے تو تھک جائیں گے اور حالات نہ جانے کس کروٹ بیٹھتے ہیں ..." پروفیسر داؤد نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا... ان کے چہرے پر تھکن کے آثار صاف نظر آرہے تھے۔

"ان حالات میں بس یہی بات بری ہے۔" آفتاب نے برا سا منہ بنایا۔

"کون سی بات بری ہے۔" فاروق نے اسے گھورا۔

"یہی کہ حالات نہ جانے کون سی کروٹ بیٹھیں۔" آفتاب

Uploaded By Nadeem

مسکرایا۔

"او بھائی... یہ وقت ادھر ادھر کی باتوں کا نہیں... موقع محل بھی دیکھ لیا کرو۔" محمود جھلا اٹھا۔

"اس غار میں۔"

"خاموش! ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔" انسپکٹر جمشید نے سرد آواز منہ سے نکالی تو وہ سب کے سب یک دم چپ ہو گئے:

"چلو فرزانہ بتاؤ... ان حالات میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

"صبر!" فرزانہ فوراً بولی۔

"دھت تیرے کی۔"

"اگر صبر ممکن نہیں تو پھر بس ایک ہی ترکیب رہ جاتی ہے... لیکن عورتیں اور بچے اس ترکیب کا ساتھ نہیں دے سکیں گے۔"

"کک... کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ عورتوں اور بچوں کو غار میں ہی چھوڑنا پڑے گا۔"

"ارے باپ رے..." حامد نے بوکھلا کر کہا۔

"نن... نہیں۔" سرور چلا اٹھا۔

"بھئی حوصلہ کرو... کیا بزدلوں کی طرح چلانے لگے...

محمود نے انہیں گھورا۔

وہ سہم گئے:

"ٹھیک ہے فرزانہ! تم ترکیب بتاؤ..." پروفیسر جلدی سے بولے۔

"میں اس طرح کس طرح بتا سکتی ہوں کوئی ترکیب۔" فرزانہ نے گھبرا کر کہا۔

"لو اور سنو... اب انہیں ترکیب بتانے کی بھی ترکیب بتانی پڑے گی۔" فاروق جل گیا... باقی مسکرا دیے۔

"کیا کہنا چاہتی ہو فرزانہ۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"آپ لوگ بھول رہے ہیں... دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

"لیکن یہاں... دیواریں... ارے ہاں... پتھروں کی دیواریں تو خیر ہیں..."

"ویسے اب اس محاورے کو تبدیل کر دینا چاہیے... کیونکہ اب دیواروں کے کان ہی نہیں، آنکھیں بھی ہونے لگی ہیں... سیکیورٹی کیمروں کی آنکھیں بھی ہوتی ہیں۔"

"ہاں بالکل!"

Uploaded By Nadeem

"بات دور نکل رہی ہے اور وقت نازک ... ہم سمجھ گئے فرزانہ ... لکھ کر بات کر لو۔"

"تو موبائل کے ایس ایم ایس کے ذریعے کیوں نہ بات کر لی جائے۔"

"موبائل کے ذریعے پیغام رسانی خفیہ نہیں ہے... اپنا طریقہ ہی چلے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"بات معقول ہے ... چلو فرزانہ لکھو ترکیب۔"

"کک... کیسے لکھوں... ابھی میں کوئی ترکیب سوچنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔"

"کیا !!!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"لیکن ظاہر یہ ہو رہا تھا کہ جیسے تم کوئی ترکیب سوچ چکی ہو۔" آفتاب نے بڑا سا منہ بنایا۔

"چلو خیر کوئی بات نہیں ... اب سوچ لو۔"

"سس... سوچ لی..."

یہ کہہ کر فرزانہ نے ہاتھوں سے ایک اشارہ کیا ... گویا اس نے اشاراتی زبان سے بات کی تھی ... جونہی وہ اشارہ ان کی سمجھ

میں آیا۔ وہ سب بہت زور سے اچھلے ... منور علی خان نے ایک چھلانگ لگائی اور درمیان میں آ گئے... ان سب کو غار کی دیواروں سے لگ کر کھڑے ہونے کا اشارہ کیا... وہ فوراً دیواروں سے جا لگے ... اب وہ اشاروں میں بات کر رہے تھے۔

انہوں نے اپنا آنکڑا نکالا اور اسے گولائی کی بجائے عمودی گھمانے لگے ... اس طرح گھمانے کا یہ شاید پہلا اتفاق تھا... آنکڑا گھومتا چلا گیا۔ پھر کچھ دیر بعد انہوں نے اونچائی کے رخ آنکڑا چھوڑ دیا... آنکڑا سیدھا غار کے منہ کی طرف گیا ... لیکن ابھی منہ تک نہیں گیا تھا کہ اس کا اوپر جانا رک گیا اور وہ نیچے آتا نظر آیا... منور علی خان نے بھی جلدی سے ایک طرف ہٹ گئے:

"ایک کوشش اور۔" انسپکٹر جمشید بول پڑے۔

انہوں نے پھر آنکڑا گھمانا شروع کیا اور آخر غار کے منہ کو نشانہ بنا کر آنکڑا چھوڑ دیا سے آنکڑا پھر اوپر گیا ... اور اس مرتبہ آنکڑا غار کے منہ تک پہنچ کر واپس آتا نظر آیا:

"یہ کوشش بھی ناکام گئی۔" انسپکٹر کامران مرزا نے منہ بنایا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں..." فرزانہ بولی۔

"انکل منور علی خان ... ذرا سی اور ہمت کریں۔"

Uploaded By Nadeem

"فکر نہ کرو ..." وہ بولے۔

منور علی خان نے پھر کوشش کی ... لیکن کامیاب نہ ہو سکے:

"کیا خیال ہے منور علی خان، میں کوشش کروں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"انکل! آپ اور یہ کام کریں گے... جب کہ اس کام کے ماہر منور علی خان ہیں... اور آج تک جب بھی ضرورت پڑی... آنکڑا انہوں نے ہی پھینکا ہے۔" شوکی نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں شوکی! بات یہی ہے ... لیکن اس کام میں کامیابی نہیں ہو رہی، اس لیے میں نے سوچا ایک کوشش میں ہی کرلوں۔"

"چلیے کریں پھر کوشش۔"

انسپکٹر کامران مرزا نے آنکڑا عمودی رخ سے گھمانا شروع کیا ... گھماتے چلے گئے، دائرہ برابر بڑا ہوتا چلا گیا ... اور پھر انہوں نے آنکڑے کی رسی کو اوپر کی طرف ایک جھٹکا دیا اور ساتھ ہی حرکت روک دی۔ آنکڑا تیر کی طرح اوپر کی طرف گیا:

"بھئی واہ ... یہ تو تیر کی طرح اوپر گیا ہے ..." فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

سب کی نظریں آنکڑے پر جمی تھیں... دہانے سے ذرا نیچے

پہاڑ سے ٹکرایا... اور نیچے کی طرف آتا نظر آیا۔

ان کے منہ فق ہو گئے ... گویا ان کی یہ کوشش بھی ناکام گئی تھی:

"اُف مالک! اب ... اب کیا ہوگا۔"

"اب میں کوشش کرتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

اب انہوں نے آنکڑے کو اسی طرح گھمایا ... اور اوپر کی طرف چھوڑ دیا... آنکڑا ایک بار پھر تیر کی طرح اوپر گیا، لیکن عین منہ کے پاس پتھر سے ٹکرا کر نیچے آرہا۔

انسپکٹر جمشید بھی ناکام ہو گئے ... ان سب کے چہروں پر یہ سوال گونج اٹھا:

"اب! اب کیا ہوگا۔" پروفیسر داؤد نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"وہی ہوگا ... جو اللہ کو منظور ہوگا۔"

"تت... تت۔" ایسے میں شوکی کی ہکلاہٹ سنائی دی۔

"بے چارہ ... پریشانی کی وجہ سے ہکلا ہوگیا۔" آفتاب نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

"وہ ... میں ... کہنا چاہتا ہوں کہ ..."

Uploaded By Nadeem

"بس بس رہنے دو... تم کیا کہو گے... بس کہہ چکے تم۔"
آصف نے جھلا کر کہا۔

شوکی نے بے چارگی کے عالم میں سب کی طرف دیکھا... جیسے کہہ رہا ہو:

"ہے کوئی تک؟"

"شوکی کچھ کہنا چاہتا ہے... اسے کہنے کا موقع ملنا چاہیے۔"
پروفیسر داؤد اس کی مدد کو بڑھے۔

"تو یہ موقع لے لے انکل... یہ تو خود رک جاتا ہے۔"
آفتاب نے جل کر کہا۔

"شوکی۔" پروفیسر نے حوصلہ دلانے کے انداز میں کہا۔

"جی انکل۔" شوکی فوراً بولا۔

"کہہ دو... جو تمہارے جی میں ہے۔"

"جی اچھا انکل... شکریہ۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن کوئی اونگی بونگی نہ کہنا۔" فاروق نے اسے گھورا۔

"وہ ابھی ابھی فاروق کے منہ سے نکلا تھا... نا... تت... تیر کی طرح۔"

"ہاں تو پھر... کیا جرم کر دیا تھا میں نے... اگر یہ منہ سے

نکل گیا تھا۔" فاروق نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"نن نہیں... یہ بات نہیں... میں تو بس یہ کہنا چاہتا تھا کہ ایک تیر کمان بنا لیں۔"

"کک کیا!!!" وہ سب منہ پھاڑ کر چلانے کے انداز میں آ گئے... بس آوازیں نہیں نکلی تھیں۔

"واہ شوکی واہ۔" منور علی خان نے اسے سینے سے لگا لیا۔

"بہت خوب! واقعی اگر ہم ایک تیر بنا لیں اور اس تیر میں آنکڑا کو چڑھا کر کمان کھینچیں تو آنکڑا پہاڑ کے دہانے سے نکل جائے گا... کیونکہ اس صورت میں ہم نشانہ لے سکیں گے... لیکن سوال یہ ہے کہ کمان کیسے بنائی جائے۔"

"جہاز پر ایسی بے شمار چیزیں مل جائیں گی... بلکہ شاید بنے بنائے تیر کمان مل جائیں۔"

"بالکل ٹھیک۔" وہ اچھل پڑے۔

"میں اور منور علی خان جاتے ہیں جہاز پر۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"اور جہاز پر اترنے سے پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ دشمن کا جہاز کتنی دور ہے..."

Uploaded By Nadeem

"ٹھیک ہے۔"

انہوں نے دوڑ لگا دی ... دوڑ بھی وہ ایسے انداز میں رہے تھے کہ آواز پیدا نہ ہو... آخر وہ غار کے سمندر والے دہانے تک پہنچ گئے۔ سیڑھی ابھی دہانے سے لگی ہوئی تھی ... انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... سیڑھی کے ذریعے جہاز کی طرف چل پڑے۔ جلد ہی وہ جہاز کے عرشے پر نظر آئے۔ اب انہوں نے عرشے پر اپنے مطلب کی چیزیں تلاش کرنا شروع کر دیں... تھوڑی دیر بعد وہ ایک مضبوط کمان بنانے میں کامیاب ہو چکے تھے... آنکڑے کے ساتھ باندھنے کے لیے ایک تیر نما چھڑی بھی تلاش کر چکے تھے... ریشم کی جن رسیوں سے انہیں باندھا گیا تھا... وہ رسیاں آنکڑے کے ساتھ چھڑی کو باندھنے کے لیے بہترین تھیں... یہ چیزیں لے کر وہ پھر غار میں آ گئے... کمان میں اس انوکھے تیر کو چڑھایا گیا ... منور علی خان کے ہاتھ میں یہ کمان تھما دی گئی ... وہ گھٹنوں کے بل سوراخ کے عین نیچے بیٹھ گئے۔ کمان کا رخ اوپر کی طرف کر لیا ... اب تیر بالکل سوراخ کی سیدھ میں تھا... اس تیر کے ساتھ آنکڑے کی رسی پہلے ہی بندھی ہوئی تھی:

"سب لوگ پڑھ لیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔"

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔" سب نے پورے خلوص سے پڑھا... منور علی خان نے تیر چھوڑتے وقت بھی کہا... بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور بازوؤں کا پورا زور صرف کرتے ہوئے تیر چھوڑ دیا۔

ساتھ ہی ان کی نظریں اوپر جم چکی تھیں۔ انہوں نے تیر کو سوراخ سے اوپر نکلتے دیکھا تو ان کی آنکھیں چمک اٹھیں... ساتھ ہی منور علی خان اوپر جاتی رسی کو روک لیا ... جونہی انہوں نے رسی کو روکا، اسے ایک جھٹکا لگا۔ اب آنکڑا دہانے کے سوراخ سے نکل گیا تھا:

"انکل! کیا یہ اوپر کہیں پھنس جائے گا۔"

"ہاں کیوں نہیں... یہ بنایا ہی اس انداز سے گیا ہے ... ابھی میں اسے کھینچنا شروع کرتا ہوں... یہ کہیں نہ کہیں ضرور پھنس جائے گا۔"

منور علی خان نے آہستہ آہستہ رسی کھینچنی شروع کی ...اس وقت ان سب کے دل دھک دھک کر رہے تھے ... پھر ایک جگہ رسی رک گئی... انہوں نے تھوڑا سا زور لگایا ... آنکڑا نہ اکھڑا:

"لگتا ہے ... آنکڑہ کسی جگہ جم گیا ہے۔" وہ بولے۔

"اللہ کا شکر ہے..." ان سب نے اشاروں میں کہا۔

Uploaded By Nadeem

اب انہوں نے اور زور لگایا ... پھر رسی سے لٹک گئے:

"بس ٹھیک ہے..." وہ بولے۔

"تب پھر اب کیا پروگرام ہے اور خواتین اور بچوں کا کیا کرنا ہے۔"

"خان رحمان جہاز کی سمت والے دہانے پر رہیں گے ... جہاز کی سیڑھی سے جونہی دشمن دہانے کی طرف آنے کی کوشش کرے، یہ اسے نشانہ بنائیں گے ... عورتیں اور بچے ان کے پاس رہیں گے ... اذکر جاقیہ اور پروفیسر صاحب بھی... کیونکہ رسی کے ذریعے اتنی اونچائی تک چڑھنا ان کے بس کی بات نہیں ... ہم سب البتہ جائیں گے۔"

"لیکن اوپر جاکر آپ کا پروگرام کیا ہے۔"

"خفیہ فورس کو تیار رہنے کا اشارہ دے رہا ہوں... جب ہم پہاڑ سے ان پر اچانک فائرنگ کریں گے تو وہ بدحواس ہو کر بھاگیں گے ... ادھر ہماری خفیہ فورس اور باقی فوج ان کا استقبال کرے گی ...ادھر پہاڑ کے دامن سے دشمن جاچکا ہوگا...ہم ادھر سے اذکر جاقیہ کو اشارہ دیں گے ...یہ خفیہ راستہ کھول دیں گے ...اور عورتوں اور بچوں کو باہر لے آئیں گے ...ادھر اس وقت تک

ہماری فوج آچکی ہو گی ... کیونکہ اتنی دیر میں دشمن کا صفایا ہو چکا ہوگا ...بس ہماری فوج خفیہ راستے سے ہو کر خان رحمان تک پہنچ جائے گی ...اس طرح جہاز سے آنے والوں کو روکا جا سکے گا ... بلکہ نئے آنے والے بحری جنگی جہاز پر بھی گولا باری کی جا سکے گی ...ہماری فوج وادی کے تین طرف پہلے ہی آچکی ہے ...وہ پہاڑ کی چوٹی پر بھی قبضہ جمالے گی اور بحری جہاز کو نشانہ بنا سکے گی ...اگرکوئی اور جہاز یا پورا بحری بیڑہ بھی آیا تو اس کا استقبال بھی کرے گی ...اب چلو دیر نہ کرو...اللہ ہمارا حامی اور ناصر ہو۔"

سب سے پہلے انسپکٹر جمشید نے چڑھنا شروع کیا ...ان سب کے سر اوپر اٹھتے چلے گئے ...جوں جوں وہ اوپر ہو رہے تھے، سر بھی اور اوپر اٹھ رہے تھے ...یہاں تک کہ ان کی نظریں دہانے سے جالگیں ...راستے میں وہ جال بھی آیا ...وہ درمیان سے پہلے ہی کٹا ہوا تھا ...اس لیے انسپکٹر جمشید بغیر کسی رکاوٹ کے اوپر تک پہنچ گئے ...دہانے کے اوپر پہنچ کر انہوں نے اشارہ کیا ...اب انسپکٹر کامران مرزا اوپر آنے لگے ...اسی طرح باری باری وہ سب اوپر آگئے۔

انسپکٹر جمشید نے انھیں پہاڑ پر مختلف جگہوں پر مقرر کیا ...اسلحہ

Uploaded By Nadeem

ان کے پاس موجود تھا ...

" پوری طرح سب کو نشانے پر رکھ کر ایک ہی بار فائرنگ شروع کردو۔" انہوں نے ہدایات دیں ... سب نے سر ہلا دیے۔

اور پھر وہاں فائرنگ کی آواز گونجنے لگی ... اس کے ساتھ ہی چیخیں سنائی دیں ... ان گنت لوگ ڈھیر ہو گئے ... جو نشانہ بننے سے بچے، وہ بھاگ کھڑے ہوئے ... کیونکہ انھیں نہیں معلوم تھا، ان پر فائرنگ کہاں سے ہو رہی ہے ...

پندرہ منٹ تک مسلسل فائرنگ جاری رہی ... ساتھ ہی دور بہت دور اچانک فائرنگ کی آوازیں گونجنے لگیں ... جس کا مطلب تھا ... بھاگنے والے اس طرف بھی قابو آگئے تھے۔

ایسے میں انہوں نے اپنی کمر کی طرف گولاباری کی آوازیں سنیں ... معلوم ہوا ... دوسرا بحری جہاز آگیا تھا اور خان رحمان اس پر فائرنگ کر رہے تھے ... جواب میں ادھر سے بھی فائرنگ ہو رہی تھی ... لیکن شاید خان رحمان ان کے نشانے پر نہیں تھے ...

ادھر نیچے اس وقت خان رحمان اذکر جاقیہ سے کہہ رہے تھے:

" آپ ان عورتوں اور بچوں کو لے جائیں اور خفیہ راستہ کھول دیں ... ہاں اب فورس آچکی ہوگی ... انسپکٹر جمشید وغیرہ بھی آس پاس

پہنچ چکے ہوں گے۔"

" ٹھیک ہے۔"

اذکر جاقیہ جانے کے لیے مڑ گیا ... ایسے میں خان رحمان کو ایک خیال آیا ... انہوں نے بیگم جمشید کو ایک اشارہ کیا، اشارہ یہ تھا:

" ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے ... کیا خبر اذکر جاقیہ دھوکا دے جائے ..."

انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا ... اب وہاں خان رحمان تنہا رہ گئے ... انہوں نے جہاز کی طرف برابر فائرنگ جاری رکھی ... ان کا مقصد تو بس صرف یہ تھا کہ ادھر سے کوئی ادھر نہ آنے آئے ... جب تک کہ فورس وہاں نہ پہنچ جائے۔

اذکر جاقیہ غار میں اس جگہ پہنچا جہاں خفیہ راستہ نکلتا تھا ... اس نے ایک خلا میں ہاتھ ڈالا اور لیور اپنی طرف کھینچا ... راستہ فوراً ہی نمودار ہو گیا۔

" بہت خوب!" دوسری طرف سے انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی ... ان کے ساتھ پورا فوجی دستہ تھا ... فوجی جوانوں نے فوراً اندر کا رخ کیا اور وہاں پہنچ گیا جہاں خان رحمان موجود تھے۔

" خان رحمان سر! آپ کے ساتھی آپ کا انتظار کر رہے ہیں

Uploaded By Nadeem

آپ فوراً ان کے پاس پہنچ جائیں ... یہاں کا محاذ اب ہم سنبھالیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

اچانک انسپکٹر جمشید چونکے... انہوں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی لیکن اذکر جاقیہ کہیں نظر نہ آیا... انہوں نے غار کے دہانے کے باہر ایک پتھر کی اوٹ لے کر جھانکا تو اذکر جاقیہ سرپٹ دوڑتا ہوا سمندر کی طرف جاتا نظر آیا... وہ زور زور سے شارجستان کے جنگی جہاز کی طرف ہاتھ ہلا ہلا کر انہیں اشارے سے کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ جیسے انہیں بتا رہا ہو کہ میں دشمن کا نہیں بلکہ تمھارا اپنا ہی آدمی ہوں۔ لیکن جنگی جہاز والے نہ جانے کیا سمجھے یا بوکھلاہٹ میں اذکر جاقیہ درست اشارہ نہیں کر پایا... انسپکٹر جمشید کے دیکھتے ہی دیکھتے جنگی جہاز سے مشین گن کی گولیوں کی باڑھ ماری گئی اور چند ہی لمحوں بعد ان گنت گولیوں سے چھلنی اذکر جاقیہ کا بے جان جسم پانی کی لہروں کے ساتھ ابھرتا ڈوبتا نظر آیا۔

اذکر جاقیہ ختم ہو چکا تھا۔

نہ جانے کیوں اذکر جاقیہ نے سمندر کی طرف دوڑ لگا دی تھی جبکہ وہ اس سے وعدہ کر چکے تھے کہ اسے محفوظ طریقے سے

شارجستان پہنچانے کا انتظام کر دیں گے... وہ اس منظر پر دل ہی دل میں افسوس بھی نہ کر پائے تھے کہ مشین گن کی دوسری باڑھ اسی پتھر سے ٹکرائی جس کے پیچھے انہوں نے پوزیشن لی ہوئی تھی... انہوں نے پلٹ کر دوڑ لگا دی ... جلد ہی وہ اپنے ساتھیوں تک پہنچ گئے ... اُسی وقت انسپکٹر جمشید کے موبائل کی گھنٹی بجی ... فون وزیر اعظم صاحب کا تھا...

"وادی میدانِ جنگ بنتی جا رہی ہے ... چاروں طرف سے خطرات اس کی طرف بڑھ رہے ہیں ... یہی وقت ہے ... آپ سب لوگ یہاں سے نکل جائیں ... کیونکہ اب معاملہ خالص فوجی بن چکا ہے ... شارجستان کی تینوں طرف فوجیں کالا پہاڑ کا رخ کر رہی ہیں ... ادھر ہم بھی اپنی پوری طاقت کے ساتھ آ چکے ہیں ... لہٰذا اب آپ لوگ یہاں سے روانہ ہو جائیں ... آپ لوگوں کے لیے گاڑی تیار ہے ... یہ گاڑی آپ کو نزدیک ترین ائرپورٹ تک لے آئے گی ... وہاں سے آپ جہاز کے ذریعہ دارالحکومت پہنچیں گے ... یہاں آپ کا شاندار استقبال کیا جائے گا۔"

"لیکن سر! اس کی کیا ضرورت ہے۔" انہوں نے گھبرا کر کہا۔

"اس کی ضرورت ہے یا نہیں ... یہ آپ کو یہاں آ کر پتا چل

Uploaded By Nadeem

جائے گا۔"

"ارے باپ رے۔"

وزیر اعظم صاحب نے ہنس کر فون بند کر دیا ...تو انہوں نے بھی موبائل جیب میں رکھ لیا۔

"کیا ہوا ابا جان۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"کچھ نہیں ...دارالحکومت میں ہمارے استقبال کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔"

"ارے باپ رے۔" ان سب کے منہ سے نکلا۔

اسی وقت ایک بڑی گاڑی وہاں پہنچ گئی ...وہ اس میں سوار ہو گئے... گاڑی فوراً ہی روانہ ہوگئی ...فضا میں اب طیاروں کی گھن گرج بھی سنائی دے رہی تھی ...وادی میں چاروں طرف فائرنگ اور بمباری کی آوازیں آرہی تھیں۔

گاڑی کا ڈرائیور شاید بہت زیادہ ماہر تھا ...وہ بہت پھرتی سے گاڑی نکالتا چلا گیا اور آخر دو گھنٹے کے سفر کے بعد اس نے ایک ائرپورٹ کے سامنے گاڑی روک دی۔

فوراً ہی ائرپورٹ کے چند آفیسر ان کی طرف لپکے۔

"آپ کا پلین تیار ہے سر... جلدی کریں۔"

انہیں افراتفری کے عالم میں جہاز میں سوار کرایا گیا ...اس علاقے کی فضا میں بھی طیاروں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

"ان حالات میں کیا ہمارے جہاز پر حملہ نہیں ہو سکتا۔"

"نہیں ...اس کا انتظام بھی کر لیا گیا ہے...دو ایف سولہ طیارے آپ کے جہاز کے ساتھ پرواز کریں گے... آپ فکر نہ کریں۔" ایک آفیسر نے کہا۔

عین اسی وقت صدر صاحب کا فون موصول ہوا، وہ پوچھ رہے تھے۔

"کیا آپ لوگ جہاز میں سوار ہو گئے ہیں۔"

"جی ہاں!"

"بس ٹھیک ہے... ہم انتظار کر رہے ہیں۔"

اور پھر ان کا جہاز پرواز کر گیا ...دو گھنٹے کے سفر کے بعد وہ دارالحکومت کے ائرپورٹ پر جہاز سے اترے ...باہر ان کے لیے ایک بڑی گاڑی تیار تھی ...انہیں ائرپورٹ سے ایوان صدر تک لایا گیا ...وہاں واقعی ان کے استقبال کی زبردست تیاریاں کی گئی تھیں ...اس بات پر انہیں حیرت بھی ہوئی ...انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا ...عورتوں اور بچوں کو فوری طور پر ایک الگ کمرے میں پہنچا دیا

Uploaded By Nadeem

گیا ...اور انہیں صدر صاحب کے کانفرنس روم میں لایا گیا...وہاں وزیر اعظم اور سبھی بڑے بڑے وزرا ،آفیسر، فوجی آفیسر اور عدلیہ کے بڑے جج صاحبان موجود تھے ...یہ سب کچھ دیکھ کر ان کی حیرت اور بڑھ گئی۔

"سر! آخر یہ سب تیاریاں کس لیے ہیں۔"

"کیوں جمشید !کیا تم لوگوں کو اندازہ نہیں کہ تم نے کیا کام دکھایا ہے۔" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"ہمیں تو بس اتنا ہی معلوم ہے کہ شارجستان کا اس وادی میں بہت زیادہ عمل دخل ہو گیا تھا اور اس خفیہ راستے کے ذریعے وہ اپنی مرضی کے لوگ ہمارے ملک میں داخل کر رہا تھا اور ہمارے ملک کے بہت اہم لوگ خفیہ طور پر ادھر پہنچا دیے جاتے تھے ... وہ تو ہم لوگوں کو بھی شارجستان لے جانا چاہتے تھے، لیکن اپنے منصوبے میں بری طرح ناکام ہو گئے ...اور ہم اللہ کی مہربانی سے بخیر و عافیت نکل آئے ...اب ظاہر ہے، شارجستان اس وادی پر اپنی فوج کے ذریعہ اعلانیہ قبضہ کرنا چاہتا ہے ...اور ہماری فوج اس کے راستے کی دیوار بن گئی ہے ... لیکن کیا یہ معلومات نامکمل ہیں سر؟" انسپکٹر جمشید یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے۔

"تو کیا جمشید !یہ ہماری کامیابی نہیں ...ذرا سوچو ... کچھ مدت اور گزر جانے پر خفیہ طور پر وادی ان کی بن جاتی اور یہ ہمارے ملک کی جڑیں کاٹتے رہتے ... لیکن اب ایسا نہیں ہو سکے گا ...اس طرح تم لوگوں کا یہ کارنامہ بہت زبردست ہے ...اور پوری قوم تمھاری احسان مند ہے۔"

"اچھی بات ہے سر ...ہم آپ کی یہ بات مان لیتے ہیں ...وادی کی کیا اطلاعات ہیں۔"

"دونوں ملکوں میں ٹھن گئی ہے ... لیکن جمشید تم فکر نہ کرو ...پہاڑ پر اس وقت ہمارا قبضہ ہے ...اور ہمارے لڑاکا طیارے زبردست حملے کر رہے ہیں ...ہم نے اس وقت تک دشمن کے دس لڑاکا طیارے مار گرائے ہیں جب کہ دشمن ہمارے ایک طیارے کو نقصان تک نہیں پہنچا سکا ..."

"الحمدللہ !ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔"

"اور جمشید یہ سب لوگ تم سب کو مبارک باد دینے کے لیے جمع ہوئے ہیں ...اور ابھی اخبارات کے کے رپورٹر حضرات دھاوا بولنے والے ہیں ... ان سے پہلے ہم آپس کی بات کر لینا چاہتے ہیں۔"

Uploaded By Nadeem

"بہت بہتر سر! آپ لوگ کیا چاہتے ہیں۔"

"ہم تمام حالات اور واقعات تم سے سننا چاہتے ہیں۔"

"اوہ اچھا! میں ضرور سناؤں گا۔"

انہوں نے شروع سے لے کر غار سے نکلنے تک کے حالات سنا دیئے ... سب لوگ سکتے کی حالت میں سنتے رہے ... آخر ان کے خاموش ہونے پر ہال زبردست واہ ... واہ کی آوازوں سے گونج اٹھا ... آخر صدر صاحب بولے۔

"تم لوگوں کے لیے گاڑی تیار ہے ... گاڑی تمھیں گھر تک پہنچائے گی ..."

"لیکن سر۔"

انسپکٹر جمشید نے نیچی آواز میں کہا... اور سب کی آنکھیں انسپکٹر جمشید پر جم گئیں، کیونکہ اس وقت کا ان کا لیکن کہنا انہیں حد درجے عجیب لگا تھا۔

"یہ لیکن سمجھ میں نہیں آیا جمشید۔" صدر صاحب جلدی سے بولے۔

"بلکہ مجھے تو یہ بے وقت کی راگنی لگی ہے۔" صدر صاحب کے ایک معاون نجم کامران نے برا سا منہ بنایا۔

"ان کی عادت ہی یہی ہے۔" ایک اور معاون صولت بیگ نے منہ کھولا۔

"بھئی پہلے انھیں بات تو کر لینے دو۔" صدر صاحب مسکرائے۔

"ہاں اور کیا ... بے چارے اتنا بڑا معرکہ مار کر آئے ہیں اور ہم انھیں طنز کا نشانہ بنا رہے ہیں ... یہ تو مناسب نہیں... ہمیں تو ان پر فخر کرنا چاہیے، اور ہم ہی کیا، کل کے اخبارات ان کے ترانے گاتے نظر آئیں گے..." صدر کے مشیر خاور درّانی نے غصے بھرے لہجے میں کہا

...ایسا لگ رہا تھا کہ انہیں نجم کامران اور صولت بیگ کے جملے بہت برے لگے تھے۔

"آپ نے بالکل ٹھیک کہا درّانی صاحب! ان کی قدر تو کوئی مجھ سے پوچھے ... ہاں تو جمشید تم کیا کہہ رہے تھے بھلا۔"

"جی میں ... میں کہہ رہا تھا کہ ... لیکن سر ... آپ نے ہمیں جب کالا پہاڑ جانے کا حکم دیا تھا ... تو اس وقت معاملہ حد درجے خفیہ رکھا تھا ... تاکہ ہم خاموشی سے چھپ چھپاتے وہاں پہنچ جائیں ... لیکن ..."

"کھانا آپ کے معزز مہمانوں کا منتظر ہے جنابِ صدر ..."

Uploaded By Nadeem

ایک خادم نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

صدر صاحب نے اسے تیز نظروں سے گھورا ... کیونکہ یہ بات صدارتی آداب کے بالکل خلاف تھی ... کہ کوئی صاحب بات کر رہے ہوں اور اسٹاف درمیان میں آکر بول پڑے۔

''سس... سوری سر ... غلطی ہوگئی۔''

''ہوں ... خیر۔'' صدر صاحب بولے پھر وہ تمام مہمانوں سے مخاطب ہوئے۔

''آیئے معزز مہمانانِ گرام! اب باقی باتیں کھانے کی میز پر ہوں گی۔''

اس پر سبھی اٹھ گئے ... انھیں کھانے کے کمرے میں لایا گیا ... وہ ایک بڑا ہال تھا ... درمیان میں لمبوتری میز تھی ... اس کے گرد شاہانہ کرسیاں تھیں اور میز طرح طرح کے کھانوں سے خوب سجی تھی ... کھانوں کی خوشبوؤں سے ہال مہک رہا تھا ... وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے ... ہر شخص کی کرسی پر اس کا نام لکھا تھا ... لہٰذا وہ بھی اپنے نام پڑھ کر اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ گئے ... اب کھانا شروع ہوا ... لیکن اسی وقت وہ عجیب انداز میں کھنکارے ... ان کے ساتھی ان کے اس انداز سے خوب واقف تھے ... انہوں نے

گھبرا کر ہاتھ روک لیے ... تاہم انہوں نے اپنے چہروں سے گھبراہٹ ظاہر نہ ہونے دی ...

''ہاں تو میں کہہ رہا تھا ...'' انسپکٹر جمشید نے کہنا شروع کیا۔

''آپ کچھ نہیں کہہ رہے تھے ... ارے جناب انسپکٹر صاحب ... کھانا تو اطمینان سے کھا لیجئے۔'' نجم کامران نے لقمہ دیا۔

''جی نہیں شکریہ ... میں نے آپ کو حالات سنائے ہیں ... ان حالات میں یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ یہاں ایوانِ صدر میں کوئی صاحب ہیں ... جو پل پل کی خبریں شارجستان پہنچاتے رہے ہیں ... یہ وہی تھے ... جنھوں نے شارجستان کو پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ انسپکٹر جمشید پارٹی کو کالا پہاڑ کی طرف روانہ کیا جا رہا ہے ... بس وہاں ہمارے استقبال کی تیاریاں شروع ہو گئیں ... اگر وہ صاحب یہ اطلاع نہ دیتے تو ہم نہایت اطمینان سے وہاں کے حالات کا جائزہ لیتے ... لوگوں کو چیک کرتے اور سراغ لگائے کہ وادی میں کہاں کہاں خرابی ہے ... یا کیا گڑبڑ کی جا رہی ہے، لیکن ہم ایسا کچھ بھی نہ کر سکے ... وہاں گئے اور سیدھے ان حالات کے شکار ہو گئے ... جن میں ہمیں وہ الجھانا چاہتے تھے ... وہ چاہتے تھے ہم سانس بھی نہ لے سکیں، سکون سے ایک رات بھی نہ گزار

Uploaded By Nadeem

سکیں اور حالات کا شکنجہ ہمیں اس بری طرح جکڑ لے کہ ہم بے بس ہو جائیں ...اور یہی ہوا ... آخر تک ہم بالکل بے بس رہے ... کچھ نہ کر سکے ...اور یہ لوگ ہماری بے چارگی پر ہنستے رہے ...وہ تو ایک عقل مندی کام آگئی ...ورنہ اس وقت ہم انشارجہ کی قید میں ہوتے ..."

" اور وہ عقل مندی چاقو والی تھی ؟" صدر صاحب سوالیہ انداز میں بولے...ساتھ ہی مسکرائے بھی ۔

"جی ہاں اب سوال یہ ..."

"آپ لوگ کھانا نہیں کھا رہے ۔" خاور درّانی نے محبت بھرے انداز میں کہا ۔

"اوہ ہاں !دراصل میں باتوں میں محو ہو گیا تھا ...اور میرے ساتھی بھی ..."

"جی جی ... کیوں نہیں ...اور ہاں! میں ایک بات بتانا بھول گیا..."

"کیوں نہ پہلے کھانا کھا لیا جائے اور پھر اطمینان سے بیٹھ کر ان کی دلچسپ ترین باتیں سنی جائیں ...صاحب صدر ۔" خاور درّانی بولے ۔

"بالکل ٹھیک !اس طرح مزہ نہیں آرہا ...پہلے کھانا ...پھر باتیں ۔"

"جی بہتر! اب باقی باتیں کھانے کے بعد ہونگی انشاء اللہ ۔" انہوں نے کہا ۔

اب خاموشی سے سب لوگ کھانا کھانے لگے ...لیکن انسپکٹر جمشید نے اب بھی کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا ...نہ ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے ۔

"یہ کیا ... آپ تو کھا ہی نہیں رہے ۔"

"جی وہ ...بات دراصل یہ ہے کہ ۔" آفتاب کہتے کہتے رک گیا ۔

"ہاں ہاں آفتاب کہو...بات دراصل کیا ہے؟" صدر صاحب پیار بھرے انداز میں بولے ۔

"بات دراصل یہ ہے کہ ہمیں اس کھانے پر شک ہے ؟"

"کھانے پر شک ... کیا مطلب ؟" ان سب کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا ۔

"جی ہاں !کھانے پر شک ہے ۔"

"لیکن بھئی کیا شک ...دیکھو اور سب لوگ بھی تو کھانا

Uploaded By Nadeem

کھا رہے ہیں۔"

"ہمیں اس میں شک نہیں۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"کس میں شک نہیں۔"

"اس میں کہ اور سب کھانا کھا رہے ہیں۔"

"تو پھر؟"

"ہمیں تو اپنے سامنے رکھے کھانے میں شک ہے ... خاص طور پر میرے سامنے رکھے ہوئے کھانے میں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اوہ؟" صدر صاحب کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"لہٰذا پہلے اس کھانے کو چیک کرایا جائے ... پھر ہم کھانا کھا لیں گے۔"

"اچھی بات ہے جمشید ... لیکن لیبارٹری کے ذریعہ چیک کرانے میں تو دیر لگ جائے گی ... کسی بلی وغیرہ سے چیک کر لیتے ہیں...

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

صدر صاحب نے دروازے پر کھڑے نگرانوں میں سے ایک کو اشارہ کیا ... وہ دروازے پر سے غائب ہو گیا ... اب وہاں موت کا سناٹا چھا چکا تھا ... آخر صولت بیگ نے منہ بنا کر کہا۔

"آپ کے خیال میں اس کھانے میں زہر ملایا گیا ہے۔"

"جی ہاں! خیال تو یہی ہے ... کیونکہ ہم یہاں یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ غدار کون ہے ... جس نے ہمارے کالا پہاڑ پہنچنے سے پہلے ہی شارجستان کو اطلاع دے دی تھی، اب ظاہر ہے ... وہ شخص تو یہی چاہے گا کہ یہ بات بتانے سے پہلے ہم لوگ دوسری دنیا سدھار جائیں ...'

"اوہ ... جمشید اوہ۔" صدر صاحب نے منہ سے خوف کے عالم میں کہا۔

اور پھر وہ نگران ایک بلی لیے ہوئے اندر داخل ہوا ... انسپکٹر جمشید کے سامنے موجود کھانے میں سے تھوڑا کھانا ایک پلیٹ میں رکھ کر بلی کے آگے رکھا گیا ... وہ اسے فوراً کھا گئی ... اب سب لوگ اس کے چیخنے یا تڑپنے کا انتظار کرنے لگے ... لیکن وہ چیخی نہ تڑپی ... بلکہ زبان باہر نکال کر یہ اشارہ کرتی رہی کہ اور کھانا دیا جائے۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا ... اس کا مطلب ہے ... انسپکٹر جمشید کو وہم ہوا تھا۔"

"ہاں!" نجم کامران نے منہ بنایا۔

Uploaded By Nadeem

"آیئے ... کھانا کھاتے ہیں ...اگر کھانا چیک کرالیا گیا تو اس میں کیا برا ہے ... کسی کو برا ماننے کی کیا ضرورت ہے ...احتیاط اچھی ہے۔" خاور درّانی بولے ۔

"ٹھیک ہے ... شروع کرو جمشید ۔"

اب پھر سب لوگ کھانے لگے ...ان کے ساتھیوں نے ان کی طرف دیکھا ...وہ جوں کے توں بیٹھے نظر آئے ...انہوں نے اب بھی کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا تھا ۔

"اب کیا بات ہے جمشید ۔"

"ایک چیز رہ گئی ..." انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا ۔

"جی نہیں ... کوئی چیز نہیں رہی ...میں نے تھوڑا تھوڑا کھانا ہر چیز میں سے لیا تھا ۔" بلّی لانے والے نے کہا ۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا ۔"

"تب پھر سر؟"

"ابھی تک پانی کو چیک نہیں کیا گیا ... آپ ایک لقمہ پانی میں ڈبو کر سالن اس پر لگا کر بلّی کو کھلائیں ۔"

جونہی انسپکٹر جمشید نے یہ تجویز پیش کی تھی ...اسی وقت انہوں نے حاضرین کے چہروں پر تیزی سے نظریں گھمائی تھیں ...اب اس

نگران نے لقمہ پانی میں ڈبویا اور گوشت کی بوٹی اس لقمہ پر رکھی ...پھر بلّی کے آگے ڈال دی ۔

سب کی نظریں بلّی پر جمی تھیں ...بلّی نے فوراً ہی بوٹی چبائی اور نگل گئی...پھر اچانک اس کی تکلیف دہ گھٹی گھٹی چیخ سنائی دی ...چند لمحے کے لیے وہ تڑپی اور پھر ساکت ہوگئی ۔

اب تو ہال میں موجود سب لوگوں کی آنکھیں مارے خوف کے پھیل گئیں ...صدر صاحب کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا ۔

"تت... تو زہر اس گلاس میں تھا۔" صدر صاحب بڑبڑائے ۔

"جی ہاں! اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے ... کوئی صرف میری جان لینے کا خواہش مند ہے ...اس لیے اس نے یہ کوشش کی ہے ...اب صدر صاحب خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کہاں کھڑے ہیں ... آیا ایوانِ صدر کے تمام معاملات ان کے اپنے ہاتھ میں ہیں یا کسی اور کے ...اور وہی ہاتھ کالا پہاڑ میں کام کر رہا ہے ...اور آستین کے ایسے سانپوں نے ہمارے ملک کا سکون چھین لیا ہے ...امن تباہ کر دیا ہے ...جب تک ہم ان آستین کے سانپوں کو ختم نہیں کریں گے ...ہمارے ملک میں کبھی امن قائم نہیں ہوگا ...ہم کبھی سکون کا سانس نہیں لے سکیں گے ۔"

Uploaded By Nadeem

یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے ... سب کی نظریں ان پر جمی تھیں ... جب وہ کچھ نہ بولے تو صدر صاحب نے کہا:

''لیکن جمشید! تم نے آستین کے سانپ کا نام تو بتایا نہیں۔''

''سر! یہ ذرا مشکل اور ناخوش گوار کام ہوگا ...'' وہ بولے۔

''کیا مطلب؟''

''یہاں موجود تمام لوگوں کی تلاشی لینا ہوگی ... مجرم خود بخود سامنے آجائے گا۔''

''کیوں! تلاشی لینے کی صورت میں بھلا اس کے پاس سے کیا چیز مل جائے گی۔''

''وہ زہر ... اور ایک اور چیز بھی ... میں ان دونوں چیزوں کا نام ایک کاغذ پر لکھ کر جیب میں رکھ رہا ہوں ... پھر میں ایک نام لوں گا ... اس طرح سب لوگ تلاشی دینے کی زحمت سے بچ جائیں گے ... ورنہ پھر سب کی تلاشی لینا پڑے گی۔''

اب وہاں سناٹا چھا گیا ... ادھر انہوں نے کاغذ پر کچھ لکھا اور جیب میں رکھ لیا ... پھر سب پر ایک نظر ڈالی ... اور بولے۔

''کیا خیال ہے سر ... سب کی تلاشی لی جائے یا میں کوئی ایک نام لے دوں۔''

''میرے خیال میں تو نام لینا بہتر رہے گا ... آپ لوگ کیا کہتے ہیں۔'' صدر صاحب نے سب کی طرف دیکھا۔

''ٹھیک ہے ... ٹھیک ہے۔'' کئی آوازیں ابھریں۔

''تب پھر میں آستین کے اس سانپ کا نام لے رہا ہوں ... پھر اس کی تلاشی لی جائے گی ... اور جو دو چیزیں ملیں گی ... میں وہ کاغذ پر پڑھ کر سناؤں گا۔''

''ٹھیک ہے۔''

''تو پھر سنیے! وہ آستین کے سانپ ہیں صدر صاحب کے مشیر خاور درّانی۔''

''کیا!!!''

ان سب کے منہ سے نکلا۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

میں مجرم نہیں ہوں

ہال میں موت کا سناٹا طاری ہو گیا ... سب کی نظریں خاور درّانی پر جم گئیں ... ساتھ میں انھیں حیرت بھی ہو رہی تھی ... کیونکہ خاور درّانی بہت پرسکون انداز میں بیٹھے تھے ... اس کے چہرے پر پریشانی کے کوئی آثار نہیں تھے۔

''اس کی تلاشی ہم خود لیں گے سر۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا۔

''اجازت ہے۔''

''کامران مرزا! یہ کام آپ کریں۔''

''ضرور کیوں نہیں۔''

وہ اٹھے اور خاور درّانی کے پاس پہنچ گئے ... انہوں نے تلاشی دینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی ... انسپکٹر کامران مرزا نے پورے اطمینان سے تلاشی لی ... اور تلاشی مکمل کرنے کے بعد بولے:

''کچھ نہیں ملا ... میرا مطلب ہے ... جن چیزوں کے آپ نے

نام لکھے ... وہ نہیں ملیں۔''

''اوہو! اچھا۔'' ان سب کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''بلاوجہ میری توہین کی ... مجھے آستین کا سانپ کہا ... میں تم لوگوں سے نبٹ لوں گا۔'' خاور درّانی نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

''سر! اب سب کی تلاشی لی جائے گی۔'' انسپکٹر جمشید نے جلدی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔''

انسپکٹر کامران مرزا، محمود، فاروق، فرزانہ وغیرہ سب ایک بار ہی اٹھ جاؤ ... اس طرح تلاشی کا عمل فوراً مکمل ہو جائے گا ... ایک ہی وقت میں سب کی تلاشی لی جا سکے گی۔''

''ٹھیک ہے۔''

سب کی تلاشی ایک ہی وقت میں شروع ہوئی ... پھر فرزانہ چلا اٹھی۔

''وہ دونوں چیزیں مل گئی ہیں۔''

''بہت خوب! تو یہ دونوں چیزیں نجم کامرانی کی جیب سے ملی ہیں۔'' وہ بولے۔

Uploaded By Nadeem

"نن ... نہیں ... نہیں۔" نجم کے منہ سے نکلا... پھر وہ بولے:

"میرا ان دونوں چہروں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ..."

"پہلے یہ تو دکھائیں ... یہ دونوں چیزیں ہیں کیا؟" صدر صاحب بولے۔

"دکھاؤ فرزانہ۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

فرزانہ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کر دیا ... انہوں نے دیکھا، اس کی ہتھیلی پر پلاسٹک کی ایک ننھی سی بوتل اور پیتل کا ایک اسٹیکر تھا ... اس پر نیلے رنگ کے ستارے تھے ...

"یہ کیا چیزیں ہیں؟" مارے حیرت کے صدر بولے۔

"اور کیا آپ نے اپنے کاغذ پر انھی دونوں چیزوں کے نام لکھے تھے۔" صولت بیگ نے مذاق اڑانے والے لہجے میں کہا۔

انہوں نے کوئی جواب نہ دیا ... جیب سے وہ کاغذ نکالا اور کاغذ کا رخ ان سب کی طرف کر دیا ... اس پر لکھا تھا: پیتل کا ایک اسٹیکر جس پر نیلے ستارے بنے ہوئے ہیں اور کاغذ کی ایک پڑیا یا ننھی سے شیشی۔

اب تو سب کے منہ مارے حیرت کے کھل گئے ...

صاحب بولے۔

"آخر یہ کیا چیزیں ہیں اور جمشید تمھیں کس طرح معلوم تھا کہ آستین کے سانپ کی جیب سے یہ چیزیں برآمد ہوں گی۔"

"کالا پہاڑ میں اس وقت تک جو لوگ دندناتے پھرتے رہے ہیں یا یوں کہہ لیں کہ جن لوگوں کے قبضے میں اس وقت وہ وادی جا چکی تھی ... وہ اپنے کالر پر ایسے اسٹیکر لگاتے ہیں ... یہ اسٹیکر انھیں شارجستان کی طرف سے دیے گئے ہیں ... دوسرے الفاظ میں ایک دوسرے کی پہچان کے لیے یہ لگاتے ہیں ... پھر وادی میں یہ اسٹیکر دہشت کی علامت بھی ہیں ... عام لوگ ان اسٹیکروں والوں سے خوف کھاتے ہیں۔ ان کے آگے دم نہیں مارتے۔"

"اوہ ... اوہ۔"

"چلو یہ تو ہوا ... اور یہ شیشی۔"

"اس میں وہ زہر تھا ... جو میرے پانی کے گلاس میں ڈالا گیا ... ابھی اس میں ایک دو قطرے باقی ہیں ... ان کو چیک کرایا جا سکتا ہے۔"

"اف مالک!" کئی آوازیں ابھریں۔

"لیکن میں مجرم نہیں ہوں ... یہ دونوں چیزیں میری جیب میں

Uploaded By Nadeem

کسی نے ڈالی ہیں۔" نجم کامرانی نے چلانے کے انداز میں کہا۔

"ہاں! اس پر غور ہو سکتا ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کس پر؟" صدر صاحب نے حیران ہو کر کہا۔

"اس پر کہ یہ دونوں چیزیں کسی نے نجم صاحب کی جیب میں ڈالی ہیں یا نہیں۔"

"اور اس پر غور کس طرح ہو سکتا ہے بھلا۔" صولت بیگ نے برا سا منہ بنایا۔

"یہ کچھ مشکل نہیں ...اس شیشی پر اس شخص کی انگلیوں کے نشانات ہیں ... جس نے یہ نجم صاحب کی جیب میں ڈالی ہیں ...اور اگر خود نجم صاحب کی انگلیوں کے نشانات ہیں تو پھر یہی مجرم ہیں۔"

"لیکن اب تو اس پر آپ کی بھی انگلیوں کے نشانات ہوں گے ... کیونکہ یہ انہوں نے نجم صاحب کی جیب سے نکالی ہیں۔"

"نہیں ...ہم لوگ ان معاملات کو سمجھتے ہیں ...فرزانہ نے دونوں چیزوں پر اپنی انگلیوں کے نشانات نہیں آنے دیے ہوں گے ... کیوں فرزانہ۔"

"بالکل یہی بات ہے ابا جان۔" فرزانہ مسکرائی ...

"ہمارے پاس نشانات کو واضح کرنے والا پاؤڈر موجود ہے ...ہم یہ ابھی اس اسٹیکر پر چھڑکیں گے اور نشانات کی تصویر لے لیں گے ...اور پھر آپ حضرات میں سے ایک کی انگلیوں کے نشانات لے کر اس سے ملائیں گے ... مجرم کھل کر سامنے آجائے گا۔"

"کیا کہا آپ نے صرف ایک کی انگلیوں کے نشانات لیں گے آپ۔"

"ہاں! صرف ایک کی۔"

"آپ کا مطلب ہے ... نجم کامرانی کی انگلیوں کے نشانات؟" کسی نے کہا۔

"نہیں! ان کے ساتھ بیٹھے خاور درّانی کی انگلیوں کے نشانات ...یہ دونوں دراصل انہوں نے نجم صاحب کی جیب میں ڈالی تھیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی خاور درّانی کے چہرے پر ایک خوفناک مسکراہٹ پھیل گئی ...اس نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے ...مجھے تو اب تم لوگ پھانسی کے تختے تک پہنچائے بغیر رہو گے نہیں ...لہٰذا میں تم سب کو اپنے ساتھ

Uploaded By Nadeem

لے کر کیوں نہ مروں... اس ملک کو ایک اور شاندار نقصان کیوں نہ پہنچا دوں ...اور پھر اس میں وہ نقصان بھی شامل ہے ...یعنی انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھی بھی مارے جائیں گے ...اس سے بڑی کامیابی کیا ہو گی ... کیا ہوا ...میں زندہ نہیں رہوں گا ... میرا ملک تو مجھے بہت بڑا ہیرو مانے گا...میرے ترانے گائے جائیں گے ...لہٰذا تم سب میرے ساتھ موت کے گھاٹ اتر رہے ہو ...یہ رہا وہ چاکلیٹ کا بیگ...جو میں تم لوگوں کو تحفے میں دینے کے بہانے لایا تھا اور جس میں چاکلیٹ نہیں بلکہ بم موجود ہے ...ان لوگوں کی حیرت انگیز خصوصیات کی بنیاد پر میں آج بندوبست کر کے چلا تھا ...بیگ میں رکھے بم کا ریموٹ کنٹرولر یہ رہا میرے ہاتھ میں اور اس کے بٹن پر میری انگلی ہے ...یہ تم لوگوں کی زندگی کے آخری لمحات ہیں ... ہاہاہا ...ہاہاہا ...وہ لگا پاگلوں کی طرح قہقہے لگانے ...جب اس کے قہقہے رکے ... تب انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

''لیکن خاور درّانی ...تم یہاں بھی ہار گئے ...تم بھول گئے کہ تمھارا مقابلہ ہم لوگوں سے ہے ...ہاں !ہم لوگوں سے۔'' انسپکٹر جمشید بولے۔

''کیا مطلب ؟''

''مطلب یہ کہ ہمارے ساتھ پروفیسر داؤد صاحب بھی ہیں ... ان کے پاس وہ آلہ اس وقت بھی موجود ہے جس سے یہ اسی مہم کے دوران پہلے بھی ایک بم برآمد کر چکے ہیں ... کسی جگہ کوئی بھی بم ڈیوائس موجود ہو تو یہ آلہ اس کی سمت اور مقام کی نشاندہی کر دیتا ہے...اس کی سوئیوں کا رخ پہلے ہی تمھاری طرف ہو چکا تھا ...لہٰذا یہ جان گئے تھے کہ تمھارے پاس ایک عدد بم ہے اور اس کا ریموٹ کنٹرولر بھی تمھارے پاس ہے ...یہ بات انہوں نے فرزانہ کو بتا دی تھی ...پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ فرزانہ نے تمھاری تلاشی لی ہو اور اس ریموٹ کنٹرولر پر ہاتھ صاف نہ کیا ہو...اور اسی طرح تو ہمیں پتا چلا کہ تم ہی ہو سکتے ہو جس نے ہمیں زہر دینے کی سازش کی ہے..ورنہ ہمیں غیب کا علم تو نہیں ہے نا...''

''غلط ...بالکل غلط ...ریموٹ یہ رہا میرے ہاتھ میں ؟''

''اچھا تو پھر دبا دو اس کا بٹن۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''ہاں !کیوں نہیں ...اس نے یہ کہتے ہی بٹن دبا دیا ... لیکن ہال میں کوئی دھماکا نہ ہوا۔

''دیکھا تم نے بے وقوف ...بدترین غدار ...''انسپکٹر جمشید

Uploaded By Nadeem

نفرت نفرت زدہ لہجے میں ہوا۔

"پیارے انکل خاور درانی ...جب میں نے آپ کی تلاشی لی تھی تو اس ریموٹ کنٹرولر کی بیٹری نکل کر خود بخود میرے ہاتھ میں آگئی تھی... کہنے لگی مجھے ساتھ لے لو...مجھے نہیں رہنا اس ریموٹ میں... یہاں میرا دم گھٹتا ہے...اب میں کرتی...ننھی سی بیٹری کا دل کیسے توڑ دیتی...میں نے اسے اپنی جیب میں رکھ لیا... کیا سمجھے؟" فرزانہ معصومانہ لہجے میں بولی۔

اسی وقت اسے جکڑ لیا گیا ...ایسے میں صدر صاحب کے منہ سے نکلا۔

"ہماری آستین میں کیسے کیسے سانپ پل رہے ہیں ... اسی لیے تو ملک ایسی گھناؤنی اور ہولناک سازشوں کا شکار چلا آرہا ہے ... اور آفرین ہے جمشید تم سب پر ...تم جیسے ملک میں نہ ہوں تو ہمارا کیا بنے۔"

"وہی بنے گا جو بنائے نہ بنے۔" فاروق بول اٹھا۔

"ہے کوئی تک اس جملے کی ...یہ بھی نہیں سوچا یہ جملہ صدر صاحب نے کہا ہے۔" آفتاب نے جھلا کر کہا۔

"یہ تم سوچ لو۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"صدرِ محترم !اس سے پہلے کہ ان میں جنگ چھڑ جائے ...ہمیں کھانے کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے۔ ویسے بھی ہم نے کل سے اب تک کچھ نہیں کھایا ہے۔"

ان کے چہروں پر مسکراہٹیں تیر گئیں ...انہیں یاد آگیا کہ اذکر جاقیہ کے جہاز پر بھی انہوں نے شدید بھوک کے باوجود کھانے سے انکار کر دیا تھا...یہ یاد آنا تھا کہ ان کی بھوک یکایک چمک اٹھی...اور ان کے ہاتھ کھانے کی طرف بڑھنے لگے۔

☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

نقلی پہاڑ

اسکول تو موسمِ سرما کی چھٹیوں کیلئے ویسے ہی بند تھے...تو پھر بچے اس موقع کو ہاتھ سے بھلا کب جانے دیتے....ساتھ مل بیٹھنے کا موقع ہی مہینوں بعد ملا تھا... لہٰذا بڑوں کی ایک نہ چلی اور طے پایا کہ کم از کم ایک ہفتہ سب کے سب محمود، فاروق، فرزانہ کے گھر پر گزاریں گے...بیگم کامران مرزا یعنی شہناز بیگم کو بھی ملک کے مشرقی حصے میں واقع ان کے گھر سے ہوائی جہاز کے ذریعے بلوا لیا گیا... شائستہ نے تجویز پیش کی کہ برف باری کے مزے لوٹنے کسی ہل اسٹیشن کا رُخ کیا جائے ....لیکن اُس کی تجویز اس بنیاد پر رد کر دی گئی کہ کہیں پھر کسی جاسوسی چکر سے ان کا واسطہ نہ پڑ جائے...فاروق نے تو تجویز سنتے ہی تڑ سے گرنے اور پٹ سے بے ہوش ہوجانے کی ایکٹنگ شروع کر دی....آخر پانی کی بالٹی سر

پر اُلٹنے کی دھمکی سُننے کے بعد اُس کی آنکھیں کُھلیں....فیصلہ بالآخر یہ ہوا کہ رہیں گے تو شہر میں ہی...لیکن روزانہ شام کو سب مِل کر سیر سپاٹے کیلئے باہر جایا کریں گے...اور یہ بھی لازم ٹھہرا کہ اس روزانہ کی سیر سپاٹا پارٹی میں انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا، خان رحمان، پروفیسر داؤد اور منور علی خان بھی شامل ہوا کریں گے...شکیلہ بیگم اور بیگم خان رحمان تو ویسے ہی تفریح کو ترسی رہتی تھیں...ان کا تو وہ حال تھا کہ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں... اب ہر روز شام کو جب یہ پارٹی خان رحمان کی بڑی گاڑی میں سوار ہو کر سیر کیلئے نکلتی تھی تو خوب ہلا گلا رہتا تھا...فاروق اور آفتاب کی حرکتیں...مکھن اور شائستہ کے معصومانہ سوالات... منور علی خان کے لطیفوں پر خان رحمان کے آسمان سے باتیں کرتے قہقہے....اور اس پر پروفیسر داؤد کی بے وقت بھوک کی راگنی...ان کی ہنسی کے طوفان کو تھمنے نہیں دیتی تھی...حامد، سرور اور ناز بھی بار بار اپنے کارنامے کا ذکر کرنے سے نہیں چوکتے تھے کہ ان کی محنت اور کوشش بھی اس فتح میں حصے دار تھی...لیکن فاروق اور آفتاب بھلا کب رکنے والے تھے....جب بھی حامد وغیرہ اپنے کارنامے کا ذکر دہراتے...انہیں جواب ملتا:

Uploaded By Nadeem

"یار بس رہنے بھی دو... یہ بھی کیا کارنامہ ہوا کہ اس کے نتیجے میں کسی کو منہ دکھانے کے بھی لائق نہیں رہے...."

"اور کیا..." آفتاب لقمہ دیتا "ایک کا منہ ٹماٹر اور دوسرے کا بینگن کا بھرتا معلوم ہو رہا ہے۔"

"کوئی قریب سے گزرے تو پوچھتا ہے کہ بھائی یہ ٹماٹر اور آلو کیا بھاؤ بیچ رہے ہو۔"

اس پر سب کی کھی کھی شروع ہوجاتی... بس فرزانہ اور فرحت تھیں جو حامد، سرور کی مسمسی صورتیں دیکھ کر ان کا حوصلہ بڑھاتیں:

"تعریف نہیں کرسکتے تو کم از کم تنگ تو نہ کرو بیچاروں کو..."

"یہ ہمیں تعریف کرنے تو دیں نا... خود ہی اپنی تعریف کئے جاتے ہیں..."

اسی طرح ہنستے، گاتے، ایک دوسرے سے الجھتے، نوک جھونک کرتے ان کے اسکولوں کی چھٹیاں گزرتی جارہی تھیں۔ انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا البتہ اکثر کسی معاملے پر سنجیدگی سے بات چیت کرتے پائے جاتے... بلکہ موبائل فون پر بھی کافی مصروف رہتے.... جب بھی کوئی ان سے پوچھتا تو ہنس کر ڈال جاتے اور کہتے:

"تم لوگ کھیلو کودو، موج اُڑاؤ... جب ہم خود کسی نتیجے پر پہنچ جائیں گے... پھر تمہیں بھی بتادیں گے۔"

اس دوران وہ دونوں تین روز کیلئے شہر سے باہر چلے گئے... پوچھنے پر صرف اتنا ہی بتایا:

"کالا پہاڑ!"

پھر واپس آئے اور ایک دن کے بعد دوبارہ کہیں روانہ ہوگئے... اس بار واپس لوٹے تو کافی پریشان سے تھے... پھر ایک دن انہیں ان دونوں کے چہروں پر قدرے اطمینان نظر آیا.... انسپکٹر جمشید نے ایک طویل رپورٹ ٹائپ کرکے اپنے بلیک بیری فون سے کسی کو ای میل بھی کی... اس روز وہ سمندر کے ایک خوبصورت ساحل پر پکنک منانے آئے ہوئے تھے... لڑکیوں کو شوق اٹھا تھا طلوع آفتاب کا منظر دیکھنے کا... اسی لئے وہ صبح سویرے منہ اندھیرے ہی گھر سے نکل آئے تھے:

"ایسا لگتا ہے کوئی بڑا اہم مسئلہ سلجھانے میں کامیاب ہوگئے آپ لوگ۔" ناشتے کے بعد ٹھنڈی ٹھنڈی ریت پر بیٹھے خوشگوار نمکین سمندری ہوا کے جھونکوں کے درمیان گرم گرم چائے کا کپ اٹھا کر بیگم جمشید کو پکڑاتے ہوئے بیگم کامران مرزا نے انسپکٹر جمشید اور

Uploaded By Nadeem

انسپکٹر کامران مرزا سے کہا۔

اسی دوران باقی سب بھی ان کے قریب آکر نیم دائرے کی صورت میں ریت پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے:

''جی ہاں بھابھی! بالکل درست کہا آپ نے....دراصل اس مہم کے حوالے سے کچھ الجھنیں باقی تھیں...اور ہمارا خیال تھا...'' انسپکٹر جمشید نے اپنے ساتھ کامران مرزا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''کہ اس سازش کا اصل محرک صرف اس وادی پر قبضہ کرنا نہیں تھا بلکہ کچھ اور بھی تھا...اور اسی گتھی کو ہم سلجھانے کی کوشش کر رہے تھے...معاملے کو اس کی جڑ تک جاننا چاہ رہے تھے۔''

''تو کیا آپ معاملے کی تہہ تک پہنچ گئے۔''

''ہمارا تو کم از کم یہی خیال ہے۔'' کامران مرزا مسکرائے۔

''تو پھر! ہمیں بھی بتائیے...'' شوکی کیک کا پیس نگلتے ہوئے بولا۔

''ضرور کیوں نہیں!'' انسپکٹر کامران مرزا نے جواب دیا اور اپنی بات جاری رکھی:

''دراصل ہمیں صرف یہ بتایا گیا تھا کہ کالا پہاڑ کے علاقے

میں پراسرار سرگرمیاں دیکھنے میں آرہی ہیں....اور یہ بھی کہ اس سلسلے میں سراغرسانی کیلئے ہماری روانگی خفیہ رہے گی...لیکن ہوا یہ کہ ہماری روانگی خفیہ نہ رہ سکی اور ہمیں روکنے یا لیٹ کروانی کی کوششیں بڑے پیمانے پر شروع ہوگئیں...کچھ دشمنوں نے ہمیں روکا اور کچھ ہم اپنی اس عادت کا بھی شکار ہوئے کہ راستے میں پڑنے والے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں خود کو الجھا لیتے ہیں...اس لئے دشمن نے ہماری اس عادت کا بھی فائدہ اٹھایا اور ہمیں اصل معاملے سے دور رکھنے میں بہت حد تک کامیاب رہا...کبھی ہمیں ہوٹل کے کمروں والے چکر میں الجھایا گیا...کبھی بوڑھی عورت کے مکان کے معاملات میں...کبھی سرکس میں گڑنگا اور پھر منور علی خان کے بہانے ...اور پھر شوکی برادرز کو کوبرا ڈانس میں سانپ سے ڈسوانے کی سازش میں ہماری توجہ بٹائی جاتی رہی... دشمنوں کی یا جو بھی اس سازش کی پشت پر تھے ان کی کوشش یہ تھی کہ ہم معاملے کی تہہ تک نہ پہنچ پائیں اور اپنے ساتھ پیش آنے والے حالات کو دیکھ کر اس نتیجے پر پہنچیں کہ ان واقعات کے پیچھے مقامی بدمعاشوں، اسمگلروں، یا عام قسم کے غنڈوں کا کوئی گروہ کام کر رہا ہے...ہوٹلوں میں ہمارے کمرے چھن جانا...شوکی برادرز کو بوڑھی عورت کے گھروں

Uploaded By Nadeem

میں کرائے پر نہ رہنے دینا...سرکس اور ہوٹلوں میں موت کے کھیل تماشوں کے ٹکٹ انتہائی مہنگے داموں فروخت کرنا، منہ مانگے کرایوں پر خیمے فراہم کرنا...اور مقامی پولیس کو دھونس دھاندلی کے ذریعے ڈرا دھمکا کر قابو میں رکھنا...سرکس مالکان کا غنڈوں کی فوج پال کر رکھنا... دشمنوں نے اور کچھ نہ کیا بلکہ ہمیں ان معاملات کی طرف دھکیلتے چلے گئے...یہ سارے معاملات سیدھے سادے طریقے سے اصل سازش کی پردہ پوشی کرنے میں کامیاب رہتے اگر انسپکٹر جمشید پہلے ہی ہوا کا رُخ نہ بھانپ چکے ہوتے...کیونکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہاں مقامی طور پر اس قسم کی بدمعاشیاں بھی بہت عرصے سے جاری ہیں اور کوئی بھی سرکاری جاسوس وہاں جا کر یہی سمجھے گا اور اوپر والوں کو یہی رپورٹ دے گا کہ اس علاقے میں واقعی گڑبڑ ہو رہی ہے...اور یہ لکھے گا کہ مقامی قبضہ مافیا نے سیاحوں اور عام لوگوں سے لوٹ مار، اور غنڈہ گردی کا بازار گرم کیا ہوا ہے اور اس کا مقصد اپنی اجارہ داری قائم رکھ کر پیسہ بنانے سے زیادہ اور کچھ نہیں...اور ہماری معلومات کے مطابق کئی بار ایسا ہوا بھی ...پہلے بھی کچھ سراغرسانوں کو یہاں بھیجا گیا لیکن ہر بار ایک ہی جیسی رپورٹ سراغرسانوں کی طرف سے اوپر

والوں کو بھیجی گئی کہ یہ عام جرائم پیشہ گروپوں کا کام ہے اور بس... اس سے زیادہ کچھ نہیں... لیکن۔'' یہاں تک کہہ کر انسپکٹر کامران مرزا چند لمحوں کیلئے خاموش ہوگئے۔

''کیا ہوا ابا جان...'' آفتاب بول اٹھا۔

''لیکن اس بار شارجستان میں تعینات ہمارے بہت ہی زیادہ قابلِ اعتماد جاسوس نے وزیرِاعظم کو انتہائی ٹاپ سیکرٹ رپورٹ براہِ راست پہنچائی تھی کہ کالا پہاڑ کے علاقے میں شارجستان اور انشارجہ مِل کر کسی بڑے منصوبے پر عمل کرنے والے ہیں...سازش یا منصوبہ کیا ہے... ہمارا جاسوس اس کی تفصیلات کا پتا نہ لگا سکا...''

''اوہ...اوہ...'' کئی آوازیں ابھریں۔

''لہٰذا وزیرِاعظم نے بھی رازداری برتتے ہوئے مجھے اور انسپکٹر جمشید کو براہِ راست فون کیا...لیکن بُرا ہو ان کے اطراف موجود غیر ملکی ایجنٹوں کا، جو وزراء اور مشیروں کے روپ میں ان کے ارد گرد موجود ہیں کہ کسی نہ کسی طرح ہمارے کالا پہاڑ بھیجے جانے کی سُن گُن انہیں مِل گئی...''

''تو کیا خاور درانی کے علاوہ اور بھی غیر ملکی ایجنٹ ہونگے جو ابھی سامنے نہیں آسکے۔''

Uploaded By Nadeem

''اس میں تو خیر ذرا بھی شک نہیں۔''

''اچھا تو پھر...آگے سنائیے...'' شوکی کی بے چینی بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

''دراصل اس پورے قصے میں دو باتیں مجھے بہت الجھن میں مبتلا کر رہی تھیں...ایک تو وہ آتش فشاں پہاڑ جو کالا پہاڑ کے نام سے جانا جاتا ہے یعنی بقول فاروق جس کے پیٹ میں ہم رہے اور جس کے قیدی بھی رہے اور دوسرا اس طرح عین معاملے کے بیچوں بیچ سے ہمیں اچانک واپس بُلا لینا...اور وہ بھی سرکاری پروٹوکول کے ساتھ...ایسا کبھی بھی نہیں ہوا...ہمیں لگا کہ کچھ ایسا اور بھی ہے جو ہم سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے...ہم سے بھی اور صدرِمملکت اور وزیراعظم صاحب سے بھی... یہ بہت خوفناک بات تھی...کالا پہاڑ کا کوئی ایسا راز بھی تھا جس سے دشمن واقف تھا لیکن وہ ہمیں اس سے دور رکھنے کی کوشش کررہا تھا...اور پھر ہم نے اس پر کام شروع کر دیا...ہم تو بس یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ کالا پہاڑ کے راستے کو شارجستان صرف اپنے ایجنٹوں کی نقل و حمل اور پھر بالآخر اپنے فوجی کنٹرول اور قبضے کیلئے استعمال کرے گا...لیکن معاملہ اس سے کہیں بڑھ کر سنگین تھا...''

''ارے باپ رے...آپ تو ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں۔''

''بات ہی ڈرنے والی ہے...بلکہ آٹھ آٹھ آنسو رلانے والی ہے...کیونکہ اس بار ہمیں منصوبے کا علم ہی اس وقت ہوا جب دشمن ہمیں کافی سے زیادہ نقصان پہنچا چکا تھا...''

''کیا مطلب...'' خان رحمان کی آواز بیٹھ گئی۔

''مطلب یہ کہ کالا پہاڑ نقلی تھا۔'' انسپکٹر کامران مرزا کے منہ سے نکلا۔

''کیا!''

''ارے۔''

''نقلی پہاڑ...تو کسی ناول کا نام...''

''یہ کیسے ممکن ہے۔''

''پہاڑ نقلی کیسے ہوسکتا ہے کامران مرزا...''

تابڑ توڑ سوالوں کا یہ سلسلہ رُکا تو تھوڑی دیر کیلئے خاموشی چھا گئی...سب کی نظریں کامران مرزا پر لگی ہوئی تھیں...آخر وہ بولے:

''مطلب یہ کہ کالا پہاڑ آتش فشاں پہاڑ نہیں تھا...بلکہ اس علاقے میں آتش فشاں پہاڑ سرے سے ہیں ہی نہیں...کیونکہ وہاں آتش فشاں پہاڑ ہو ہی نہیں سکتے۔''

Uploaded By Nadeem

"وہ کیسے...نہیں ہیں تک بات سمجھ میں آتی ہے...لیکن نہیں ہو سکتے والی بات کچھ ہضم نہیں ہوئی۔"

"ارضیات پڑھو گے تو ہضم ہو جائے گی..."

"اب یہ ارضیات کہاں سے آ ٹپکی..."

"بتاتا ہوں...دراصل یہ جس زمین پر ہم بیٹھتے اٹھتے ہیں اور اپنی زندگیاں گزارتیں ہیں.. یہ زمین کی اوپری پرت ہے... اور مختصر طور پر یہ جان لو کہ یہ اوپری پرت لاوے کے ایک سمندر پر تیر رہی ہے...ایسی کئی پرتیں کروڑوں سال سے اس لاوے کے سمندر پر جزیروں کی طرح تیرتی پھر رہی ہیں...اور کبھی یہ ایک دوسرے کے کناروں سے جڑ جاتی ہیں اور کبھی ٹوٹ کے الگ ہوجاتی ہیں ...اس میں جو بات ہمارے لئے اہم ہے وہ یہ کہ ان تیرتی پرتوں کے جوڑوں پر یعنی جہاں ایک پرت دوسری پرت سے جڑتی ہے...وہیں پر آتش فشاں کے دہانے وجود میں آتے ہیں...زلزلے بھی ان پرتوں کی آپس کی رگڑ اور اس رگڑ کے نتیجے میں ہونے والی پرتوں کی ہل جُل کی وجہ سے آتے ہیں...یعنی پرتوں کے ٹکراؤ اور ہلنے کے سبب نیچے کے لاوے کو اوپر آنے کی جگہ مل جاتی ہے...اور وہ اسی مقام سے زمین کو اوپر دھکا دینا شروع کر دیتا

ہے...اور زمین پہاڑ کی صورت میں بلند ہوجاتی ہے...اور پھر ایک وقت آتا ہے جب یہ لاوا پہاڑ کو توڑ کر یا پھاڑ کر اوپر سے بہنے لگتا ہے۔ اس میں ہمارے مطلب کی بات یہ ہے کہ ماہرینِ ارضیات کے پاس اور انٹرنیٹ پر بھی ان TECTONIC PLATES کے باقاعدہ نقشے موجود ہیں جو یہ دکھاتے ہیں کہ یہ پرتیں یا TECTONIC PLATES دنیا میں کون کون سے مقام سے گزرتی ہیں...اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ایسی کوئی پرت ہماری اور شارجستان کی سرحد کے قریب سے بھی نہیں گزرتی...لہٰذا کالا پہاڑ کے مقام پر کسی آتش فشاں کا وجود ممکن ہی نہیں ہے...اور اس لئے میں نہایت یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کالا پہاڑ اصلی نہیں بلکہ نقلی آتش فشاں ہے۔" یہاں تک کہہ کر وہ رک گئے...اور انہوں نے ایک طویل سانس لی۔ سب لوگ نہایت توجہ اور انہماک سے ان کی بات سُن رہے تھے۔ انہوں نے دوبارہ کہنا شروع کیا:

"اور اب آتا ہوں میں کہانی کے اصل حصے کی طرف... اور وہ یہ کہ کالا پہاڑ کا راز کیا تھا...اور شارجستان وہاں کیا کر رہا تھا...یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ اس علاقے کا نام کالا پہاڑ اس وقت سے ہے جب ہمارا ملک وجود میں بھی نہیں آیا تھا...بس وہ

Uploaded By Nadeem

پہاڑ کالا نظر آتا تھا اس لئے کالا پہاڑ کہلانے لگا...لیکن دراصل وہ پہاڑ کالا نہیں بلکہ تانبے کا رنگ کا تھا ...یعنی اس کی مٹی کا رنگ تانبے کی زیادتی کے سبب سیاہی مائل تھا...لیکن ہمارے ملک میں بدقسمتی سے ایسی چیزوں کی طرف توجہ ذرا کم ہی دی جاتی ہے...لہٰذا کسی کو خبر نہ ہوئی کہ یہاں تانبے کے بڑے ذخائر پائے جاتے ہیں جس کی مالیت عالمی منڈی میں اربوں کھربوں ڈالر ہے...لیکن شارجستان کے سائنسدانوں نے اس بات کا پتا بہت پہلے لگا لیا تھا...اور انہوں نے ہماری لاعلمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں خاموشی سے کام شروع کردیا اور معدنیات نکال کر اپنے ملک بھیجنا شروع کر دیں....اور ہاں...ایک بات اور ...یہ بھی بتاتا چلوں کہ جہاں تانبے کے ذخائر ہوتے ہیں وہیں سونے کے بھی ہوتے ہیں ...لہٰذا شارجستان تانبا تو چُراتا ہی رہا...ساتھ میں سونے پر بھی ہاتھ صاف کرتا رہا...''

تانبے کے اس قدر بڑے نقصان کا سُن کر ہی سب کی سٹی گم ہوچکی تھی کی کامران مرزا نے سونے کا ذکر کر کے ان کے سروں پر ایک اور بم پھوڑ ڈالا تھا۔

☆☆☆☆☆

زبردست وار

'' اُف خدایا ! اس قدر زبردست وار کیا ہے اس بار دشمن نے ہم پر...'' پروفیسر داؤد بھی سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔

'' اب بھی بہت کچھ ہے بچانے کیلئے...شارجستان نے تو صرف ایک پہاڑ پر ہاتھ صاف کیا ہے... وہ تو پورا علاقہ ایسے ذخیروں سے مالا مال ہے...ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ اس کارروائی کیلئے کچھ ایسا کرنا ضروری تھا کہ مقامی آبادی ادھر کا رخ نہ کرے ...تو اس کیلئے شارجستان کے ایجنٹوں نے تانبے کے پہاڑ کی چوٹی میں سوراخ کیا....اور اس میں سے آتش فشاں کے جیسے دھوئیں کے نکلنے اور آتش فشاں میں لاوا ابلنے اور پھٹ پڑنے جیسی آوازیں پیدا کرنے کا انتظام کیا گیا... پہاڑ کو اندر سے تو وہ پہلے ہی خالی کر چکے تھے اور اس کا سارا تانبا اور سونا سمندر کی سمت والے دہانے سے شارجستان منتقل کرتے رہے تھے....رہا یہ سوال کہ اب انشارجہ

Uploaded By Nadeem

اور شارجستان نے اپنی فوج وہاں کیوں بھیجی ...تو اس کا جواب آپ کو کل شام کی خبروں سے مل جائے گا....کل شام شارجستان نے کالا پہاڑ کی وادی پر اقوام متحدہ میں جاکر اپنی ملکیت کا دعویٰ داغ دیا ہے...اس کا کہنا ہے کہ تقسیم کے وقت غلطی سے یہ علاقہ پاک لینڈ کی حدود میں شامل ہوگیا تھا ...اور انشارجہ نے شارجستان کے اس دعوے کی حمایت کا اعلان کردیا ہے ....اس کا کہنا ہے کہ چند روز پہلے کالا پہاڑ کے مقام پر اس کی پاک لینڈ کی فوجوں سے جو جھڑپ ہوئی تھی...وہ اسی حوالے سے تھی...تو یہ تھی کُل کہانی...''

''لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔''

''اور وہ کیا فرزانہ...'' انسپکٹر جمشید بولے۔

''وہ یہ کہ کہاں تو ایک طرف وہ ہمیں کالا پہاڑ اور اصل سازش سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے اور کہاں وہ پروگرام اچانک تبدیل کر کے ہمیں پہاڑ کے اندر لے گئے...''

''دراصل اس قسم کے منصوبوں میں کبھی کبھار آخری وقت میں پلان تبدیل کرنا پڑتا ہے...جب باوجود دشمن کی ہزار کوشش کے، میں ان کے ہاتھ نہ لگا تو ان کو اس کے سوا کچھ اور نہ سوجھا کہ پورے راز کی پردہ پوشی قائم رکھنے کیلئے تھوڑے سے راز سے پردہ

اُٹھا کر اس پہاڑ کو بطور چارہ استعمال کرکے ہمیں قابو کرلیا جائے...اور وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی رہے...کیونکہ شاید ان کے خیال میں ان کی نظروں سے اوجھل رہ کر میں ان کیلئے زیادہ خطرناک ثابت ہوسکتا تھا۔'' انسپکٹر جمشید نے جواب دیا۔

''اور آپ نے پہاڑ کے اندر ہم سے یہ کیوں کہا تھا کہ جے ہوئے لاوے سے دور رہو...جبکہ وہ لاوہ تو تھا ہی نہیں...''

''بھئی...وہ میں نہیں تھا...خفیہ فورس کے انچارج کے کہا تھا..اب وہ کوئی ماہرِ ارضیات تو ہیں نہیں ..جو ان کی سمجھ میں آیا ...کہہ بیٹھے....ویسے ہی میری نقل کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوئے جارہے تھے بیچارے...''

''اور ان ایجنٹوں کا کیا کریں گے جو صدارتی محل اور وزیراعظم ہاؤس میں مختلف عہدوں پر براجمان ہیں۔''

''ان پر بھی ہاتھ ڈالنا ہوگا...لیکن ذرا محتاط انداز میں...''

''اور وہ ملٹری انٹلیجنس والے کون تھے جنہوں نے تلاشی کے بہانے ہماری گاڑی میں وہ جھلی نما ٹرانسمیٹر چپکا دیا تھا...کیا وہ بھی نقلی تھے۔''

''ممکن ہے کہ نقلی رہے ہوں...بہرحال اس بات کی اب کوئی

Uploaded By Nadeem

زیادہ اہمیت نہیں ہے۔"

" ویسے اس مہم میں شوکی برادرز مہمان اداکار ہی ثابت ہوئے...یا تو دوڑتے ہوئے پائے گئے ...یا پھر دواؤں کے اثر میں گم سُم ...."

" اور وہ پہاڑ کے دہانے میں آنکڑہ اٹکانے کی ترکیب کس نے بتائی تھی..." شوکی چمک کر بولا۔

" ہاں بھئی...یہ تو ہے کہ شوکی کی ترکیب کے بغیر ہم وہاں سے وقت پر نکل نہیں پاتے...شوکی اس وقت کام آیا جب فرزانہ کی ترکیبوں کا اسٹاک بھی دم توڑ چکا تھا۔"

" چلو دے دیتے ہیں اس بے چارے کو پاسنگ مارکس ...کیوں آفتاب" فاروق نے جلانے والے انداز میں کہا۔

" ہاں کر دیتے ہیں بیچارے کو پاس..." آفتاب مسکرایا۔

پھر کیا تھا...شوکی نے ریت مٹھی میں بھر کر فاروق کے بالوں میں بھر دی...جواب میں فاروق نے آفتاب کو اس پر دھکیل دیا...شوکی سامنے سے ہٹ گیا اور آفتاب اپنے ہی زور میں پانی میں جا گرا.... بس پھر کیا تھا ....وہ ہنگامہ شروع ہوا کہ بڑوں نے وہاں سے اٹھ کر ہٹ کی طرف دوڑ لگانے میں ہی بہتری جانی... ورنہ وہ بھی ریت کے اس طوفان کی زد میں آجاتے۔

☆☆☆☆☆☆

Uploaded By Nadeem

آئندہ ناول کی ایک جھلک

چاند کی لاش

مصنف: اشتیاق احمد

☆ فرزانہ کی سہیلی کی پریشانی عجیب نہیں تھی ... لیکن فرزانہ کو بہت عجیب لگی۔

☆ انہیں کان کی کٹی لو والے ایک شخص کی تلاش تھی۔

☆ یہ تلاش انہیں موت کے منہ میں لے گئی۔

☆ جب ان کے پاس بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں بچا تھا۔

☆ محمود نے جب ایک شخص کا درست نام لیا تو وہ حیرت زدہ رہ گیا۔

☆ ایک گھر ایک سال سے سیل تھا، لیکن جب وہ اس میں داخل ہوئے تو...

☆ فرزانہ کے مقابلے میں جب فاروق کی ترکیب چلی۔

☆ ندیم زواری سے ملیے ...

☆ چار لمبے تڑنگے غنڈے ایک کمزور عورت سے مکان خالی کرانا چاہتے تھے۔

☆ اور مکان تھا بھی کرائے کا۔

☆ اس بار مجرم سات پردوں میں چھپا تھا۔

☆ وہ ان کے مقابلے میں ہر ثبوت مٹاتا چلا جا رہا تھا۔

☆ اس کی کوشش اس قدر تیز نہیں تھی لیکن وہ بار بار اس سے شکست کھا رہے تھے۔

☆ راغب کارپوریشن نے انہیں اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ لیکن؟

☆ مجرم تک پہنچنے میں انہیں دانتوں پسینہ آ گیا۔

☆ مجرم پھر بھی ان سے دور تھا۔

☆ آخر انسپکٹر جمشید کو محمود، فاروق اور فرزانہ سے مجرم کی کہانی سننی پڑی۔

☆ فرزانہ کو ایک ضرورت خان رحمان کے گھر لے گئی ... وہاں کا منظر عجیب تھا۔

☆ ایک زبردست جوڑ توڑ والا ناول۔

☆ گھر خالی کرانے والے کیا چاہتے تھے۔

☆ انسپکٹر جمشید مجرم تک کیسے پہنچے۔

☆ آپ کی دلچسپی عروج پر پہنچ جائے گی۔

اٹلانٹس پبلیکیشنز
A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34228050
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

JOIN
INSPECTOR JAMSHED SERIES
ON facebook

جی ہاں.... انسپکٹر جمشید سیریز اب فیس بک پر بھی....

اب آپ اپنے پسندیدہ کرداروں اور ان کے ناولوں کے بارے میں تازہ ترین معلومات، فہرست کتب اور بہت کچھ یعنی جو آپ چاہیں دیکھ سکتے ہیں اور اپنے تبصرے بھی لکھ سکتے ہیں۔

ہمارا فیس بک ایڈریس ہے:

http:\\www.facebook.com/InspectorJamshed

فیس بک پر انسپکٹر جمشید سیریز کی یہ سائٹ وزٹ کیجئے اور اپنے کمنٹس لکھیے۔

اٹلانٹس پبلیکیشنز
A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34228050
ای میل: atlantis@cyber.net.pk
www.inspectorjamshedseries.com

Uploaded By Nadeem